عید مبارک

ماہنامہ اعلیٰ حضرت

بریلی شریف

رمضان، شوال | ۱۴۴۴ھ

اپریل، مئی | ۲۰۲۳ء

Monthly : 35/-
Yearly : 350/-

مدیر اعلیٰ

(مولانا) محمد سبحان رضا خان "سبحانی میاں"

پیغام

حامدا و مصلیا و مسلما!

تقسیم ہنداور آزادی ہند کے بعد ہی سے ہندوستانی مسلمانوں کے مذہبی ،مسلکی ،معاشی ،سماجی اور تعلیمی حالات بد سے بدتر ہوتے چلے گئے ہیں۔مگر کل کے مقابلہ میں آج کے حالات تو مسلمانوں کے لیے نہایت سنگین رخ اختیار کر چکے ہیں۔پہلے اگر چہ مسلمان تعلیمی ،سماجی ،سیاسی اور معاشی طور پر تقریباً یتیم تھے مگر یہ سب دنیوی معاملات تھے ،دینی و مسلکی معاملات پھر بھی کافی حد تک صحیح و درست تھے اور مسلمانوں کا ایمان محفوظ تھا۔مگر اب تو دنیوی معاملات میں یہ قوم مسلم تمام تر ترقیاتی ساز و سامان سے تو محروم ہے ہی ،دینی و مسلکی اعتبار سے بھی محروم ہونے لگی ہے۔بے دینی ،مذہب بیزاری اور مسلک سے دوری ہماری نئی نسلوں میں روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔غیر شرعی رسوم ،عادات ،پوشاک اور رہن سہن کی ہماری نئی نسل دلدادہ ہوتی جا رہی ہے۔ہاتھوں میں کڑا پہننا ،لمبے لمبے بال رکھنا ،غیر مسلموں کی طرح ہاتھوں میں دھاگا باندھنا ،ٹیکہ لگانا ،کانوں میں بالیاں پہننا ،اپنے جسم کے حصوں پر ٹیٹو بنوانا اور مشرکانہ رسوم و تیوہاروں کی مبارکبادیاں دینا بلکہ ان میں شامل ہونا ،ہمارے معاشرے کا حصہ بنتا جا رہا ہے۔ہماری بچیاں روز بروز غیر مسلم نوجوانوں کے چنگل میں پھنس کر مرتد بن رہی ہیں۔ہماری نوجوان نسل اپنے مذہب و مسلک اور اپنی شریعت و طریقت کی باغی بنتی جا رہی ہے۔دینی اعتبار سے دیکھیں تو اس وقت کے حالات نہایت سنگین صورت اختیار کر چکے ہیں۔پہلے اس طریقے کے واقعات اگر ہوتے بھی تھے تو ہماری جماعت کا ایک مخلص اور مذہبی طبقہ اس کی روک تھام کے لیے مضبوط لائحہ عمل تیار کر کے جد و جہد شروع کر دیتا تھا مگر آج کا عالم اس اعتبار سے بھی نہایت سنگین ہے کہ بڑے سے بڑا معاملہ کیوں نہ ہو جائے اور بڑے سے بڑا دینی نقصان کیوں نہ ہو جائے مگر ہمارا مذہبی طبقہ ،ہمارا سماجی طبقہ اور ہماری مذہبی و سماجی قیادت۔الا ماشاء اللہ۔سرد مہری کی چادر تانے رہتی ہے۔روز بروز ارتداد کے فتنہ میں تیزی آتی جا رہی ہے۔مگر کسی بھی مذہبی ،خانقاہی اور سماجی طبقہ کی جانب سے کوئی بھی روک تھام کی کوشش ہوتی نظر نہیں آ رہی ہے۔وہ مرکز اہل سنت بریلی شریف ہی تھا کہ جب ماضی میں اعلیٰ حضرت کے آخری دور میں مسلمانوں کو مرتد کرنے کی ”شدھی تحریک“ چلی تو اس کا مقابلہ کرنے کی کامیاب ترین کوشش تمام مشائخ اہل سنت نے مرکز اہل سنت کے ہی پلیٹ فارم سے کی تھی اور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی روک تھام میں کلیدی کردار ادا کیا تھا۔مگر آج ہر طرف ایک گہرا سناٹا نظر آتا ہے۔اگر کوئی مخلص اس سناٹے کو توڑنے کے لیے آواز بھی بلند کرتا ہے تو اس کی آواز آج ”نقار خانہ میں طوطی کی آواز“ کا مایوس کن اور حوصلہ شکن منظر پیش کرتی دکھائی پڑتی ہے۔اللہ ہمارے حال زار پر رحم فرمائے۔

اب ۲۰۲۴ء کے پارلیمانی انتخابات نے اپنی دستک دینا شروع کر دی ہے۔سیاسی جماعتیں اب ایک بار پھر مسلمانوں کی حمایت و مخالفت کے نام پر ایک شاطرانہ جال بنیں گی۔کہیں مسلمانوں کی حمایت میں تو کہیں قوم مسلم کی مخالفت میں ماحول خراب کرنے ،فساد کرانے ،آگ زنی کرانے ،اشتعال انگیز بیانات جاری کرنے اور کرانے کا ماحول بنایا جائے گا۔انتخابات میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے مسلمانوں کو ”بلی کا بکرا“ بنانے کی مکروہ اور شاطرانہ چالیں چلی جائیں گی۔مسلمانوں کو ابھی سے آنے والے مرکزی انتخاب کے لیے تیار رہنا ہوگا ،اپنی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کے لیے ہوشیار و خبردار رہنا ہوگا۔سیاسی جماعتوں کا آلۂ کار بننے سے اپنے آپ کو روکنا ہوگا۔اپنے ووٹ کا نہایت دانشمندی اور حکمت کے ساتھ مفید و کارآمد انداز میں استعمال کرنا ہوگا۔اللہ رب العزت اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں اور فرقہ پرست طاقتوں کے شر سے ہم سب کو محفوظ فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

فقیر قادری محمد سبحان رضا خاں سبحانی غفرلہ

خادم مرکز اہل سنت خانقاہ رضویہ درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

United PRINTERS

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیادگار: امام اہلسنت، مجدد دین وملت سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز

ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

بفیض روحانی
حجۃ الاسلام حضرت علامہ شاہ
محمد حامد رضا قادری
علیہ الرحمہ

بفیض کرم
مفتی اعظم ہند حضرت علامہ شاہ
محمد مصطفیٰ رضا قادری نوری
علیہ الرحمہ

سرپرست روحانی
احسن العلماء حضرت علامہ
سید مصطفیٰ حیدر حسن میاں
علیہ الرحمہ
مارہرہ شریف

بانی رسالہ
مفسر اعظم حضرت علامہ
محمد ابراہیم رضا قادری
"جیلانی میاں" علیہ الرحمہ

زیر سایۂ کرم
ریحان ملت حضرت علامہ شاہ
محمد ریحان رضا نوری قادری
علیہ الرحمہ

جلد نمبر ۶۳ / شمارہ نمبر ۴، ۵

رمضان، شوال ۱۴۴۴ھ
اپریل، مئی ۲۰۲۳ء
April, May 2023

مدیر اعلیٰ
نبیرۂ اعلیٰ حضرت، شہزادۂ ریحان ملت، حضرت مولانا الحاج الشاہ
محمد سبحان رضا قادری "سبحانی میاں" مدظلہ العالی
سربراہ اعلیٰ خانقاہ رضویہ بریلی شریف

نائب مدیر اعلیٰ
نبیرۂ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا الحاج
محمد احسن رضا قادری مدظلہ العالی
سجادہ نشین خانقاہ رضویہ بریلی شریف

مجلس مشاورت

حضرت مولانا محمد مسعود خوشتر صاحب ماریشس
حضرت مولانا ازہر القادری صاحب لندن
حضرت مولانا صفی احمد صاحب رضوی انگلینڈ
حضرت مولانا محمد فروغ القادری صاحب انگلینڈ
حضرت مولانا محمد محسن صاحب انگلینڈ
حضرت مولانا عبد الجبار صاحب رحمانی پاکستان
حضرت مولانا قاری غلام محی الدین صاحب انگلینڈ
عالی جناب محترم طارق بھٹی صاحب موریشس
عالی جناب الحاج نوشاد علی جواتا، ماریشس
عالی جناب الحاج فضل بھائی، جیولم موریشس

مجلس ادارت

مدیر	حضرت علامہ قاری عبدالرحمٰن خان قادری بریلوی
مدیر اعزازی	حضرت مفتی محمد سلیم بریلوی
مدیر معاون	حضرت مولانا ڈاکٹر محمد اعجاز انجم لطیفی کٹیہاری
مرتب	حضرت مفتی محمد انور علی رضوی بہرائچی
تزئین کار	جناب ماسٹر محمد زبیر رضا خاں بریلوی
کمپوزنگ	جناب مرزا توحید بیگ رضوی

کلام الامام - امام الکلام

سب سے اول سب سے آخر
ابتداء ہو انتہا ہو
تھے وسیلے سب نبی، تم اصل مقصود
ہدیٰ ہو
پاک کرنے کو وضو تھے
تم نماز جانفزا ہو
سب بشارت کی اذاں تھے
تم اذاں کا مدعا ہو
سب تمہاری ہی خبر تھے
تم مؤخر مبتدا ہو
قرب حق کی منزلیں تھے
تم سفر کا منتہیٰ ہو
قبل ذکر اضمار کیا جب
رتبہ سابق آپ کا ہو
طور موسیٰ چرخ عیسیٰ
کیا مساویِ دنیٰ ہو
سب جہت کے دائرے میں
شش جہت سے تم ورا ہو
سب مکاں تم لا مکاں میں
تن ہیں تم جانِ صفا ہو
سب تمہارے در کے رستے
ایک تم راہِ خدا ہو
سب تمہارے آگے شافع
تم حضور کبریا ہو
سب کی ہے تم تک رسائی
بارگہ تک تم رساں ہو
وہ کلس روضہ کا چمکا
سر جھکاؤ کج کلا ہو
وہ درِ دولت پہ آئے
جھولیاں پھیلاؤ شاہو

نوٹ: تمام مشمولات کی صحت و درستگی پر مجلس ادارت کی گہری نظر رہتی ہے پھر بھی اگر کوئی شرعی غلطی راہ پا جائے تو آگاہ فرما کر اجر کے مستحق بنیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ کسی قریبی شمارے میں تصحیح کر دی جائیگی۔

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ

ماہنامہ اعلیٰ حضرت
۸۴/ سوداگران بریلی شریف

Monthly Alahazrat
84, Saudagran, Bareilly Sharif
Pin-243003
Contact No.
(+91)-0581- 2575683,
2555624 (Fax) 2574627
(Mob) (+91)-9359103539
E-mail:mahanamaalahazrat@gmail.com
E-mail:subhanimian@yahoo.co.in

ماہنامہ اعلیٰ حضرت انٹرنیٹ پر پڑھنے کے لئے
visit us: www.aalahazrat.in

چیک یا ڈرافٹ بنام
MAHNAMA ALA HAZRAT
A/c No.
0043002100043696
Punjab National Bank Civil Lines Bareilly

زر سالانہ ممبر شپ

فی شمارہ:	35/-
زر سالانہ:	350/-
بیرون ملک:	35$ / امریکی ڈالر

کسی بھی قسم کی قانونی چارہ جوئی بریلی کورٹ ہی میں قابل سماعت ہوگی (ادارہ)

پرنٹر، پبلیشر، پروپرائٹر اور ایڈیٹر "مولانا سبحان رضا خاں" نے رضا برقی پریس بریلی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ اعلیٰ حضرت سوداگران بریلی شریف سے شائع کیا۔

نوٹ: ادارہ کا مراسلہ نگار کی تحریر یا مضمون سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

گوشہ ادارت

۱۔کلام الامام امام الکلام	حسان الہند امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ	۳
۲۔پیغام	حضرت علامہ الحاج محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں	۲
۳۔سناتن دھرم کا عروج اور مسلم قائدین کی خاموشی	اداریہ از قلم مدیر اعزازی محمد سلیم بریلوی	۵

مستقل کالم

۱۔باب التفسیر	مولانا ابرار الحق رحمانی	۸
۲۔باب الحدیث۔	حضرت علامہ الحاج محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں	۹
۳۔فتاویٰ منظر اسلام۔	حضرت مفتی محمد احسن رضا قادری	۱۰

خوان مضامین

۱۔براہین قاطعہ کا اصل مولف کون؟	میثم عباس قادری	۱۱
۲۔مشربی خلافت کا مستحق کون؟	مولانا محمد عیسیٰ رضوی	۱۸
۳۔رمضان۔عوام کو دین سے قریب کرنے کا بہترین موقع	مولانا محمد معراج عالم مرکزی	۲۴
۴۔انڈین اسلام اور خود ساختہ و جارحانہ تصوف	مولانا غلام مصطفیٰ نعیمی	۲۶
۵۔علماء کی گستاخی۔آخرت کی بربادی	مولانا خلیل فیضانی	۳۷
۶۔زکوٰۃ اسلام کا ایک اہم ترین مالی فریضہ	حافظ افتخار احمد قادری	۳۹
۷۔عوام الناس میں پھیلی مشہور غلط فہمیوں کا ازالہ	مولانا عبداللطیف علیمی	۴۴
۸۔بلیع الارض صحابی کا قصہ	مفتی انصار احمد مصباحی	۴۸
۹۔خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کے علمی و ادبی آثار (پہلی قسط)	مولانا طفیل احمد مصباحی	۵۰
۱۰۔صلح کلیت۔اقسام و احکام	مولانا محمد توصیف رضا علیمی	۵۸
۱۱۔سیاسی بصیرت اور دفع مظالم کی ضرورت	مولانا طارق انور مصباحی	۶۰
۱۲۔ارتداد کی نئی صورت فتنۂ گوہر شاہی	مفتی رفیق کولاری کرناٹک	۶۲
۱۳۔گمراہ کن اعلامیہ کا جواب ورد بزبان رفیق ملت	مولانا حسن رضا	۶۹

نعت و منقبت

۱۔سلام برشہ ولایت (منظوم کلام)	مولانا سلمان فریدی	۱۷
۲۔نعت پاک	قاری محمد رضوان رضوی	۳۶
۳۔نعت پاک	مولانا فرقان فیضی	۴۳

خبریں اور اپیلیں

۱۔جامعہ امام اعظم لکھنؤ میں جمعہ کا قیام	مولانا فیضان المصطفیٰ قادری	۵۷
۲۔منظر اسلام کے تعاون کی اپیل	ادارہ	۲۳

سناتن دھرم کا عروج اور مسلم قائدین کی خاموشی

اداریہ:-مفتی محمد سلیم بریلوی، مدیر اعزازی ماہنامہ اعلیٰ حضرت، استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام، بریلی شریف

سرزمین ہند پر مسلمانوں کا عروج وزوال: تقسیم ہند کی وجہ سے سرزمین ہند پر مسلمانوں کی شان وشوکت، ان کی عددی کثرت اوران کی طاقت وقوت پارہ پارہ ہوگئی۔تقسیم ہند سے پہلے یہاں کے مسلمان ارتقاء پذیر بھی تھے اورشان وشوکت والے بھی۔ یہاں کے مسلمانوں کا دیگراقوام ہند پررعب ودبدبہ بھی تھااوران کے دلوں میں ان کاادب واحترام بھی۔ ہندوستانی مسلمان اس وقت دولت وثروت والے بھی تھے اور جاہ وحشمت والے بھی۔ان کے پاس بڑے بڑے عہدے بھی تھے اور بے مثال دل دماغ بھی۔وہ زمیندار بھی تھےاورعہدیدار بھی۔وہ مالدار بھی تھےاور دلدار بھی۔

انسانی فطرت یہ ہے کہ جوقوم صاحب اقتداراور صاحب دولت وثروت ہوتی ہےاس میں جوش وجذبہ بھی ہوتا ہےاوراس کا رعب ودبدبہ بھی ہوتا ہے۔جوقوم عہدیدار ومالداراورعلم وفن سے آراستہ ہوتی ہےتواس کا دین ومذہب بھی ارتقاء پذیرہوتا ہے۔مشہور مقولہ ہے”الناس علی دین ملوکھم“یعنی لوگ اصحاب اقتداراور اپنے حکمرانوں کےطریقےاوران کےدین ومذہب پرچلتے ہیں۔

ظاہر سی بات ہے کہ جب تک مسلمان سرزمین ہند پر صاحب اقتدار اور جاہ وحشمت والے رہے تو ان کا دین،ان کا مذہب،ان کے دینی علوم،ان کی شریعت اوران کی تہذیب خوب پھلتی اور پھولتی رہی۔ہرطرف اسلام کی بہاریں اور ہر چہار جانب اسلامی تہذیب وثقافت کے آثارمکمل آب وتاب کے ساتھ سرزمین ہند کے خطہ خطہ میں دکھائی دیتے رہے۔مغلیہ سلاطین کا دور ہو یا پھر نوابی دوراس زمانہ میں مسلمان تعلیمی،معاشی،سماجی،مذہبی،روحانی، سیاسی اورمعاشرتی اعتبار سے بہت طاقتور تھے۔ان کے اندرخوشحالی بھی تھی اورقومی وملی جذبہ بھی۔دین ومذہب کی اشاعت کے ساتھ اسلامی علوم وفنون کی ترویج واشاعت کا بھی ان کے اندر بے مثال جذبہ وحوصلہ تھا۔

اس سرزمین پر مسلمانوں کے جاہ وحشمت کی وجہ سے اسلامی مبلغین ودعاۃ اورصوفیائے کرام شب وروز اسلام کی اعلیٰ تعلیمات کی برکتوں سے باشندگان ہندکوخوب خوب سیراب کررہے تھے۔اسلامی اخلاق وآداب اوراسلام کی بےمثال تعلیم سےمتاثر ہو کر یہاں کے لوگ اسلام کی دولت سےخوب سرفراز ہورہے تھے۔ ان کے سامنے جہاں اسلامی تعلیمات تھیں وہیں اسلامی رہنماؤں کا اعلیٰ کردار بھی تھا۔جیساوہ اسلام کوکتابوں میں پڑھتے تھے ویسااسے مذہبی قائدین اورمسلمانوں کےعوام وخواص میں عملی طور پر دیکھتے بھی تھے۔اس وقت کی مذہبی قیادت بلکہ عام امت مسلمہ بھی اپنے دین ومذہب کی کامل طور پرآئینہ دارتھی۔ان کے اندرنہ تو نفاق تھااور نہ ریاکاری۔نہ وہ موقع پرست تھے نہ مفاد پرست۔وہ جیسا دوسروں کوبتاتے تھےویساہی اندھیرےاجالے میں عملی طور پرکرتے بھی تھے۔ ان کاقول ان کےفعل کااوران کافعل ان کےقول کاعکاس ہوتا تھا۔

کردار وگفتار کی یہی وہ ہم آہنگی تھی کہ جس نے ہندوستانی

باشندوں کو اپنی طرف کھینچنا شروع کر دیا۔ ان کا یہی وہ اعلیٰ اور پُر اخلاق تھا کہ جس نے اقوام ہند کو بے پناہ متاثر کیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ یہاں گلشن اسلام خوب پھلتا اور پھولتا رہا۔ ہندوستان پر انگریزوں کا تسلط ہو جانے کے بعد مسلمانوں کے جاہ وحشمت میں کمی آنے لگی لیکن اس کے باوجود اسلامی علوم وفنون اور اسلامی شان وشوکت زوال پذیر نہ ہوئی۔ مخلص علماء اور ارباب خانقاہ اپنا دینی اور مسلکی کام استقلال کے ساتھ انجام دیتے رہے۔ مذہبی ادارے خاموشی کے ساتھ اسلامی تعلیمات کی ترویج میں لگے رہے۔

آزادی ہند کی تحریکیں چلنے کا زمانہ آیا تو مسلمان اور مسلم رہنما بڑھ چڑھ کر ان تحریکوں میں حصہ لینے لگے۔ یہیں سے ایک رجحان یہ پیدا ہوا کہ سارے ہندوستانی بلا تفریق مذہب و ملت انگریزوں کو ہندوستان سے بھگانے کا کام انجام دیں گے۔ اس میں افراط وتفریط سے کام لیا گیا۔ دور اندیش علماء نے اس افراط وتفریط کے مضمرات کو اچھی طرح سے بھانپ لیا۔ انہوں نے اس جذباتی دور میں آزادی ہند کے خواب میں مست لوگوں کو سمجھانے کی اور افراط وتفریط سے باز رکھنے کی خوب کوشش کی لیکن افسوس! کہ ان حضرات کی آواز ''نقار خانے میں طوطی کی آواز'' ثابت ہوئی۔ اتحاد ویکجہتی کا نعرہ لگانے والے فریق دوم کے منصوبے کچھ اور ہی تھے۔ اس وقت کے ارباب سیاست آزادی ہند کے بعد اپنی اور اپنے مذہب کی بالادستی کے تمام منصوبے پہلے ہی سے بنا چکے تھے۔ وہ اپنا ہدف اور اپنے تحفظات متعین کر چکے تھے۔ سیدھے سادھے مسلمان ان چند شاطر ارباب سیاست کی شاطرانہ چالوں کو اس وقت نہ سمجھ پائے اور جب تک سمجھ پائے تو وقت ہاتھ سے نکل چکا تھا۔ اس لیے ہڑبڑاہٹ میں تقسیم ہند کے مسودہ کو قبول کر لیا۔ بات یہیں تک ختم نہ ہوئی بلکہ مزید بگڑتی چلی گئی۔ مسلمانان ہند میں دو طرح کی قیادت کی آمد ہوئی۔ ایک تحریک پاکستان اور ہجرت پاکستان کی داعی تھی تو دوسری قیادت ہندوستان میں مسلمانوں کو روکنے کے لیے کوشاں تھی۔ ملک تقسیم ہوا۔ مسلمانوں کی اکثریت نئے ملک کی طرف ہجرت کر گئی اور انہوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ پیچھے رہ جانے والے مسلمانوں کے تعلیمی، معاشی، دینی، مذہبی، سماجی اور سیاسی معاملات کی سرپرستی کون کرے گا؟

بہر حال جن کو اس ملک اور اس ملک میں آباد اپنی مذہبی نشانیوں سے پیار تھا وہ رک گئے اور اپنے بچے کھچے وجود کو سنبھالا دینے کی کوشش میں مصروف ہو گئے۔ اِدھر یہ اپنا کرچی کرچی ہو چکا وجود سمیٹنے میں لگے تھے تو دوسری طرف زعفرانی طاقتیں اپنے اقتدار، اپنی عددی کثرت اور اپنے طاقتور ذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے مذہب اور اپنی قوم کو طاقتور بنانے میں جٹے ہوئے تھے۔ قوم مسلم روز بروز زوال کی طرف بڑھتی رہی اور فریق دوم عروج حاصل کرتا رہا۔ ایک لمبی جدوجہد کے بعد زعفرانی طاقت کو اکثریت کے ساتھ یہاں اقتدار بھی حاصل ہو گیا۔ جس کی وجہ سے سناتنیوں میں بے پناہ جوش وخروش پیدا ہو گیا۔ اب ہر چہار جانب سناتنیوں کا غلبہ ہے۔ وہ ہر جگہ اور ہر خطہ سے مسلمانوں کی نشانیوں کو مٹانے پر تلے ہوئے ہیں۔ بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی بلکہ اب تو جوش وخروش اتنا بڑھ چکا ہے کہ وہ علی الاعلان تبدیلی مذہب کرا رہے ہیں۔ ہر دن کسی نہ کسی مسلمان کو برسرعام سناتن دھرم میں شامل کر رہے ہیں۔ ان کے پاس اقتدار کی طاقت کے ساتھ میڈیا کی بھی مضبوط طاقت ہے۔ ان طاقتوں کے ذریعہ وہ اپنے مذہب کی ترویج واشاعت کے ساتھ سناتنی تہذیب وثقافت کو بھی عروج بخش رہے ہیں۔ اسلامی آثار وشعائر کو آہستہ آہستہ مٹانے کے درپے ہیں۔ ان کے لڑکے بے شمار مسلم لڑکیوں کو اپنے پیار ومحبت کے جال میں پھنسا کر مرتد بنا چکے ہیں۔ نہ جانے کتنے گھرانے سناتن دھرم اپنا چکے ہیں۔

یہ تو تبدیلی مذہب کی حقیقی تصویر ہے لیکن اگر عملی طور پر دیکھا جائے تو ہمارے معاشرے میں وہ بڑے پیمانے پر اور بڑی خوبصورتی سے سناتن دھرم کی نشانیوں کو پیوست کر چکے ہیں۔ مسلم نوجوانوں کا ٹیکہ لگانا، کڑھا پہننا، ہاتھ میں دھاگا باندھنا اور ہولی و دیوالی میں علی الاعلان جشن منانا آج بالکل عام ہو چکا ہے۔ یہ سب سناتن دھرم کے عروج کی نشانیاں ہیں۔ دوسری طرف ہماری مذہبی قیادت اور ہمارے ذمہ دار مبلغین ودعاۃ علماء ہیں جو اپنے ہی معاملات میں مصروف ہیں۔ سناتن دھرم عروج پاتے پاتے مسلمانوں کے گھروں تک میں گھستا جا رہا ہے مگر ہم خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں۔ ارتداد کا فتنہ تیزی کے ساتھ مسلم معاشرہ میں اپنے پنجے گاڑتا جا رہا ہے مگر ہماری مذہبی قیادت بالکل خاموش ہے۔

سرکار مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں جب یہ فتنہ اٹھا تب اس وقت کی جتنی بھی ذمہ دار ہستیاں تھیں سب نے مل کر اس فتنہ کا ڈٹ کر مقابلہ کیا تھا۔ آج یہ فتنۂ ارتداد اس وقت سے بھی زیادہ خطرناک انداز میں سامنے آیا ہے مگر اس کی روک تھام کے لیے کہیں سے کوئی سلسلہ جنبانی ہوتی نہیں دکھتی۔ مدرسہ کے مدرسین ہوں کہ ارباب منبر، خطباء وشعراء ہوں کہ مسجد کے ائمہ ہماری مذہبی قیادت ہو کہ سماجی قیادت۔ ہر جگہ سناٹا پھیلا ہوا ہے۔ ہر ایک اپنے ہی معاملات میں الجھا ہوا ہے۔ ہر ایک اپنی بگڑی بنانے میں لگا ہوا ہے۔ ہر ایک کو آسمانی مدد کا انتظار ہے۔ ہر جگہ افراتفری کا ماحول ہے۔ ایسے میں دل و دماغ پریشان ہے کہ آخر سرزمین ہند پر مسلمانوں کی مذہبی شناخت کا انجام کیا ہوگا؟ مسلمانوں کی نسلوں کا مستقبل یہاں کیا ہوگا؟ کیا یہاں بھی اسپین جیسے معاملات رونما ہوں گے؟

آخر کار مسلمانوں کے مذہبی ومسلکی اور سماجی و معاشرتی معاملات کو سنبھالا دینے کی ذمہ داری کس پر ہے؟ کون اس کا بیڑا اٹھائے گا؟ کیا آسمان سے فرشتوں کی جماعت آکر ہمارے معاملات کو سنبھالا دے گی؟ آخر ہمارے علماء ومشائخ کی وہ ایسی کونسی مجبوری ہے کہ جس کی وجہ سے ہم سب خاموش تماشائی بنے سناتن دھرم کے عروج اور اسلامی معاملات کے زوال کو دیکھ رہے ہیں۔ روز بروز مسلم بچیاں مذہب تبدیل کر رہی ہیں۔ کیا یہ ہماری کوئی نہیں لگتیں؟ اگر ہم اپنے معاشرے کی اصلاح کے لیے کوشش کریں تو آخر اس میں کون سا جیل جانے کا خطرہ ہے؟ مان لیتے ہیں کہ دھرنا پردرشن، مظاہرے اور مد مقابل کا کھلم کھلا مقابلہ کرنے میں ارباب اقتدار کی جانب سے جان و مال اور عزت و آبرو جانے کا خطرہ ہے مگر اصلاح معاشرہ کرنے اور اسلامی تعلیمات سے اپنے بچوں اور بچیوں کو آراستہ کرنے اور ان کو زمانہ کی اونچ نیچ سمجھانے میں کون سی چیز آڑے آ رہی ہے؟ اور کون سی چیز ہمیں یہ سب کرنے سے روک رہی ہے؟ حکومت کی طرف سے آخر اس پر تو کوئی روک نہیں اور نہ ہی اس میں جان و مال اور عزت و آبرو جانے کا خطرہ ہے۔ کوئی تحریک نہیں چلا سکتے تو کم سے کم ہم اپنے گھر، ➘، اپنے حلقۂ اثر اور اپنے شہر کے لوگوں کو تو سمجھا ہی سکتے ہیں۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ سمجھانے کے لیے ہمیں اپنے ذاتی معاملات کو بھی بدلنا ہوگا۔ اپنے کردار و گفتار میں ہم آہنگی پیدا کرنا ہوگی۔ اندھیرے اجالے کے معاملات ⌨ ں رکھنا ہوں گے۔ عہدوں کی خواہش کی بجائے زمینی طور پر کام کرنے ہوں گے۔ اپنی مزعومہ حیثیت عرفی سے نیچے آکر اپنا اعلیٰ کردار اور اپنا مثالی اخلاق پیش کرنا ہوگا تبھی ہماری باتیں مؤثر ثابت ہوں گی۔

ترجمہ: مجدد اعظم اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ

باب التفسیر

تفسیر: صدرالافاضل حضرت علامہ سیدنا نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ

پیش کش: مولانا ابرارالحق رحمانی مدھوبنی

ترجمہ: - اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دیدے۔ ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے ۳۵۴ تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر۔ اور اگر ایمان لاؤ ۳۵۵ اور پرہیزگاری کرو تو تمہارے لیے بڑا ثواب ہے۔ اور جو بخل کرتے ہیں ۳۵۶ اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی۔ ہرگز اسے اپنے لیے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لیے برا ہے۔ عنقریب وہ جس میں بخل کیا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا ۳۵۷ اور اللہ ہی وارث ہے آسمانوں اور زمین کا ۳۵۸ اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔ بیشک اللہ نے سنا جنہوں نے کہا کہ اللہ محتاج ہے اور ہم غنی ۳۵۹ اب ہم لکھ رکھیں گے ان کا کہا ۳۶۰ اور انبیاء کو ان کا ناحق شہید کرنا ۳۶۱ اور فرمائیں گے کہ چکھو آگ کا عذاب۔ یہ بدلا ہے اس کا جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ (سورۂ آل عمران رکوع ۹،۱۰/ پارہ ۴/ آیت ۱۷۸ تا ۱۸۲)

تفسیر: - ۳۵۴ تو ان برگزیدہ رسولوں کو غیب کا علم دیتا ہے اور سید انبیاء حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رسولوں میں سب سے افضل اور اعلیٰ ہیں۔ اس آیت سے اور اس کے سوا بکثرت آیات و حدیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غیوب کے علوم عطا فرمائے۔ اور غیوب کے علم آپ کا معجزہ ہیں۔ ۳۵۵ اور تصدیق کرو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ رسولوں کو غیب پر مطلع کیا ہے۔ ۳۵۶ بخل کے معنی میں اکثر علما اس طرف گئے ہیں کہ واجب کا ادا نہ کرنا بخل ہے اسی لیے بخل پر شدید وعیدیں آئی ہیں۔ چنانچہ اس آیت میں بھی ایک وعید آ رہی ہے۔ ترمذی کی حدیث میں ہے بخل اور بدخلقی یہ دو خصلتیں ایماندار میں جمع نہیں ہوتی۔ اکثر مفسر نے فرمایا کہ یہاں بخل سے زکوٰۃ کا نہ دینا مراد ہیں۔ ۳۵۷ بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ جس کو اللہ نے مال دیا اور اس نے زکوٰۃ ادا نہ کی، روز قیامت وہ مال سانپ بن کر اس کو طوق کی طرح لپٹے گا اور یہ کہہ کر ڈستا جائے گا کہ میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں ۳۵۸ وہی دائم باقی ہے اور سب مخلوق فانی، ان سب کی ملک باطل ہونے والی ہے۔ تو نہایت نادانی ہے کہ اس مال ناپائیدار پر بخل کیا جائے۔ اور راہ خدا میں نہ دیا جائے۔ ۳۵۹ یہود نے یہ آیت ''من ذا الذی یقرض اللہ قرضاً حسناً'' سن کر کہا تھا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معبود ہم سے قرض مانگتا ہے تو ہم غنی ہوئے وہ فقیر ہوا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۳۶۰ اعمال ناموں میں۔ ۳۶۱ قتل انبیا کو اس مقولہ پر معطوف کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں جرم بہت عظیم ترین ہیں اور قباحت میں برابر ہیں اور شان انبیا میں گستاخی کرنے والا شان الٰہی میں بے ادب ہو جاتا ہے۔

گلدستۂ احادیث

ترتیب وانتخاب: نبیرۂ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا الحاج الشاہ **محمد سبحان رضا سبحانی میاں** مدظلہ العالی
سربراہ اعلیٰ خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ رضا نگر، سوداگران بریلی شریف

بدمذہبوں سے بچنے کا حکم

عن امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالی وجھه الکریم قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یقول: یاتی فی آخر الزمان قوم حدثاء الاسنان، سفھاء الاحلام، یقولون من خیر قول البریة یمرقون من الاسلام کما یمرق السھم من الرمیة لا یجاوز ایمانھم حناجرھم، فاینما لقیتموھم فاقتلوھم، فان فی قتلھم اجرا لمن قتلھم یوم القیامة۔

امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: آخرِ زمانے میں کچھ حدیث السن (نئی نسل) سفیہ العقل (بے وقوف) لوگ آئیں گے کہ اپنے زعم میں قرآن وحدیث سے سند پکڑیں گے، اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانے سے نکل جاتا ہے، ایمان ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گا تو وہ جہاں ملیں قتل کرو کہ قیامت تک جو بھی ان کو قتل کرے گا اجر پائے گا۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۳ صفحہ ۲۸۸)

تشریح:- اس حدیث پاک اور اس سے متقارب المعنی احادیث کریمہ میں صاف صاف ایسے گمراہ فرقوں کی نشاندہی فرمائی گئی ہے کہ جن کا ظاہر اسلامی، جن کی باتیں تقویٰ والی، جن کی صورت مسلمانوں جیسی مگر یہ اسلام اور مسلمانوں کے لیے اتنے خطرناک ہیں کہ ایسا خطرہ غیر مسلموں سے بھی نہیں۔ آج کے وہابیہ، دیابنہ، تبلیغی جماعت، اہل حدیث اور دہشت گردوں کی صورتیں دیکھئے، اعمال دیکھئے، افعال دیکھئے یہ ساری نشانیاں وہی ہیں جن کی وضاحت ان احادیث کریمہ میں فرمائی گئی ہیں۔ اس سلسلہ میں میرے جد امجد سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ”ہاں واقعی یہ لوگ وہابیہ، نجدیہ، دیوبندیہ وغیر مقلدین ان پرانے خوارج کے ٹھیک ٹھیک بقیہ ویادگار ہیں۔ وہی مسئلے، وہی دعوے، وہی انداز، وہی وطیرے۔ خارجیوں کا داب (طریقہ) تھا کہ اپنا ظاہر اس قدر متشرع بناتے کہ عوام مسلمین انہیں نہایت پابند شرع جانتے۔ پھر بات بات پر عمل بالقرآن کا دعویٰ، عجب دام درسبزہ (سرسبز وشاداب چیزوں میں جال کا چھپا دینا شکار کے لیے) تھا اور مسلک وہی کہ ہم مسلمان ہیں باقی سب مشرک۔ یہ ہی رنگ ان حضرات (وہابیہ و دیابنہ وتبلیغی جماعت وغیرہم) کے ہیں۔ آپ موحد، اور سب مشرکین، آپ محمدی اور سب بددین، آپ عامل بالقرآن والحدیث اور سب چنیں وچناں بزعم خبیث۔ پھر ان کے اکثر مکلبین ظاہری پابند شرع میں بھی خوارج سے کیا کم ہیں۔ اہل سنت کان کھول کر سن لیں کہ دھوکہ کی ٹٹی میں شکار نہ ہو جائیں۔“ (فتاویٰ رضویہ جلد ۳ صفحہ ۲۸۸)

چونکہ مذکورہ بالا احادیث کریمہ کو زمانۂ صحابہ وتابعین میں خوارج نامی گمراہ فرقے پر ائمہ نے محمول کیا تھا مگر آج کے وہابیہ و دیابنہ کے اندر بھی وہ تمام نشانیاں پائی جاتی ہیں جو ان خوارج کے اندر تھیں۔ اس لیے سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمارے دور کے گمراہ فرقوں کو خارجیوں کے مثل بلکہ ان سے بڑھ کر قرار دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فتاویٰ منظر اسلام

ترتیب، تخریج، تحقیق: - حضرت مولانا مفتی محمد احسن رضا قادری، سجادہ نشین درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

موبائل پر دی جانے والی طلاق
اقرارِ شوہر یا گواہانِ شرعی سے ثابت ہوگی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ہندہ کی شادی آج سے نو سال قبل زید کے ساتھ ہوئی وہ اپنی سسرال بھی گئی اور دو ماہ زید کے گھر میں رہنے کے بعد اپنے مائکے واپس آگئی پھر دوبارہ نہ تو اس کا شوہر اسے لینے آیا نہ ہندہ خود سے اپنے شوہر کے گھر گئی۔ ہندہ کا کہنا ہے کہ موبائل سے اس کے شوہر نے اس کو طلاق دیدی ہے اور نو بار کہا ہے کہ میں تجھے طلاق دیتا ہوں اور میں دوسری شادی کر چکا ہوں تم بھی دوسری شادی کرلو میں اب تم کو نہیں رکھوں گا۔ ہندہ کے شوہر زید کی آواز کو ہندہ کی نانی اور پاس کی دوسری عورتوں نے بھی سنا اور سبھی زید کی آواز اچھی طرح پہچانتی ہیں۔ موبائل پر ہندہ کا شوہر ہی بول رہا تھا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا موبائل سے دی ہوئی طلاق واقع ہوجائے گی جب کہ سبھی سامعات ہندہ کے شوہر کی آواز کو اچھی طرح پہچانتی ہیں۔ بینوا وتوجروا۔

(۲) اگر طلاق واقع نہیں ہوگی تو ہندہ کے لئے کیا حکم ہے وہ دوسری شادی کرنا چاہتی ہے کیونکہ شوہر اول کا نو سال سے کوئی پتہ نہیں ہے وہ دوسری شادی کر چکا ہے اور ہندہ کو رکھنا نہیں چاہتا۔ برائے کرم مسئلہ کا جواب عنایت فرمائیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔

المستفتی سعید احمد قادری ساکن ڈکملا سورج پور، چھتیس گڑھ

الجواب: - زید کا پتہ لگائیں وہ کہاں ہے اس سے معلوم کریں کہ اس نے طلاق دی ہے یا نہیں؟ اگر وہ اقرار کرے کہ میں نے بذریعہ موبائل طلاقیں دی ہیں تو تین طلاقیں اس کی بیوی پر واقع ہیں۔ اب وہ اس پر ایسی حرام ہوگئی کہ بے حلالہ اس کے لئے حلال نہ ہوگی۔ اگر وہ کذب سے کام لے تو وبال عظیم اس کی گردن پر اور اگر انکار کرے تو جہاں جس گھر سے وہ طلاق دے رہا تھا وہاں گواہان شرعی موجود ہوں تو اس صورت میں اس کا انکار اس کے لئے مفید نہیں۔ گواہان شرعی کی گواہی سے تین طلاقیں ثابت ہوجائیں گی اور اس کا انکار نہ سنا جائے گا صرف اس کی آواز سنائی دے رہی تھی اس کی آواز پہچانی بھی جا رہی تھی اس کا اعتبار نہیں کہ آواز آواز کے مشابہ ہوتی ہے۔ عالمگیری میں ہے: **النغمة يشبه النغمة.** اسی میں ہے: **لو سمع من وراء الحجاب لايسعه ان يشهد لاحتمال ان يكون غيره** - فقہا تو یہ فرماتے ہیں کہ آڑ سے جو آواز مسموع ہوتی ہو اس پر احکام شرع کی بنا نہیں ہوسکتی کہ آواز آواز سے مشابہ ہوتی ہے۔ اگر گواہان شرعی نہ ہوں اور واقع میں اس نے طلاقیں دی ہیں اور پھر منکر ہوجائے اور بیوی کو رکھ لے تو بھی وبال عظیم اس کی گردن پر۔ اللہ علیم وخبیر ہے۔ آخرت میں اسے سخت عذاب میں گرفتار کرے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ فقیر قادری سید محمد کفیل احمد غفرلہ

الجواب صحیح محمد سلیم بریلوی

دار الافتاء جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

’’براہینِ قاطعہ‘‘ کا اصل مؤلف کون؟

از۔میثم عباس قادری رضوی

ساجد خان دیوبندی کی جہالت کا علاج:

بدنامِ زمانہ کتاب ’’براہینِ قاطعہ‘‘ گو کہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے نام سے شائع ہوئی۔لیکن متعدد دیوبندی کتب سے ثبوت ملتا ہے کہ اس کے اصل مؤلف مولوی رشید احمد گنگوہی ہیں۔اسی وجہ سے اس حقیقت سے باخبر بعض علمائے اہلِ سنت نے ’’براہینِ قاطعہ‘‘ کو مولوی رشید احمد گنگوہی کی کتاب قرار دیا ہے۔صدرُ الشریعہ حضرت علامہ مولانا محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں:

’’براہینِ قاطعہ،مولوی رشید احمد گنگوہی کی کتاب ہے۔جوانہوں نے اپنے ایک شاگرد مولوی خلیل احمد انبیٹھی کے نام سے شائع کرائی ہے‘‘

(فتاوٰی امجدیہ،جلد۴،صفحہ۱۰۰،مطبوعہ مکتبہ رضویہ،آرام باغ روڈ،کراچی)

☆مولوی اسیرادروی دیوبندی نے ’’براہین قاطعہ‘‘ کے مولوی رشید احمد گنگوہی کی تالیف ہونے سے اِنکار کرتے ہوئے اتنا ضرور تسلیم کیا ہے کہ:

’’البتہ ہدایات،مشورے،بہت سے مضامین ومسائل حضرت گنگوہی کے ہوسکتے ہیں‘‘

(مولانا رشید احمد گنگوہی،حیات اور کارنامے،صفحہ۱۰۷،مطبوعہ شیخ الہند اکیڈمی،دارالعلوم،دیوبند)

اسی سلسلے میں مزید لکھا ہے:

’’سچائی یہ ہے کہ ’’براہینِ قاطعہ‘‘ حضرت گنگوہی کے ایماء ہی سے نہیں بلکہ ان کے مشوروں اور ہدایتوں اور رہنمائیوں کی روشنی میں لکھی گئی‘‘۔

(مولانا رشید احمد گنگوہی،حیات اور کارنامے،صفحہ۱۱۱،مطبوعہ شیخ الہند اکیڈمی،دارالعلوم،دیوبند۔اشاعت:رجب ۱۴۱۸ھ/نومبر ۱۹۹۷ء)

☆مولوی عبدالرحیم چاریاری دیوبندی نے بھی ’’براہینِ قاطعہ‘‘ کے مولوی رشید احمد گنگوہی کی تالیف ہونے سے اِنکار کیا ہے۔ملاحظہ ہو کتاب:’’تحفظِ عقائدِ اہلِ سنت‘‘،صفحہ۴۲۲تا۴۲۴(مطبوعہ جامعہ حنفیہ،شیخوپورہ روڈ،فیصل آباد۔اشاعت:جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ/مارچ ۲۰۱۶ء)

☆صمصامُ المناظرین،اجمل العلما،حضرت علامہ مولانا محمد اجمل سنبھلی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ نے ’’رَدِّ شہابِ ثاقب‘‘ میں ’’امکانِ کذبِ باری تعالیٰ‘‘ کے اِثبات میں ’’براہینِ قاطعہ‘‘ کی ایک عبارت نقل کر کے لکھا ہے:

’’اس عبارت سے ثابت ہوگیا کہ یہی گنگوہی مسئلہ امکانِ کذب کا قائل تھا‘‘

(ردشہابِ ثاقب،صفحہ۲۵۰،مطبوعہ اِدارہ غوثیہ رضویہ،کرم پارک،مصری شاہ،لاہور۔ایضاً،صفحہ۲۸۹،مطبوعہ ازھر بک ڈپو،جامع مسجد آرام باغ،کراچی)

اس پر ساجد خان دیوبندی نے اپنی بھڑاس نکالتے ہوئے لکھا ہے:

’’اس جاہل کو اِتنا بھی علم نہیں کہ امکانِ کذب کی وہ عبارت

مولانا گنگوہی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کی نہیں، بلکہ مولانا خلیل احمد سہار نپوری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کی ہے۔''

(دِفاعِ اَہْلِ السُّنَّۃِ والْجَمَاعَۃِ، جلد۱، صفحہ ۳۶۶، مطبوعہ مکتبہ ختم نبوۃ پشاور۔ طبع اوّل)

اب دو ہی باتیں ہیں۔

پہلی بات: اس جاہل، بدزبان معترض ساجد خان کو خود بھی علم نہیں ہے کہ دیوبندی علمانے ''براہینِ قاطعہ'' کو مولوی رشید احمد گنگوہی کی تالیف قرار دیا ہے۔

دوسری بات: اس جاہل بدزبان کو اس بات کا علم تو ہے کہ دیوبندی علمانے بھی ''براہینِ قاطعہ'' کو مولوی رشید احمد گنگوہی کی تالیف قرار دیا ہے۔ لیکن اپنی بھڑاس نکالنے کے لیے جان بوجھ کر اس نے فریقِ مخالف کو جاہل کہا ہے۔

چونکہ متعدد اکابر علمائے دیوبند نے ''براہینِ قاطعہ'' کو مولوی رشید احمد گنگوہی کی تالیف قرار دیا ہے، اس لیے مولوی اسیر ادروی دیوبندی، مولوی عبدالرحیم چار یاری دیوبندی اور ساجد خان دیوبندی کے ''براہینِ قاطعہ'' کے مولوی رشید احمد گنگوہی کی تالیف ہونے سے اِنکار کی کوئی حیثیت نہیں، کیونکہ مولوی ابوبکر غازی دیوبندی نے اُصول بیان کیا ہے کہ:

''کسی بھی مذہب کا ماخذ اکابر کا کلام ہوتا ہے، چھوٹوں کا کلام ماخذ نہیں بن سکتا''۔

(کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ، صفحہ ۱۶۱، مطبوعہ فاروقیہ، شاہ فیصل کالونی، کراچی)

اب ذیل میں وہ حوالہ جات پیش کیے جا رہے ہیں جن میں ''براہینِ قاطعہ'' کو مولوی رشید احمد گنگوہی کی تالیف کہا گیا ہے، یا اسے مولوی رشید احمد گنگوہی کی تالیف کہنا دُرست قرار دیا گیا ہے۔

(۱) مولوی عبدالحیٔ حسنی دیوبندی کی کتاب ''نزهة الخواطر'' (جس کی تکمیل مولوی ابوالحسن علی ندوی دیوبندی نے کی ہے) میں مولوی رشید احمد گنگوہی کے تذکرہ میں ان کی تصنیفات میں ''براہینِ قاطعہ'' کا نام بھی لکھا ہے۔ اقتباس ذیل میں ملاحظہ کریں:

''له مصنفات مختصرة قليلة، منها ''تصفية القلوب'' و''امدادالسلوك'' و''هداية الشيعة'' و''زبدة المناسك'' و''هداية المعتدى'' و''سبيل الرشاد'' و''البراهين القاطعة في الرد على الانوار الساطعة'' للمولوی عبدالسميع الرامفوری طبع باسم الشيخ خليل احمد السهارنفوری''

(نزہۃ الخواطر، صفحہ ۱۲۳۱، ناشر دار ابن حزم، بیروت لبنان)

ترجمہ: ''آپ کی تصنیفات بہت تھوڑی ہیں۔ جن میں چند یہ ہیں: (۱) ''تصفية القلوب'' (۲) ''امدادالسلوك'' (۳) ''هداية الشيعة'' (۴) ''زبدة المناسك'' (۵) ''هداية المعتدى'' (۶) ''سبيل الرشاد'' (۷) البراهين القاطعة في الرد على الانوار الساطعة۔ جو مولوی عبدالسمیع رامپوری کی ہے، اور اپنے شیخ خلیل احمد سہارنپوری کے نام سے شائع کی گئی ہے۔''

(نزہۃ الخواطر، جلد ہشتم، اُردو ترجمہ بنام: چودھویں صدی کے علمائے برصغیر، صفحہ ۲۲۶، ناشر دارالاشاعت، اُردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی)

دیوبندی مذہب کی اس معتبر کتاب سے ثابت ہوگیا کہ ''براہینِ قاطعہ'' مولوی رشید احمد گنگوہی کی کتاب ہے، جو مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے نام سے شائع ہوئی تھی۔ اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے

کہ ''نزہۃ الخواطر'' میں مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کا تذکرہ بھی شامل ہے۔ لیکن ان کے تذکرہ میں ''براہینِ قاطعہ'' کا نام شامل نہیں ہے۔ ملاحظہ کریں ''نزہۃ الخواطر'' (صفحہ ۱۲۲۳، ناشر دار ابن حزم، بیروت لبنان۔ ایضاً: اُردو ترجمہ بنام: چودھویں صدی کے علمائے برصغیر، صفحہ ۲۰۸، ناشر دارالاشاعت، اُردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی)

نوٹ: ''نزہۃ الخواطر'' سے نقل کیے گئے عربی اقتباس کی آخری سطر کا اُردو ترجمہ پڑھ کر دیوبندی مترجم کی نااہلی عیاں ہوتی ہے۔

(۲) مولوی حفظ الرحمان کملانی دیوبندی بن محبّ الرحمان کملانی (رئیس دارالافتاء جامعہ رحمانیہ عربیہ، ڈھاکہ، بنگلہ دیش) کی کتاب "البدور المضية في تراجم الحنفية" میں ''نزہۃ الخواطر'' سے مولوی رشید احمد گنگوہی کا تذکرہ شامل کیا گیا ہے۔ جس میں ''براہینِ قاطعہ'' کو گنگوہی صاحب کی تالیف قرار دیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو ''البدور المضیۃ'' (جز سابع، صفحہ ۲۸۶، ۲۸۷، مطبوعہ دارُالصّالح، قاہرہ)

''البدور المضیۃ'' میں ''نزہۃ الخواطر'' سے مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کا تذکرہ بھی شامل کیا گیا ہے۔ لیکن یہاں بھی ان کے تذکرہ میں ''براہینِ قاطعہ'' کا نام شامل نہیں ہے۔ ملاحظہ کریں "البدور المضية في تراجم الحنفية" (جز سابع، صفحہ ۱۶۲، مطبوعہ دارُالصّالح، قاہرہ)

(۳) الدکتور یُوسُف المرعشلی (اُستاذ الحدیث والفقہ فی کلیۃ الشریعۃ بجامعۃ بیروت الاسلامیّۃ) کی کتاب "نَثْرُ الْجَوَاهِرِ وَالدُّرَرِ فِی عُلَمَاءِ الْقَرْنِ الرَّابِعِ عَشَرَ" (حرف الراء، صفحہ ۴۳۷، مطبوعہ دارُالمعرفۃ، بیروت، لبنان) میں بھی ''نزہۃ الخواطر'' سے مولوی رشید احمد گنگوہی کا تذکرہ شامل کیا گیا ہے۔ جس میں ''براہینِ قاطعہ'' کو گنگوہی صاحب کی تالیف قرار دیا گیا ہے۔ "نَثْرُ الْجَوَاهِرِ وَالدُّرَرِ" میں ''نزہۃ الخواطر'' سے مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کا تذکرہ بھی شامل کیا گیا ہے۔ لیکن (''نزہۃ الخواطر'' اور ''البدور المضیۃ'' کی طرح) یہاں بھی ان کی تالیفات کے تذکرہ میں ''براہینِ قاطعہ'' کا نام موجود نہیں ہے۔ ملاحظہ کریں "نَثْرُ الْجَوَاهِرِ وَالدُّرَرِ" (حرف الخاء، صفحہ ۴۱۲، مطبوعہ دارُالمعرفۃ، بیروت، لبنان)

(۴) رشید رضا مصری وہابی (ایڈیٹر: المنار و مؤلف تفسیر: المنار) کو ۱۳۳۰ ہجری میں بطورِ خاص دعوت دے کر ''دارُالعلوم دیوبند'' میں بُلایا گیا، اور اُن کے لیے خیر مقدم کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا گیا۔ اس بات کا ذکر مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی کی سوانح پر مشتمل اکثر کتب میں فخریہ کیا جاتا ہے۔ سرِ دست ملاحظہ ہو مولوی ثناء اللہ سعد شجاع آبادی دیوبندی کی کتاب: ''واقعات و کرامات اکابر علمائے دیوبند''، صفحہ ۱۹۱ (مطبوعہ عمر پبلی کیشنز، یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور)۔ (یہاں ہم اس بحث میں نہیں پڑتے کہ دیابنہ آمدِ رسول صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم کی خوشی میں جلسہ کرنا ناجائز، اور ایک وہابی کی آمد کی خوشی میں جلسہ کرنا جائز سمجھتے ہیں)۔ انہی رشید رضا مصری نے "صِيَانَةُ الْإِنْسَانِ عَنْ وَسْوَسَةِ الشَّيْخِ دَحْلَان" کے مقدمہ میں مولوی خلیل انبیٹھوی دیوبندی کے شیخِ اجازت ''سیدی زینی دحلان مکی'' پر تنقید کرتے ہوئے ''براہینِ قاطعہ'' کے اصل مؤلف کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھا ہے:

"فقد قال صاحب كتاب (البراهين القاطعة على ظلام الأنوار الساطعة) المطبوع بالهند: "ان شيخ علماء مكة في

زمانـنـا(قـريب من سنة١٣٠٣)قدحكم۔أي أفتى۔بايمان أبى طـالـب وخالف الأحاديث الصحيحة لأنه أخذ الرشوة الربابى القليلة من الرافضى البغدادى"۔اھ۔

وشيخ مكه فى ذلك العهد هوالشيخ احمددحلان الذى توفى سنة١٣٠٤، وصـاحـب الـكتاب المذكورهوالعلامة الشيخ رشيداحـمـدالكنكوهى مؤلف(كتاب: بذل المجهودشرح سنـن أبى داود)والـخبـر مذكورفيه، وهوقد نسب الى أحد تلاميذ مؤلفه الشيخ خليل احمد والصحيح أنه هوالذى أملاه عليه وهو كبيرعلماءِ ديوبندفى عصره رَحِمَهُ الله"۔

(صِيَـانَةُ الْإِنْسَانِ عَنْ وَسْوَسَةِ الشَّيْخِ دَحْلَان، صفحہ۴۷، مطبوعہ دارالکتب، دکان ۱۳۔۱۴، صدف پلازہ، محلّہ جنگی، پشاور۔ پاکستان)

ترجمہ: ''کتاب"البـراهيـن الـقـاطـعة عـلـى ظـلام الأنـوار الساطعة'' مطبوعہ ہند کے مصنف نے لکھا ہے کہ: ''ہمارے زمانے (۱۳۰۳) میں مکہ کے ایک شیخ نے فتویٰ دیا کہ: ''ابوطالب مؤمن تھا''۔ حالانکہ اس فتویٰ میں انہوں نے صحیح احادیث کا اِنکار کیا۔ مگر یہ فتویٰ اس نے اس لیے دیا کہ اس نے ایک بغدادی رافضی سے رشوت لی تھی''۔ اس کتاب میں جس دَور کا ذکر ہے وہ دَور شیخ دحلان کا ہی ہے، جس کا انتقال ۱۳۰۴ ہجری ہے۔ مذکورہ کتاب کے مصنف شیخ رشیداحمد کلکتوی (دُرُست: گنگوہی از ناقل) جس نے (''بذل المجهود شرح سنَنِ أبي داوٗد'' لکھی ہے) یہ واقعہ اس کتاب میں (''البراهين'' میں مذکورہ ہے) اور مؤلف کے شاگرد شیخ خلیل احمد کی طرف منسوب ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ یہ کتاب مؤلف نے انہی (خلیل) کو اِملا کروائی تھی۔ یہ اپنے دَور میں دیوبند کے بڑے علماء میں شمار ہوتے تھے۔''

(اظہارِ حق، اُردو ترجمہ: صيانة الانسان عن وسوسة الشيخ دحلان، صفحہ ۳۶، مطبوعہ۔ مترجم: عبدالعظیم حسن زئی غیر مقلد)

نوٹ: اس کتاب پر ناشر کا پتہ نہیں لکھا۔ البتہ ''اسٹاکسٹ'' کے تحت ''مکتبہ ایوبیہ، ناشرانِ اِسلامی کتب وقرآن مجید، حدیث محل، اے ایم نمبر ا، محمد بن قاسم روڈ، کراچی'' اور ''مکتبہ ستاریہ، جامعہ ستاریہ اِسلامیہ، بلاک ۶، گلشنِ اقبال، کراچی'' کے نام لکھے ہیں۔

(۵) ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمان دیوبندی نے مولوی رشید احمد گنگوہی کے تذکرہ میں لکھا ہے:

''تالیف کی طرف زیادہ توجہ نہ تھی۔ پھر بھی چند تصانیف: "تـصـفـية الـقـلـوب"۔ "امـدادالسـلـوك"۔ "هـداية الشيعة"۔ "زبـدة الـمـنـاسك"۔ "هداية المعتدى"۔ "سبيل الرشاد"۔ "براهينِ قـاطـعـه" اور اختلافی مسائل میں بعض رسائل۔ آپ کے مکتوبات کا بھی ایک مجموعہ آپ کے احباب نے جمع کیا ہے۔ اور فتاوی کا مجموعہ تین جلدوں میں ہے''۔

(الامام الهمام الاوحد مولانا الشيخ خليل احمد المدنی المهاجر قُدِّسَ سِرُّہٗ، صفحہ ۱۳۷، مطبوعہ مکتبہ عمر فاروق، شاہ فیصل کالونی، کراچی)

(۶) مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی نے مولوی رشید احمد گنگوہی کی سوانح میں لکھا ہے:

''براہینِ قاطعہ، حضرت امامِ ربانی کے حکم سے لکھی گئی اور آپ نے اس کو من اوّلہٖ الی آخرہٖ بغور ملاحظہ فرما کر تقریظ تحریر فرمائی۔ اس کو بھی مِنْ وَجہٍ حضرت کی تصنیف میں شمار کر سکتے ہیں۔ یہ ''انوارِ ساطعہ'' کا جواب اور رَدِّ بدعات وتحقیقِ سنت میں وہ لاثانی کتاب ہے جس

کو حضرت کے رنگِ نسبت اور کمالاتِ علمیہ وعملیہ کا مظہر کہیں، تو بجا ہے۔سنت کے عشق میں جو غصیارہ انداز، اَور شانِ جلالی کا اظہار اِس میں نظر آتا ہے وہ دیگر تصانیف میں کم ہے''۔

(تذکرۃ الرشید، جلد۲، صفحہ۳۴۱، مطبوعہ ادارہ اسلامیات، ۱۹۰۔ انارکلی، لاہور)

اسی کتاب میں ایک اور مقام پر لکھا ہے:

''انوارِ ساطعہ کی دل آویز تحریر کو آپ ضبط نہ کرسکے اور ''براہین'' جیسی ضخیم کتاب جس کے لفظ لفظ سے غصہ ورنج ٹپک رہا ہے، چند ہفتوں میں آپ کے حکم سے لکھی گئی اور چَھپ کر اطرافِ عالم میں شائع ہوگئی''۔

(تذکرۃ الرشید، جلد۲، صفحہ۴۲، مطبوعہ ادارہ اسلامیات، ۱۹۰۔ انارکلی، لاہور)

مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی نے دَبے لفظوں میں ''براہینِ قاطعہ'' کو مولوی رشید احمد گنگوہی کی تصنیف تسلیم کیا ہے۔

(۷) مفتی حافظ عبدالباسط خان دیوبندی نے مولوی رشید احمد گنگوہی کی سوانح میں لکھا ہے:

''براہینِ قاطعہ: یہ رسالہ اگرچہ مولانا خلیل احمد سہارنپوری نے ''انوارِ ساطعہ'' کے جواب میں تحریر کیا تھا۔لیکن چونکہ مولانا گنگوہی کے ایماء پر اکٹھا کیا تھا، اور آپ ہی نے اسے حرف بحرف پڑھا ہے۔اس لیے اسے آپ کی تصانیف میں بھی شمار کیا جاسکتا ہے''۔

(مولانا رشید احمد گنگوہی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ، حیات وخدمات، صفحہ۱۳۷، مطبوعہ مکتبۃ الحسن، ۳۳۔ حق سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور)

(۸) مفتی عزیز الرحمان دیوبندی (مدنی دارُالافتاء، بجنور) نے ''تفسیرِ رشیدی'' کے ابتدایہ میں مولوی رشید احمد گنگوہی کی تالیفات کے بیان میں چھٹے نمبر پر لکھا ہے:

''البراہین القاطعہ: رَدِّ بدعت میں بہترین کتاب ہے''۔

(تفسیر رشیدی، صفحہ۱۲، ناشر: مکتبہ عبادیہ، نہٹور۔ یوپی۔ اشاعت ۱۳۹۰ھ
ایضاً: صفحہ۲۱، مطبوعہ ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، چوک فوارہ، ملتان۔ اشاعت: رجب المرجب ۱۴۴۳ھ۔ کمپیوٹر ایڈیشن)

(۹) مفتی ابوبکر علوی دیوبندی (فاضل جامعہ دارُالعلوم، کراچی و جامعہ حقانیہ ساہیوال، سرگودھا) کی مرتبہ کتاب میں قاضی مظہر حسین دیوبندی کے نام خط میں مولوی احمد عبدالرحمان صدیقی دیوبندی کا خط شامل ہے، جس میں لکھا ہے:

''بندہ نے حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی دَامَتْ بَرَکَاتُہُم خلیفۂ ارشد حضرت شیخ الحدیث قُدِّسَ سِرُّہٗ سے خود سنا ہے کہ اُنہوں نے براہِ راست حضرت الشیخ (مولوی زکریا کاندھلوی دیوبندی: ناقل) سے کئی دفعہ سنا کہ ''براہینِ قاطعہ'' حضرت گنگوہی کی تصنیفِ لطیف ہے۔جو اُنہوں نے حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری کے اسمِ گرامی سے لکھوایا تھا (اصل میں ایسے ہی ہے: ناقل)''

(محمد مکی مالکی کی کتاب ''اِصلاحِ مفاہیم'' پر تحقیقی نظر، صفحہ۳۵، ناشر: مدرسہ خدامِ اہلِ سنت تعلیم القرآن، کرم آباد، وحدت روڈ، لاہور۔ طبع اوّل ۲۰۰۶ء/۱۴۲۷ھ)

(۱۰) پروفیسر نثار احمد فاروقی دیوبندی نے لکھا ہے:

''کتاب ''البَرَاهِينُ الْقَاطِعَه على ظَلَامِ الْاَنْوَار السَّاطِعه'' مولانا خلیل احمد انبیٹھوی کے نام سے شائع ہوئی۔ یہ دراصل مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے لکھی تھی اور مولانا خلیل احمد کے نام سے چھپی۔اس کا پورا نام ''البَرَاهِينُ الْقَاطِعَه عَلى ظَلَامِ الْاَنْوَار السَّاطِعه، الملَقَّبُ: بالدَّلَائِل الْوَاضِحَه عَلٰی کراهةِ الرُّوح مِنَ الْمَولُودِ والفَاتِحه'' ہے۔بڑے سائز کے ۲۷۶ صفحات

پر مشتمل یہ کتاب مولوی محمد یحییٰ کاندھلوی، تاجرِ کتب گنگوہ ضلع سہارنپور نے مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی فرمائش سے ''بلالی اسٹیم پریس، ساڈھورہ'' میں ۱۳۰۴ھ میں چھپوائی۔ اس کالب ولہجہ ابتداء سے ہی تلخ اور جارحانہ ہے''

(نوادرِ امدادیہ، صفحہ ۶۲، ۶۳، مطبوعہ حضرۃ سید محمد گیسودراز تحقیقاتی اکیڈمی، روضۂ منورہ بزرگ، گلبرگہ شریف، کرناٹک)

(۱۱) مولوی رشید احمد گنگوہی کے ''فتاویٰ رشیدیہ''، حصہ اوّل، مطبوعہ ''شمس المطابع، مرادآباد'' کے آخری صفحہ (۲۶۱) پر ''تالیفات زبدۃ الفقہاء والمحدثین، حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی قُدِّسَ سِرُّہٗ'' کے تحت ''امدادالسلوک'' کے بعد دوسرے نمبر پر ''براہینِ قاطعہ'' کا نام لکھا ہے۔

(۱۲) مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی کے تذکرہ پر مشتمل مولوی یعقوب نانوتوی دیوبندی کی کتاب ''سوانح عمری''، مطبوعہ ''مطبع قاسمی دیوبند، ضلع سہارنپور'' کے آخر میں صفحہ ۳۱ پر عمادالدین انصاری ناظم: کتب خانہ و مطبع قاسمی، دیوبند نے مولوی رشید احمد گنگوہی کی تالیفات میں ''براہینِ قاطعہ'' کا نام بھی لکھا ہے۔

(۱۳) مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی کے رسالہ ''جواب ترکی بہ ترکی'' مطبوعہ ''مطبع قاسمی، دیوبند'' کے آخر میں بھی عمادالدین انصاری، ناظم: کتب خانہ و مطبع قاسمی، دیوبند نے مولوی رشید احمد گنگوہی کی تالیفات میں ''براہینِ قاطعہ'' کا نام لکھا ہے۔

(صفحہ ۳۱، مطبوعہ مطبع قاسمی دیوبند ضلع سہارنپور)

(۱۴) مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کی کتاب ''اِصلاح ترجمۂ دہلویہ''، مطبوعہ ''نول کشور پریس، لاہور'' کے آخر میں (صفحہ ۵۵ پر) مولوی رشید احمد گنگوہی کے شاگردِ خاص مولوی محمد یحییٰ دیوبندی، تاجر کتبِ دینیات، گنگوہ ضلع سہارنپور نے ''تالیفات مولانا رشید احمد صاحب رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ'' کے تحت ''براہینِ قاطعہ'' کا نام بھی لکھا ہے۔

(۱۵) مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کی کتاب ''القول الصواب فی تحقیق مسئلۃ الحجاب'' مطبوعہ ''مطبع بلالی، ساڈھورہ'' کے آخر میں بھی مولوی محمد یحییٰ کاندھلوی دیوبندی، تاجر کتبِ دینیات، گنگوہ ضلع سہارنپور نے ''تالیفات مولانا رشید احمد صاحب رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ'' کے تحت ''براہینِ قاطعہ'' کا نام لکھا ہے۔

(۱۶) مولوی محمود حسن دیوبندی کی کتاب ''الجہدُ المقل''، حصہ اوّل، مطبوعہ ''مطبع بلالی، ساڈھورہ'' کے آخر میں بھی مولوی محمد یحییٰ دیوبندی، تاجر کتبِ دینیات، گنگوہ ضلع سہارنپور کی طرف سے ''حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب عَمَّ فَیْضہٗ کی تصانیف'' کے تحت ''براہینِ قاطعہ'' کا نام لکھا ہے۔

قارئین! راقم نے ساجد خان دیوبندی کی ''جہالت'' کا علاج کرنے کے لیے (دیابنہ کے ممدوح وہابی ''رشید رضا مصری'' سمیت) گھر کے بھیدی کئی دیوبندی علما کے حوالہ جات پیش کرکے یہ ثابت کردیا ہے کہ ''براہینِ قاطعہ'' مولوی رشید احمد گنگوہی کی کتاب ہے۔

مفتی اقتدار خان نعیمی نے ''راہِ جنت'' کے نام سے کتاب لکھی، تو اس پر تبصرہ کرتے ہوئے مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی نے لکھا: ''کتاب ''راہِ جنت'' جو ''راہِ سنت'' کے جواب میں لکھی گئی ہے، اس کا مصنف اگرچہ مفتی احمد یار خاں صاحب کے فرزندِ ارجمند مولوی مفتی اقتدار احمد خاں صاحب کو بتایا گیا ہے، لیکن یہ صرف کاغذی ہی کاروائی ہے۔ یہ کتاب درحقیقت خود مفتی احمد یار خان صاحب ہی کی

تالیف ہے۔ کیونکہ

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش
من اندازِ قدت را مے شناسم

مفتی صاحب نے شاید یہ خیال کیا ہوگا کہ علم اور تحقیق کے میدان میں پہلے بھی بڑی رُسوائی ہوچکی ہے، اس لیے اب اس بڑھاپے میں ذِلّت اور رُسوائی کی یہ بھاری گٹھڑی اور کیوں اُٹھاؤں، چلو اَب برخوردار کے نام سے پسِ پردہ دِل کا اُبال نکل جائے تو بہتر ہے۔ اور چلتے چلتے برخوردار کو بھی مؤلفین کی مَد میں اور ان کے رجسٹر میں درج کرادو، کہ ان کو یوں سستی شہرت حاصل ہوجائے گی اور بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا۔ مگر مفتی صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ تاڑنے والے بھی قیامت کی نگاہ رکھتے ہیں اور یہ علمِ غیب نہیں بلکہ قرائن وشواہد کے تحت فراستِ مؤمن ہے، جس کا حدیث سے ثبوت ملتا ہے۔ اس لیے ہم نے اس مضمون میں جناب مفتی احمد یار خاں صاحب بدایونی ثم گجراتی ہی کو خطاب کرنا ہے اور جو کچھ کہنا ہے صرف ان سے کہنا ہے، کیونکہ کتاب ''راہِ جنت'' مفتی صاحب ہی کا مایہ تحقیق ہے''۔

(باب جنت، صفحہ ۱۶، ۱۷، مطبوعہ مکتبہ صفدریہ، نزد مدرسہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ)

اس اقتباس کو دلائل وشواہد کی روشنی میں مولوی رشید احمد گنگوہی پر لَوٹاتے ہوئے ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ:

''مولوی رشید احمد گنگوہی نے اپنی متنازعہ تحریرات (بشمول فتویٰ اِنکارِ میلاد) کی اِشاعت کے بعد ملنے والی ذلت ورُسوائی کے بعد ''براہینِ قاطعہ'' اپنے بجائے اپنے شاگردِ خاص مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے نام سے شائع کروائی۔ لیکن تاڑنے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں، جو کہ دیگر دلائل کے ساتھ فراستِ مؤمن (جس کا ثبوت حدیث شریف سے ہے) سے یہ جانتے ہیں کہ اس کتاب کے اصل مؤلف ''مولوی رشید احمد گنگوہی'' ہیں''۔

سلام بر شہِ ولایت

بارگاہ مولائے کائنات حضرت سیدنا علی مرتضیٰ میں نذرانہ

از۔ مولانا سلمان فریدی صدیقی، عمان

یا علی شیر خدا تیری امامت کو سلام
زورِ بازوئے نبی! تیری شجاعت کو سلام

تیرا گھر ہے جنتی افراد کی آماجگاہ
حیدر کرار! تیری آل و عترت کو سلام

بن گئی فانوس قندیل حرم تیری حیات
شیر یزداں! تیری ہمت تیری جرأت کو سلام

مصطفیٰ کی پیاری شہزادی ترے گھر کی بہار
والدِ حسنین تیری شان و شوکت کو سلام

تھے شب ہجرت نبی کے بستر اطہر پہ آپ
پُر خطر ماحول میں سونے کی ہمت کو سلام

کر دیا قرباں محبت پر نماز عصر کو
اس ادائے عشق، تقدیم محبت کو سلام

تیرے جلووں سے منور ہیں چراغ اولیاء
فاتح خیبر! تری بزم طریقت کو سلام

ہے لقب تیرا امام مشرقین و مغربین
اے امیر المومنیں! تیری خلافت کو سلام

آیت تطہیر کا صدقہ فریدیؔ کو ملے
اے حبیب مصطفیٰ تیری طہارت کو سلام

مشربی خلافت کا مستحق کون؟

مولانا محمد عیسیٰ رضوی قادری، الجامعۃ الرضویہ مظہر العلوم گرسہائے گنج قنوج یوپی

یہ ایک نا قابل انکار حقیقت ہے کہ بیعت و ارشاد ایک محبوب و پسندیدہ عمل ہے۔ مشائخ وصوفیہ اور بزرگان دین میں زمانۂ قدیم سے اس کا رواج ہے۔ اس مروج طریقے سے عوامی ارشاد و ہدایت کا فریضہ انجام دیا جاتا ہے۔ پہلے پہل بیعت وارشاد کا یہ عمل انفرادی طور پر پورا کیا جاتا تھا پھر آہستہ آہستہ اس میں ترقی ہوئی یہاں تک کہ خانقاہی نظام قائم ہوا بلکہ بیعت وارشاد ہی کے سلسلے کو فروغ و استحکام دینے کے لیے خانقاہوں کی بنیاد رکھی گئی۔ خانقاہ نشین بزرگوں نے اپنے حلقۂ ارادت کو وسیع کیا۔ ان کے مریدین ومتوسلین کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا پھر اس سلسلے کو باضابطہ ایک اصول کا درجہ حاصل ہوا۔ اسی اصول و نظام کے تحت پیری مریدی کو عروج وفروغ ملا یہاں تک کہ عوامی اصلاح کا اسے مؤثر ذریعہ مانا گیا پھر اس کا دائرہ وسیع تر ہو کر آفاق کی وسعتوں میں پھیل گیا۔

شروع زمانے میں خانقاہی نظام اور اس کی تعلیمات کی جو اہمیت وافادیت تھی اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اسلامی خانقاہوں سے جو افراد ورجال نکلتے تھے وہ عبادت و بندگی، ریاضت و مجاہدہ، زہد وتقویٰ، طاعت و پرہیزگاری، اطاعت و فرماں برداری، صداقت و راست بازی، امانت ودیانت، عدل و انصاف، ایثار وقربانی، عفت و پارسائی، عصمت و پاکدامنی، حلم و بردباری، متانت و سنجیدگی، خوف وخشیت ربانی، رافت و رحمت، خلوص وللّٰہیت، تزکیۂ ظاہر و باطن، تطہیر روح ونفس کشی، صدق وصفا، ایفائے عہد ووفا، عشق و عقیدت، محبت والفت، جوش وجذبۂ ایمانی، ہمت وحوصلہ، محنت و جفا کشی وغیرہ اوصاف وخصائل میں یکتائے روزگار ہوتے۔ دنیا کے لیے وہ باعث خیر وبرکت اور راہ راست پر چلنے والوں کے لیے روشنی کے مینار ہوتے۔ ان کی نورانی ضیاؤں سے زندگی کے مراحل روشن و تابناک ہوجاتے۔ ان کے نقوش قدم سے گم گشتہ راہ انسانوں کو ہدایت وعرفان کا نشان وسراغ ملتا، ان کے وجود سے حیات انسانی کا ہر گوشہ مشکبار ہوتا۔ وہ اپنے لیے نہیں، خدمت خلق کے لیے جیتے تھے۔ خدمت خلق ان کا سرمایۂ حیات اور متاع زندگی ہوتی اسی لیے ان کے وجود کو نعمت عظمیٰ اور فیض وبرکت کا منبع سمجھا جاتا تھا۔

جس عہد کو مشائخ وصوفیہ کا دور عروج وترقی کہا جاتا ہے اس میں جو لوگ خانقاہ نشین ہوتے وہ ظاہر و باطن دونوں کے اعتبار سے تطہیر وتزکیہ کے حامل ہوتے۔ ان کے ظاہر و باطن میں پاکیزگی ہوتی۔ ان کی روحیں آئینہ کے مثل شفاف ہوتیں کیونکہ بیعت وارشاد کا مقصد ومعنی ہی تزکیۂ نفس اور روحانیت کو مجلی و مصفی کرنا تھا۔ جب تک روح میں کثافت باقی و برقرار رہے گی قلوب واذہان میں روحانی قوتوں کی حکمرانی نہ ہوگی، ان کے نہاں خانے میں روحانیت کا چراغ روشن ومنور نہ ہوگا، کثافتوں کی موجودگی میں عمل خیر کی قوت میں تازگی اور بالیدگی پیدا نہ ہوگی، دل میں عمل کا اجالا محسوس نہ ہوگا۔ یہ تسلیم و

قبول کرنا پڑے گا کہ پہلے کے خانقاہی نظام میں وہ سب کچھ تھا جس سے نفس انسانی کی تطہیر وصفائی ہوتی۔قلوب وارواح کا تزکیہ ہوتا بلکہ قدیم خانقاہی نظام میں تصوف وطریقت کی وہ شمیم ونکہت تھی جس سے حیات انسانی کا ہر گوشہ مہک اٹھتا۔

تاریخ یہ بتاتی ہے کہ جب لوگ مشائخ وصوفیہ سے شرائط کی پابندی کے ساتھ مرید ہوتے تو ان کی حالت بدل جاتی۔ان کے اندر تصوف وطریقت اور مذہب کا رنگ غالب ہوجاتا، یہی وجہ تھی کہ مریدین کی اصلاح حال سے معاشرے کی اصلاح ہوجاتی، مریدین کے عمل کی برکتوں سے پورا معاشرہ اسلامی ہوجاتا، افکار وخیالات میں روحانیت کا کمال ہوتا، نظروں ن سے نورانیت کا جمال ہوتا، قلوب وارواح میں رنگ جلال کا جلوہ موجزن وکارفرما ہوتا۔

مگر رفتہ رفتہ اس میں تبدیلی آئی، روحانیت کی جگہ مادہ پرستی آئی، طمانیت کی جگہ اضطراب آیا، علم کی جگہ جہالت ونادانی آئی، جہاں خانقاہوں کے سجادہ نشین عالم وصوفی ہوتے ان کے سجادہ نشین اب جاہل اور متصوف و دنیادار ہونے لگے، اہل دل کی جگہ اہل دنیا آئے، اللہ والے کی جگہ اہل ہوا و ہوس آئے، اہل نظر کی جگہ اہل طرب آئے، اہل کی جگہ نااہل آئے، علماء کی جگہ جہلاء نے لی، جو نظام روحانی تھا وہ خالص نظام دنیا ہوگیا، جو نظام دین وسنت اور نظام دینداری تھا وہ نظام سرمایہ داری ہوگیا۔غرض کہ ہر طرف سے تباہی آئی اور خانقاہی نظام جو ریاضت ومجاہدہ اور روحانیت کا مرکز و علمبردار تھا وہ مادہ پرستی کا شکار ہوکر درہم برہم ہوگیا۔اس میں ترمیم و تبدیلی آئی، روحانی غذاؤں کو چھوڑ کر لوگ کام ودہن کی حلاوت و چاشنی میں پڑ گئے، قلوب واذہان بدل گئے، پیمانہ مزاج بدل گیا، انسانی رجحان میں تبدیلی آئی، اعمال کے سانچے بدل گئے، لفظوں کے معانی بدل گئے، فکر ونظر کی جہت وسمت بدل گئی، نظریات و خیالات بدل گئے، سارا کا سارا نصب العین بدل گیا۔

کئی صدی پہلے یہ طریقہ رائج ومشہور تھا کہ جب کوئی طالب ارادت بزرگوں کی خانقاہوں میں بغرض بیعت حاضر ہوتا تو اسے پہلے ریاضت ومجاہدہ کی منزل سے گزارا جاتا۔جب اس کا تزکیۂ نفس ہوتا تو اسے حلقۂ ارادت میں داخل کیا جاتا۔ورنہ مہینوں نہیں بلکہ برسوں اسے ریاضت شاقہ میں ڈالا جاتا اور مجاہدۂ نفس کی دشوار گزار راہوں سے گزارا جاتا پھر اسے مرشد کامل کا دامن نصیب ہوتا ورنہ اسے لوٹا دیا جاتا۔

مجدد دین وملت شیخ الاسلام والمسلمین عظیم البرکت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ اپنے مرشد ارادت کی بارگاہ میں جس دن آئے اسی دن ان کو مرید کرکے سلسلے کی اجازت و خلافت سے بھی نواز دیا گیا، بعض وہ لوگ جو برسوں سے ریاضت و مجاہدے کی منزلون میں گشت کررہے تھے انھوں نے اپنے مرشد سے عرض کی حضور! کیا بات ہے کہ ہم لوگ ایک مدت سے پڑے ہیں۔ آپ کی نگاہِ عنایت کے منتظر ہیں۔مگر ہماری طرف حضور کی نظر توجہ نہ ہوئی لیکن بریلی کے مولانا احمد رضا جس دن آئے اسی دن ان کو تمام منزلیں طے کرادی گئیں۔آخر بات کیا ہے؟ ایسا کیوں؟ اور کس لیے ہوا؟ مرشد طریقت نے فرمایا کہ احمد رضا آئے تو ان کی روحانیت مجلی ومصفٰی تھی، ان کا نفس پاکیزہ ومزکی تھا، ان کو ریاضت ومجاہدہ کی ضرورت نہ تھی۔اس لیے ان کو حلقۂ ارادت میں داخل کرنے کے ساتھ اجازت وخلافت بھی دے دی گئی کیونکہ ہماری خانقاہ میں ان کو

مرید کیا جاتا ہے جن کی روحانیت صاف وشفاف ہوتی اوران کے آئینہ خانہ میں نورِ نبی کا جمال ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کہ جب تم لوگ احمد رضا کی مانند مجلی و مصفٰی ہوجاؤ گے تو تم لوگوں کو بھی ارادت حاصل ہوجائے گی۔جس کے اندر طلب صادق ہوتی ہے اسے منزل مقصود کا پتہ مل جاتا ہے۔

دیکھو! پہلے زمانے میں جو شخص مرید ہونے کے لیے آتا اس کی نفس کشی کی جاتی اوراس کی ظاہری و باطنی تطہیر وصفائی کا خیال رکھا جاتا تھا مگر اب ہر کس و ناکس کو بغیر ریاضت و مجاہدہ کے داخل سلسلہ اور مرید کرلیا جاتا ہے۔اس سے نہ کچھ پوچھا جاتا ہے نہ کوئی سبق دیا جاتا ہے کہ حال یہ ہے کہ بسا اوقات عوامی اجلاس و اجتماعات کے موقعوں پر طویل تر کپڑا پھیلا کر لوگوں کو مرید کیا جاتا ہے۔وہ پاک ہیں یا ناپاک،اس کا بھی خیال ولحاظ نہیں کیا جاتا۔ریاضت و مجاہدہ تو دور کی بات ہے،وضو و بے وضو ہونا چھوڑیئے،پاک و ناپاک ہونے کو بھی نہیں پوچھا جاتا۔

میرے خیال میں مرید کرنے کا ایسا بے ⏲ سلسلہ شاید اس لیے عروج پر آیا ہے کہ آج پیروں کی کمی نہیں ہے۔''ایک ڈھونڈو ہزار ملتے ہیں''۔ایک ایک خانقاہ میں کئی کئی بلکہ درجنوں پیر ہیں۔ باپ بھی پیر ہے، بیٹا بھی پیر ہے۔پوتا بھی پیر ہے۔آن چناں بھی پیر ہے، ایں چنیں بھی پیر ہے، پیروں کی بہتات وفراوانی ہے۔جس طرف دیکھئے پیر ہی پیر ہے۔ پیری مریدی کے معاملے میں ایک دوسرے پیر پر سبقت و برتری لے جانے اور مریدوں کی تعداد اربوں کھربوں تک پہنچانے کے لیے بے اعتدالی کی جاتی اور قدیم خانقاہوں کے مزاج ورواج سے عدول وانحراف کیا جاتا ہے۔

مرید کرنے کا یہ غیر مستحسن طریقہ غیر عالم غیر امین غیر متشرع پیروں نے اپنی زندگی کا وطیرہ بنالیا ہے۔اس پر جتنا اظہار افسوس کیا جائے وہ کم ہے۔میرا وجدان واحساس یہ کہتا ہے کہ حلقۂ ارادت میں داخل کرنے کے اس غیر مستحسن طریقے سے ہمارے بزرگوں اور مشائخ کرام کی روحیں اپنے مزاروں میں بے چین و مضطرب ہوں گی،سلسلے کے فروغ و ترقی سے ان کی روحیں مسرور و خوش ہونے کی بجائے ان میں کرب واضطرار برپا رہتا ہوگا،ان کے وجود میں بے چینی رہتی ہوگی۔

اگر مرید ہونے یا مرید کرنے تک بات محدود وموقوف رہتی تو اتنا غم واضطراب نہ ہوتا۔اس میں جو بے اعتدالی آئی ہے اسے ضبط وبرداشت کیا جاسکتا تھا۔مگر مشربی سلسلے کی اجازت وخلافت کے معاملے میں بھی اتنی تبدیلی اور ایسا نمایاں فرق آیا ہے جو ناقابل بیان ہے بلکہ ایسا فرق اور ایسی تبدیلی جو خلافِ شرع و غیر مستحسن ہونے کے ساتھ سوہان روح بھی ہے۔ملت کے اندر یہ ایسی خرابی اور بے اعتدالی ہے جس کا علاج وازالہ شاید ممکن نہیں۔

قدیم زمانے میں اگر کوئی بزرگ کسی کو اپنے سلسلے کی خلافت واجازت سے سرفراز کرتا تو وہ ہر طرح سے کامل و مکمل ہوتا۔ شرعی اعتبار سے وہ مستحق خلافت اور جامع شرائط ہوتا،ریاضت و مجاہدہ کی دولت سے مالا مال ہوتا،ظاہر و باطن کا تزکیہ ہوتا بلکہ وہ ہر طرح سے مستحق خلافت اور اس کا اہل ہوتا تب اسے خلافت و اجازت اور مسند افتخار سے نوازا جاتا۔شاید انھیں دشوار گزار مراحل و منازل کے سبب سے مشائخ اور بزرگوں کے خلفاء و نائبین قلیل وکم ہوتے،ان کی تعداد معمولی ہوتی۔یہ بات متحقق ہے کہ ہر کس و ناکس کو

ہرگز ہرگز خلافت نہیں دی جاتی۔ وجہ یہ تھی کہ ان کے اندر خوف خدا اور شریعت مطہرہ کا لحاظ و پاس اتنا تھا کہ وہ اس کے خلاف ایک قدم بھی اٹھانا گوارا نہ کرتے۔ اسی لیے ان کے خلفاء نااہل و جاہل نہیں عالم و خدا رسیدہ ہوتے۔ وہ شریعت مطہرہ کے عامل و پابند اور خشیت ربانی سے مالا مال ہوتے۔

مگر عہد حاضر میں بیعت و ارشاد کی ہر شرط کو بالائے طاق رکھ دیا گیا۔ ہر ایک کی خلاف ورزی کی جاتی۔ ہر بات اور ہر شرط کے خلاف اقدام کیا جاتا بلکہ غیر شرعی باتوں کا کھلے بندوں ارتکاب کیا جاتا ہے۔ ستم یہ ہے کہ بلا اجازت و مجاہدہ اور بغیر کسی تحقیق کے ہر کس و ناکس کو خلافت و اجازت سے سرفراز کر دیا جاتا ہے۔ اس میں اہل و نااہل، عالم و غیر عالم کچھ نہیں دیکھا جاتا۔ شاید اس میں وہی ہوس کارفرما ہے کہ جس طرح مریدین کی تعداد میں اضافے کا خوابِ پریشاں دیکھا جاتا ہے، یوں ہی کچھ پیروں کے اندر یہ جذبہ کارفرما ہے کہ ہمارے خلفا کی تعداد اتنی ہوجائے جو کسی پیر کے مریدین کی تعداد بھی نہیں ہوتی۔ اسی جذبۂ غیر محمود کے پیش نظر ہر طالب خلافت کو خلافت و مسند دی دی جاتی ہے۔ خواہ وہ اہل ہو یا نہ ہو، عالم ہو یا نہ ہو، شرائط خلافت کا جامع ہو یا نہ ہو، یہی سبب ہے کہ بعض پیروں کو یہ کہتے سنا گیا ہے کہ میرے تو اتنے خلفاء ہیں جتنے فلاں پیر صاحب کے مریدین بھی نہیں ہیں۔

یہ ملت کا بڑا کربناک المیہ ہے اس مرض متعدی سے ملت اسلامیہ کو بچانا لازم ہے ورنہ یہ ناسور بن کر ملت کا شیرازہ بکھیر دے گا اور اس کے بے گور و کفن لاشے پر رونے اور آنسو بہانے والا کوئی نہ ہوگا۔ ایسی صورت میں جب کسی دینی ذمہ دار عالم و مفتی سے سوال ہوتا ہے کہ فلاں ذمہ دار پیر صاحب نے ایک ایسے شخص کو اجازت و خلافت دی اور سند دستار سے نوازا جو عالم دین نہیں، حافظ قرآن نہیں، قاری قرآن نہیں بلکہ ناظرہ خواں صرف ابجد داں اور کٹھ ملا یا نیم مولوی ہے کیا ایسا شخص ایک صحیح سالم پیر کا خلیفۂ مجاز بن سکتا ہے، کیا وہ پیر بننے کا اہل ہے؟

اس سوال کا جواب اگر خلافت و سند دینے والے پیر صاحب سے پوچھا جائے تو وہ اس کا تسلی بخش جواب نہ دے سکیں گے۔ پھر ایسا کیوں ہوتا، کیسے ہوتا، کس جذبے یا کس لالچ کے تحت اس غیر شرعی عمل کو بر سر مجلس انجام دیا جاتا ہے؟ کیا یہ کذب و خیانت کی سودے بازی ہے یا دجل و فریب ہے؟ امت مرحومہ کے ساتھ یہ کب تک ہوتا رہے گا؟ یہ مکروہ و نازیبا اور گھناؤنا کھیل کب تک کھیلا جائے گا؟ یہ باتیں کوئی ایک واقعہ کی پیداوار نہیں بلکہ ملک بھر میں اس طرح کے بہت سارے واقعات ہیں کہ عظیم سلسلے کے عظیم پیر و بزرگ نے کسی ادنی شخص اور غیر عالم بلکہ نیم ملا یا مسجد کے جاروب کش، ناخواندہ مؤذن اور کسی مکتب و مدرسہ کے جاہل و بدمزاج مہتمم کو خلافت و اجازت دی، سند و دستار سے نوازا اور اعلان بھی کیا پھر چلے گئے مگر وہ اپنے پیچھے ایک بڑی مصیبت چھوڑ گئے۔ ایسی نامناسب حرکتوں اور ایسے روح فرسا نظاروں کو اہل علم حضرات غیرت کی نگاہوں سے دیکھتے اور دل ہی دل میں نادم و شرمسار ہوکر اظہار افسوس کرتے ہیں، دانشوران ملت ایسی باتوں کو معیوب و نازیبا، نامناسب و غیر مستحسن اور ایسے کام کرنے والوں کو بازی گر سمجھتے ہیں۔

کاش یہ پیر حضرات قدیم بزرگوں اور مشائخ ماضی کے

نشان قدم پر چلتے اوران کی زندگی کو مشعل راہ بناتے تو ان سے اس طرح کی فکری غلطی یا بے اعتدالی نہ ہوتی۔ اگر وہ کسی نااہل اور غیر عالم کو خلافت دیتے وقت مسلک اعلیٰ حضرت اور تعلیمات اعلیٰ حضرت کا خیال کر لیتے تو ان سے اس طرح کی بے راہ روی ہرگز نہ ہوتی اوران کا وقار بھی مجروح ومتاثر نہ ہوتا، اہل علم ان کو حقارت کی نظروں سے نہیں دیکھتے، ان پر انگشت نمائی نہ کی جاتی، انھیں تنقیدی نگاہ سے نہ دیکھا جاتا، ان کے نام پر سوالیہ نشان نہ لگتا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے پیر ہونے کے لیے جن چار شرائط کی نشاندہی فرمائی ہے وہ بہت مشہور ہیں پھر بھی ہم اپنی بحث کو مستند بنانے کے لیے انہیں ذیل میں نقل کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

''جس کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے انسان کا سلسلہ حضور پرنور سید المرسلین ﷺ تک متصل ہو جائے، شیخ القال کے لیے چار شرطیں ہیں:

۱۔ شیخ کا سلسلہ باتصال صحیح حضور اقدس ﷺ تک پہنچا ہو، بیچ میں منقطع نہ ہو کہ منقطع کے ذریعہ سے اتصال ناممکن۔

☆ بعض لوگ بلا بیعت صرف وراثت کے زعم سے اپنے باپ دادا کے سجادے پر بیٹھ جاتے ہیں۔

☆ یا بیعت تو کی تھی مگر خلافت نہ ملی تھی، بلا اجازت مرید کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

☆ یا سلسلہ ہی وہ ہو کہ قطع کر دیا گیا۔ اس میں فیض نہ رکھا گیا۔ لوگ براہ ہوس اس میں اجازت وخلافت دیتے چلے آتے ہیں۔

☆ یا سلسلہ فی نفسہ اچھا تھا مگر بیچ میں کوئی ایسا شخص واقع ہوا جو بعض شرائط نہ ہونے کی وجہ سے قابل بیعت نہ تھا، اس سے جو شاخ چلی وہ بیچ سے منقطع ہے۔

ایسی صورتوں میں اس بیعت سے ہرگز اتصال حاصل نہ ہوگا۔ بیل سے دودھ یا بانجھ سے بچہ مانگنے کی مَت جدا ہے۔

۲۔ سنی صحیح العقیدہ ہو، بدمذہب گمراہ کا سلسلہ شیطان تک پہنچے گا نہ کہ رسول اللہ ﷺ تک۔

آج کل بہت کھلے ہوئے بددینوں بلکہ بے دینوں یہاں تک کہ وہابیہ نے کہ سرے سے منکر ودشمن اولیاء ہیں، مکاری کے لیے پیری مریدی کا جال پھیلا رکھا ہے۔ ہوشیار! خبردار! احتیاط! احتیاط!

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست ☆ پس بہر دستے نباید داد دست

یعنی بہت سے ابلیس انسانی شکل میں ہیں پس ہر ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہیے۔

۳۔ عالم ہو۔

اقول: علم فقہ، اسی کی اپنی ضرورت کے قابل ہو اور لازم کہ عقائد اہل سنت سے پورا واقف ہو، کفر واسلام اور ضلالت وہدایت کے فرق کا خوب عارف ہو، ورنہ آج بدمذہب نہیں کل ہو جائے گا۔

فمن لم یعرف الشرفھو مایقع فیه.

یعنی جو شر سے آگاہ نہیں ایک دن اس میں پڑ جائے گا۔

صدہا کلمات وحرکات ہیں جن سے کفر لازم آتا ہے اور جاہل براہ جہالت ان میں پڑ جاتے ہیں۔ اول تو خبر ہی نہیں ہوتی کہ ان کے قول یا فعل سے کفر سرزد ہوا، اور بے اطلاع توبہ ناممکن۔ تو مبتلا کے مبتلا ہی رہے اور اگر کوئی خبر دے تو ایک سلیم الطبع جاہل ڈر بھی جائے تو یہ بھی کرلے مگر وہ جو سجادۂ مشیخت پر ہادی ومرشد بنے بیٹھے ہیں ان کی عظمت کہ خود ان کے قلوب میں ہے، کب قبول کرنے دے۔

واذا قیل لہ اتق اللہ اخذتہ العزۃ بالاثم (البقرۃ، ۲۰۶)

ترجمہ: اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈرو تو اسے اور ضد چڑھے گناہ کی۔ (کنز الایمان)

اور اگر ایسے ہی حق پرست ہوئے اور مانا تو کتنا، اتنا کہ آپ توبہ کرلیں گے۔ قول فعل کفر سے جو بیعت فسخ ہوئی اب کسی کے ہاتھ پر بیعت کریں اور شجرہ اس جدید شیخ کے نام سے دیں اگرچہ شیخ اول ہی کا خلیفہ ہو، یہ ان کا نفس کیونکر گوارا کرے نہ اسی پر راضی ہوں گے کہ آج سے سلسلہ بند کریں، مرید کرنا چھوڑیں، لامحالہ وہی سلسلہ کہ ٹوٹ چکا جاری رکھیں گے لہٰذا عالمِ عقائد ہونا لازم۔

۴۔ فاسق معلن نہ ہو۔

اقول: اس شرط پر حصول اتصال کا توقف نہیں کہ فسق باعث فسخ نہیں مگر پیر کی تعظیم لازم ہے اور فاسق کی توہین واجب، دونوں کا اجتماع باطل۔

امام زیلعی فاسق کے بارے میں فرماتے ہیں:

فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ قد وجب علیھم اھانتہ شرعا. (تبیین الحقائق ج ۱ص:۱۳۴باب الامامۃ۔مصر)

ترجمہ: امامت کے لیے اسے آگے کرنے میں اس کی تعظیم ہے اور شرع میں اس کی توہین واجب ہے۔

(فتاویٰ افریقہ بحوالہ معارف تصوف)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریر مذکور کو دیکھنے کے بعد یہ ظاہر وعیاں ہوا کہ پیر ہونے کے لیے شرائط مذکورہ کا حامل و جامع ہونا لازم ہے ورنہ وہ اس منصب کے لائق نہ ہوگا۔ اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ نااہل خلافت واجازت اور پیر بننے کا مستحق وحقدار نہیں ہوسکتا۔ اگر کوئی پیر کامل کسی غیر عالم یا نااہل کو خدا نخواستہ خلافت واجازت اور سند ودستار دیدے تو میرے خیال میں اس کی خلافت وسند خود بخود باطل ہوجائے گی کیونکہ وہ اس کا مستحق و حقدار نہیں ہے۔ نااہل جب پیر بننے کے لائق نہیں تو اس کا پیر بننا درست وصحیح نہیں۔ لہٰذا جو ایسے نااہل پیر کا مرید ہوگا وہ ایسا ہوگا جیسے وہ کسی کا مرید ہی نہ ہوا۔

میری التجا ہے کہ پیران کرام کسی بھی غیر عالم اور نااہل کو اپنی خلافت دینے سے اجتناب اور احتراز کریں۔ اسی میں ملت کی بھلائی ہے۔ یہی عامل شرع ہونے کی پہچان وشناخت ہے۔ اگر ملت اسلامیہ کو جہالت کے ناسور سے بچانا ہے تو انداز فکر بدلنا ہوگا، زاویۂ نگاہ میں تبدیلی پیدا کرنی ہوگی ورنہ جہالت کی دلدل میں ملت غرق ہوجائے گی۔

بیعت وارشاد اور پیری ومریدی کے تعلق سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے بہت کچھ لکھا ہے۔ اگر ان کے ارشادات واقوال کو مشق عمل بنالیا جائے تو ایسی خرافات سے ملت اسلامیہ پاک و صاف ہوسکتی ہے، قلوب وارواح میں دین مصطفےٰ ﷺ کا چراغ روشن ومنور ہوسکتا ہے۔ ہماری خانقاہیں ماضی کی روشنی میں اگر مستقبل کا اجالا تلاش کریں تو آج بھی ان کی آغوش تربیت سے جنید وبایزید جیسے افراد پیدا ہوسکتے ہیں۔

اپیل

رمضان المبارک کے موسم خیر میں یادگار اعلیٰ حضرت جامعہ رضویہ منظر اسلام درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف کا بھرپور تعاون فرمائیں۔ اکاؤنٹ نمبر درج ذیل ہے:

A.c. No. 205010100129664

IFSC:UTIB0000205 (Axis Bank ltd.)

Darul Uloom Manzar-e-Islam

رمضان۔عوام کو دین سے قریب کرنے کا بہترین موقع

ازقلم: مولانا محمد معراج عالم مرکزی

رمضان المبارک کا مقدس و بابرکت مہینہ جب عالم اسلام پر سایہ فگن ہوتا ہے تو اپنی رحمت و نور سے زمانے بھر کو معطر کر دیتا ہے اور سارا عالم اپنے رب کے حضور اس کی رحمتوں اور برکتوں کی سوغات لینے سوالی بن کر کھڑا ہو جاتا ہے۔مقصد وجود انسانی کے تحت انسان کا دل گناہوں کی آلودگی سے کنارہ کش ہو کر روزہ پر استقامت، نماز کی ادائیگی، سنن و واجبات کی پابندی، جذبۂ اخلاص وایثار، صبر واستقلال، تلاوت قرآن کریم، اوراد و وظائف اور اعمال خیر کی طرف راغب ہو جاتا ہے اور مومن کی ایمانی حرارت میں مزید تیزی آجاتی ہے۔ایسے پر بہار موقع سے امت کے علمائے کرام وائمہ عظام کے لیے بڑا بہترین موقع ہے کہ وہ اپنے فریضۂ دینی یعنی دعوت واصلاح، تبلیغ وارشاد کے ذریعہ عوام الناس کو دین کی صحیح تعلیمات سے روشناس کرائیں اور دینی مراکز میں درس قرآن، درس حدیث اور فقہی مسائل جیسے حلقوں کا اہتمام کریں۔

اس وقت جبکہ ملک ہندوستان میں سنگھی ذہن والے، ملک کی قومی یکجہتی کو خراب کرنے پر تُلے ہیں اور آئے دن حکومت، اسلامی تہذیب وروایات میں اپنی من مانی کرنے میں سرگرم عمل ہے ایسے میں عوام الناس تک اسلامی تعلیمات کی ترویج واشاعت وقت کی اہم ضرورت بھی ہے۔جبکہ دعوت واصلاح اور تبلیغ وارشاد کی اہمیت وفضیلت مذہب اسلام میں مسلم ہے اور قرآن وحدیث میں اس کی بڑی تاکید آئی ہے یہاں تک کہ مولائے کائنات، حیدر کرّار حضرت علی مشکل کشا کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے اسے افضل الجہاد قرار دیا ہے۔رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

”اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ۔۔۔ الخ“(النحل)

ترجمہ: اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔(کنزالایمان)

”وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ یَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَیْرِ وَ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ“۔(آل عمران)

ترجمہ: اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بُری سے منع کریں اور یہی لوگ مُراد کو پہنچے۔(کنزالایمان)

اور احادیث مبارکہ میں بھی امر بالمعروف نہی عن المنکر کی واضح تاکید کی گئی ہے چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:”تم میں سے جو برائی دیکھے تو اسے ہاتھ سے روک دے، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان کے ذریعے روکے، اگر اس کی بھی قدرت نہ ہو تو دل میں برا جانے اور یہ کمزور ایمان والا ہے“۔

(مسلم شریف، کتاب الایمان، باب بیان کون النھی عن المنکر من الایمان)

لہٰذا علمائے کرام، ائمہ مساجد اور داعیان اسلام اس رمضان المبارک کے پر بہار موقع سے اپنی اپنی مسجدوں میں بعد نماز فجر یا عصر مختصر دینی نشستوں کا انعقاد ضرور کریں تا کہ عوام الناس تک اسلامی تعلیمات اچھی طرح پہنچ سکے۔ اس کے لیے مندرجہ ذیل طریقوں میں سے کسی ایک کو بھی اختیار کیا جا سکتا ہے جس کا نتیجہ دارین کی سعادتوں سے ہمکنار ہونا ہے۔

درس قرآن: بلا شبہ قرآن عظیم ہی اسلامی تعلیمات کا سرچشمہ، انسانی نجات کا ضامن، خداوند کریم کا تحفہ اور تمام تر علوم و معارف کا خزانہ ہے۔ یہ اہل نظر کو بصیرت کی روشنی اور ہدایت کا نور عطا فرماتا ہے۔ لہٰذا اس مقدس کتاب میں اللہ جل جلالہ نے انسانی فلاح کے لیے جن اسباب کا ذکر اور دارین میں نجات پانے کے لیے جن احکام کی تاکید فرمائی ہے ساتھ میں جن عجائبات وغرائبات کا ذکر فرمایا ہے، داعیان اسلام، رمضان کے مبارک دنوں میں عوام کو ان باتوں کا درس ضرور دیں۔

تفسیر قرآن: ملک کی اکثر مساجد میں عوام الناس کو حفاظ کرام کے ذریعے پورا قرآن پاک، نماز تراویح میں سننے کا موقع میسر آتا ہے۔ ایسے میں اگر انہیں قرآن کی سماعت کے ساتھ ساتھ اس کی تفسیر و تفہیم اور قدرے شان نزول کے متعلق بھی درس مل جائے تو یہ ان کے لیے بڑا سود مند ہوگا۔ اس کے لیے ائمہ کرام، تفاسیر کی چند کتابوں (تفسیر روح البیان، تفسیر نعیمی، کنز الایمان مع خزائن العرفان) میں سے کسی ایک عمدہ تفسیر کا انتخاب کریں اور مطالعہ کے بعد روزانہ کچھ منتخب سورتوں یا آیتوں کی تفسیر قوم کے سامنے بیان فرمائیں۔ یہ سلسلہ بھی اخیر رمضان تک جاری رکھیں۔

درس حدیث: اسی طرح رمضان المبارک میں عوام الناس کے لیے درس حدیث کا اہتمام بھی کر سکتے ہیں۔ اس کے لیے ائمہ کرام صحاح ستہ یا دیگر کتب احادیث میں سے کچھ احادیث کریمہ کا انتخاب کریں، پھر اس کی تشریح و توضیح کتب معتبرہ سے مطالعہ کریں۔ بعدہ قوم کو اس کی تعلیم دیں اور ہو سکے تو اصلاح فکر و اعتقاد کو ترجیح دیں کہ یہ وقت کی اہم ضرورت ہے، اور اس میں درستگی اعمال و اخلاق بھی ہے۔

فقہی مسائل کا درس: عام طور پر لوگ روزہ، نماز، حج و زکاۃ کے تفصیلی مسائل سے نا آشنا ہوتے ہیں۔ یا تو اسلامی تعلیم نہ پانے کی وجہ سے یا پھر کچھ لوگ علماء سے فقہی مسائل دریافت کرنے میں عار محسوس کرتے ہیں۔ ایسے میں رمضان المبارک ایک اچھا موقع ہے نوجوانوں کو فقہی مسائل کی تعلیم دینے کا اور اُن کے سوالات کے علمی جواب دینے کا۔ اس درس کے لیے نصابی کتاب ''بہار شریعت'' سب سے اہم ہے۔

پند و نصائح: جس طرح تحریر دعوت و تبلیغ کا اہم ذریعہ ہے کہ اس سے قوموں میں انقلاب رونما کیا جا سکتا ہے، اسی طرح وعظ و نصیحت، دعوت و ارشاد اور بزرگوں کی روایات و کرامات کا تذکرہ، یقیناً پژمردہ دلوں کو جلا بخشتا ہے اور اسے جذبۂ عمل سے معمور کر دیتا ہے۔ ایک مخلص داعی کے چند بول کسی بھی ویرانے دل کو آباد کر سکتے ہیں اور اسے رشد و ہدایت کے نور سے جگمگا سکتے ہیں۔ لہٰذا رمضان کے مبارک و مسعود لمحات میں اس درس کا بھی اہتمام کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لیے ''احیاء العلوم اور مکاشفۃ القلوب''، وغیرہ کتابیں زیادہ کارآمد ہیں۔

انڈین اسلام اور خود ساختہ وجارحانہ تصوف

از۔ مولانا غلام مصطفےٰ نعیمی، روشن مستقبل دہلی

سرخی دیکھ کر آپ سوچ رہے ہوں گے کہ اسلام تو ''اسلام'' ہی ہے۔ کیا ملکی سرحدیں اسلام کو بدل دیتی ہیں جو اسلام کے ساتھ ''انڈین'' کا سابقہ لگا کر اسے ایک نیا روپ اور نیا نام دیا جا رہا ہے؟

جواب بڑا سادہ سا ہے۔ جی ہاں! مسلمانوں کا اسلام بھلے ہی ایک ہو مگر بھارت میں موجود ایک طبقے کا اسلام عام مسلمانوں کے اسلام سے الگ ہو چکا ہے۔ اسی لیے وہ اسلام نہیں ''انڈین اسلام'' کی اصطلاح استعمال کر رہے ہیں اور اسی کی تبلیغ بھی کر رہے ہیں۔

انڈین اسلام کا یہ دعوی اور شوشہ کسی آر ایس ایس کا رکن یا ہندو لیڈر کے دماغ کی اُپج نہیں ہے بل کہ یہ دعویٰ ایک معروف صوفی صاحب کا ہے۔ ان کے مطابق ان کا دین ''انڈین اسلام'' ہے۔ جس کے احکام اصل اسلام سے مختلف ہیں۔ چند خصوصی احکام اس طرح ہیں:

☆ انڈین اسلام میں حج بیت اللہ کی ادائیگی سے پہلے وِرِنداوَن جا کر ہندوؤں کے بھگوان ''شری کرشن'' کے درشن کا concept بھی ہے۔

☆ انڈین اسلام میں بھگوان داس جیسے نام رکھنے کی بھی روایت ہے۔

☆ انڈین اسلام میں گوتم بدھ اور شری کرشن کو ماننا اور ان سے محبت کرنا تصوف کی نشانی ہے۔

یہ نکات ہمارے نہیں بل کہ مذکورہ صوفی صاحب ہی کے بیان کردہ ہیں۔ جو انہوں نے مسلم دشمنی میں بدنام زمانہ ''سُدرشن چینل'' پر فخریہ طور پر بیان کئے۔

معاملے کی تفصیل: 16 فروری کو سدرشن چینل پر ایک ڈبیٹ چل رہی تھی۔ جس کا عنوان تھا: ''اللہ سب سے بڑا کیسے؟''

پروگرام کا اینکر ''سریش چوَانکے'' تھا جس نے پچھلے دنوں دلّی/ ہری دُوار میں منعقدہ دھرم سنسد میں مسلمانوں کو قتل کرنے کی جارحانہ اپیل کی تھی اور سبھی شرکا کو قتل مسلم کی قسم بھی کھلائی تھی۔ اس ڈبیٹ میں ایک مرتد (ایکس مسلم) ثمیر، ایک ہندو سندیپن رائے، ایک مسلم حاجی ناظم اور ایک خود یہی صوفی صاحب تھے۔ صوفی صاحب نے اپنی گفتگو کا آغاز اُپنِشَد اور رِگ وید کے شلوک سے کیا، جس پر اینکر نے طنزیہ ہنسی کے ساتھ کہا:

''آپ اپنے دین سے شروعات کریں۔ آپ مسلمان ہیں۔ یہ شلوک تو ہمارا ہی ہے۔''

صوفی صاحب نے طنز کو نظر انداز کرتے ہوئے کرشنا کا یہ قول پیش کیا:

''دھرم شاشوت ہے، سناتن ہے۔ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا''۔

پھر موصوف فرماتے ہیں کہ جو کرشن نے کہا اسی کو ہم دین کہتے ہیں کہ دین بھی ازلی اور ابدی ہے۔

انہوں نے ویدوں اور ہندو دھرم گرنتھوں کی اہمیت کو قرآن کی مذکورہ آیت: وَاِنَّهٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ۔ (سورہ شعرا:۱۹۶) سے ثابت کرتے ہوئے یہ دعوی کیا:

’’قرآن میں ایک آیت موجود ہے جس میں لکھا ہے کہ دھرم کو ڈھونڈنا ہوتو پراچین (قدیم) کتابوں میں ڈھونڈو۔اور سب سے پراچین کتابیں اُپنشد ہیں مہا اُپنشد ہیں‘‘۔

یعنی دین کی تلاش میں وید، پران اور اُپنشد جیسے ہندو گرنتھ معتبر ہیں کہ یہ سب سے قدیم ہیں اور خود قرآن مجید نے اس کا حکم دیا ہے۔

اب اسے صوفی صاحب کی کرشن بھکتی کہا جائے یا کفر سے مرعوبیت کہ انہوں نے اپنے خیال فاسد کو ثابت کرنے کے لیے آیت قرآنیہ کا جو مفہوم بیان کیا وہ آج تک کسی مفسر کے حاشیہ خیال میں بھی نہیں گزرا۔

مذکورہ آیت میں قدیم کتابوں سے آسمانی کتابیں توریت، زبور، انجیل اور دیگر صحائف مراد ہیں، نہ کہ ہندوؤں کے وید و پران، لیکن صوفی صاحب کو اپنے یوگیشور کرشنا جی کی بات کو ثابت کرنا تھا سو تفسیر بالرائے کرنے میں انہیں کوئی جھجک اور شرم محسوس نہیں ہوئی۔

اس دعوے پر ڈبیٹ میں شامل مرتد پینلسٹ ثمیر بھی چونک اٹھا اور اعتراض کرتے ہوئے کہا:

’’آپ کا دعویٰ قرآن کے خلاف ہے۔قدیم کتابوں سے توریت، زبور اور انجیل مراد ہیں۔اگر واقعی اس آیت سے ہندو گرنتھ مراد ہیں تو قرآن کی کسی ایک آیت سے کسی ہندو گرنتھ کا نام دکھا دیں‘‘۔

اس مرتد نے یہ بھی اعتراض کیا کہ

’’جب آپ کا قرآن ”اِنَّ الدِّینَ عِندَ اللّٰہِ الاِسلَامُ“ کہتا ہے تو آپ سناتن دھرم کو دین کیسے مان سکتے ہیں؟ یا پھر آپ یہ مان لیں کہ سناتن دھرم ہی آپ کا دین ہے‘‘۔

ایکس مسلم کے ان اعتراضات پر آنجناب کوئی جواب نہیں دے سکے اور اس نے تمسخرانہ ہنسی کے ساتھ صوفی صاحب پر manipulate کرنے کا الزام لگاتے ہوئے ان کی باتوں کو قرآن وحدیث کے خلاف قرار دیا۔

صوفی صاحب کی کرشن بھکتی: وہ لمحہ بڑا عبرت ناک تھا جب مرتد ثمیر نے صوفی صاحب کی کرشن بھکتی کو خلاف قرآن بتاتے ہوئے چیلنج کیا کہ

’’کیا آپ کرشنا کو اپنا پُوروَج (جد اعلیٰ) اور Eternal God مانیں گے؟

اس پر صوفی صاحب نے کہا کہ

’’ہمارے دھرم گُرو مولانا حسرت موہانی جب حج کو جاتے تھے تو پہلے وِرِندَاوَن (کرشن مندر) کرشنا کے درشن کو جاتے تھے‘‘۔

حج بیت اللہ جیسے سفر کے ساتھ کرشن درشن جیسا مشرکانہ نظریہ ایک مرتد کو بھی قبول نہیں ہوا، اس نے نقد کرتے ہوئے کہا:

’’میں آپ سے کسی مولانا کا عقیدہ نہیں پوچھ رہا ہوں، اسلام پوچھ رہا ہوں کیا اسلام میں اس شرک کی اجازت ہے؟‘‘

صوفی صاحب کی کرشن بھکتی پر اینکر نے دوسرے مسلم پینلسٹ حاجی ناظم سے پوچھا کہ کیا آپ بھی حج سے پہلے کرشنا درشن کو گئے تھے؟

دوسرا مسلم پینلسٹ حاجی ناظم اگرچہ ایک عامی مسلمان تھا لیکن اس نے جاہل ہونے کے باوجود کرشن درشن کو قبول کرنے سے صاف منع کر دیا۔

جب ثمیر مرتد نے ”اِنَّ الشِّرکَ لَظُلمٌ عَظِیم“ (سورہ لقمان) کا مفہوم بیان کر کے کہا کہ اسلام میں کرشن درشن کی اجازت ہو ہی نہیں سکتی۔اسلام کرشن کو ماننے کی اجازت نہیں دیتا۔اس پر موصوف نے

بڑے اطمینان سے جواب دیا:

''میرا اسلام انڈین اسلام ہے اور میرا اسلام/قرآن مجھے گوتم بدھ اور شری کرشنا کو ماننے کی اجازت دیتا ہے۔''

اس پر ثمیر مرتد نے کہا:

کیا آپ اللہ کبر کی جگہ ''اوم ھُوا کبر'' کہیں گے؟

اس پر صوفی جی خاموش ہوگئے لیکن ان کے رویے سے لگ رہا تھا کہ اگر زور دیا جاتا تو شاید وہ اس پر بھی راضی ہو سکتے تھے۔

صوفی صاحب کی صاف گوئی: یہاں صوفی صاحب کی صاف گوئی کی داد دینا ہوگی کہ انہوں نے کرشن کے ماننے کو ''اسلام'' نہیں بل کہ ''انڈین اسلام'' کا حصہ بتا کر سارا معاملہ کلئیر کر دیا۔ اس سے پہلے اتنی صاف گوئی کے ساتھ مرزا قادیانی نے کرشنا اور گوتم بدھ کی عظمتوں کا اعتراف کیا تھا، جیسا کہ مرزا کے ملفوظات میں لکھا ہے:

''حضرت کرشن بھی... انبیا میں سے ایک تھے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر خلق اللہ کی ہدایت اور توحید قائم کرنے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے۔'' (ملفوظات جلد 9 صفحہ 459 تا 460)

گوتم بدھ کے بارے میں لکھا ہے:

''بدھ کی زندگی کے بغور مطالعہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا طرز زندگی مختلف علاقوں اور زمانوں میں مبعوث ہونے والے دیگر انبیا سے مختلف نہیں تھا۔ تمام انبیا کے کردار میں ایک ہمہ گیر مشابہت پائی جاتی ہے جو ہمیں بدھ کی زندگی میں بھی نظر آتی ہے۔''

(الہام، عقل، علم اور سچائی صفحہ 117)

کیا یہ یکسانیت اتفاقی ہے؟: ڈبیٹ میں صوفی صاحب نے جس طرح کرشن سے اپنی محبت و وابستگی کا اظہار کیا ہے، ایسی ہی وابستگی بہائی اور قادیانی مذہب میں بھی نظر آتی ہے۔ تاریخ سے ادنیٰ سی وابستگی رکھنے والا بھی جانتا ہے کہ یہ دونوں ہی جماعتیں نبوت کے جھوٹے دعوے دار مرزا بہاء اللہ اور مرزا قادیانی کی پیروکار ہیں۔ اب یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ آج سلوک و تصوف کے علم بردار فکری طور پر اسی زمین پر کھڑے ہیں جہاں قادیانیت اور بہائیت کے ماننے والے مرتد آباد ہیں۔ یہ یکسانیت اتفاقی بھی ہو سکتی ہے اور خارجی اثر کا نتیجہ بھی، بہر حال اسلام میں دونوں ہی فکروں کی نہ کبھی کوئی گنجائش تھی اور نہ کبھی ہو سکے گی۔

صوفی صاحب کا سکوت:

ڈبیٹ میں ایک عجیب بات یہ بھی دیکھنے میں آئی کہ صوفی صاحب نے گیتا اور ویدوں کے شلوک تو خوب سنائے لیکن ثمیر نامی مرتد اور سندیپن رائے نے نظریات اسلام پر جو اعتراض کئے اس پر آنجناب مکمل خاموش رہے اور کوئی جواب نہیں دیا۔ ثمیر کا اعتراض تھا:

1۔ قرآن سے آدم کا پیغمبر ہونا ثابت کرو۔

2۔ قرآن سے آدم کا مسلمان ہونا ثابت کرو۔

3۔ قرآن کے ماسوا کسی بھی آسمانی کتاب سے لفظ اللہ ثابت کرو۔

وہ مرتد بار بار صوفی پینلسٹ کو چیلنج کرتا رہا مگر آنجناب کے لبوں پر معنی خیز خاموشی بنی رہی ہے۔ موصوف کی خاموشی سے حوصلہ پا کر اس مرتد نے یہاں تک جسارت کر ڈالی کہ اس نے خدا کے وجود کا انکار کرتے ہوئے نہایت گستاخانہ لہجے میں کہا:

''اللہ کو تمہارے محمد نے گڑھا اور کریئیٹ کیا۔ اپنے مقصد اور حصول

کے لیے۔اللہ نہ کبھی تھا نہ ہے''۔

اس بدزبان کی اتنی جسارت پر بھی صوفی جی پر کوئی فرق نہیں پڑا اور آنجناب اسی طرح کان ڈالے سنتے رہے اور اینکر سمیت دونوں پینلسٹ اسلام اور پیغمبر اسلام پر زبان درازی کرتے رہے مگر افسوس صوفی صاحب کرشن بھگتی کی طرح حب رسالت کا ہلکا سا مظاہرہ بھی نہیں کر سکے۔

افسوس صد افسوس! جن لوگوں کو ہم اسلام اور مسلمانوں کا نمائندہ سمجھتے ہیں۔جو خود کو تصوف کا پیروکار اور سلوک واحسان کا ایمبیسڈر بتاتے پھرتے ہیں وہ لوگ کس بے باکی کے ساتھ اسلام کو''انڈین اسلام'' میں بدلنے کی سازش پر علانیہ کام کر رہے ہیں۔اس لیے ضرورت ہے کہ تصوف کے نام اٹھنے والے ہر چہرے/تنظیم/ترجمان کی اچھی طرح جانچ پڑتال کی جائے۔کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تصوف کے نام پر اہل اسلام کو گمراہی کے اندھے غار میں نہ دھکیل دیں۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والوں جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

تصوف کے نام پر آج فرقہ پرست فاقتوں نے کچھ ایسے ڈھونگی صوفی پیدا کر دیئے ہیں جو اہل حق ارباب فقہ وافتاء کے خلاف ایک محاذ قائم کئے ہوئے ہیں۔یہ لوگ سنی اہل حق علماء کے اسلامی وعظ ونصیحت کی ریکارڈنگ خفیہ ایجنسیوں کو مہیا کرا کر انہیں جیل بھیجنے اور مقدمات میں پھنسانے کے لیے شب و روز تگ و دَو کر رہے ہیں۔اس سلسلہ میں مزارات کے جاہل مجاور اس وقت اہل حق سنی علماء اور ارباب افتاء کے سخت دشمن بنے ہوئے ہیں۔یہ لوگ آئے دن شریعت پر عامل سنی عوام وخواص کے خلاف کوئی نہ کوئی محاذ کھولتے رہتے ہیں۔اس سلسلہ میں ہم اجمیر مقدس کا حالیہ واقعہ اور اس کے اسباب وحقائق پیش کر رہے ہیں۔

سانحہ اجمیر: پس منظر اور حقائق: اسے بھارتی مسلمانوں کی کم قسمتی ہی کہا جائے گا کہ جن مقامات سے ہماری Image build up ہونا چاہیے تھی وہیں سے ہماری بداخلاقی اور بدتمیزیوں کی فلمیں ریلیز ہوتی ہیں اور سارے جہان کو ہماری فکری پستی اور ذہنی تنزلی کا ثبوت فراہم کرتی ہیں۔اجمیر معلیٰ میں ہوا حالیہ سانحہ بھی ہماری اسی روایت کا حصہ ہے جو گذشتہ کئی سالوں سے ہماری اٹوٹ پہچان بن گئی ہے۔

حالیہ تنازعہ: چھٹی شریف (۶/رجب) کی رات کو تقریباً دو بجے کچھ زائرین آستانہ غریب نواز کے احاطے میں وعظ ونعت خوانی اور صلوٰۃ وسلام میں مصروف تھے۔اس درمیان بعض نامعلوم اُشخاص نے نعرے بازی شروع کر دی۔کچھ مجاورین نے زائرین کو صلوٰۃ وسلام پڑھنے اور نعرے لگانے سے منع کیا۔نہ ماننے پر اُن مجاورین نے بارگاہ سلطان الہند کا تقدس پامال کیا۔مہمانان خواجہ کے ساتھ انتہائی ناروا سلوک/گالی گلوچ اور مار پیٹ کر کے اغیار کو خود پر ہنسنے کا موقع فراہم کیا۔مہمان نوازی کی روایت اور آستانہ غریب نواز کی حرمت کو بری طرح پامال کیا۔

پس منظر: تنازعہ کی شروعات اس خط سے ہوئی جسے انجمن خدام کے سیکرٹری سرور چشتی نے ناظم درگاہ اور اجمیر پولیس انتظامیہ کو لکھا تھا۔اس خط میں سرور چشتی نے علمائے بریلی پر وعظ وبیان/سلام ونعرے اور ان کے لٹریچر پر پابندی لگانے کا مطالبہ کیا۔خط میں اہل

سنت کی معروف تنظیم دعوت اسلامی/سنی دعوت اسلامی پر ہر قسم کی پابندی کا مطالبہ بھی شامل تھا۔

اس خط سے پورے ملک میں بے چینی پھیل گئی۔ضرورت تھی کہ اس متعصّبانہ اور اکسانے والے مطالبے پر سب سے پہلے اجمیر معلیٰ کے سنی صحیح العقیدہ گدی نشینان ہی آواز اٹھاتے اور معاملے کو آپسی افہام وتفہیم سے سلجھانے کی کوشش کرتے لیکن خدا جانے اُن حضرات کے سامنے کیا مصلحتیں تھیں کہ وہ خاموش ہی رہے اور معاملہ میڈیائی سرخیوں میں آ گیا۔سنی گدی نشینوں کی مصلحت آمیز خاموشی کے بعد اکابرین اہل سنت کی ذمہ داری تھی کہ وہ آگے آتے اور براہ راست انجمن خدام سے مل کران کے اس غیر شرعی مطالبے پر استفسار کرتے اور آپسی بات چیت سے مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کرتے لیکن اسے جماعتی کمزوری کہیں یا معاملات کو ہلکا سمجھنے کی عادت، ذمہ داران کی صفوں میں بھی خاموشی چھائی رہی۔

اس درمیان ممبئی سے خواجہ غریب نواز ویلفیئر ٹرسٹ، غوث اعظم فاؤنڈیشن جے پور نے اجمیر ایڈمنسٹریشن اور وزیر اعلیٰ راجستھان سے انجمن خدام کے تانا شاہی فرمان کے خلاف شکایتی مکتوب لکھے۔مفتی اعظم راجستھان مفتی شیر محمد صاحب نے بھی اس رویے پر تنقید کی لیکن براہ راست انجمن خدام سے کسی نے بات نہیں کی اور نہ ہی اس ظالمانہ پابندی کے خلاف کوئی مؤثر اقدام کیا گیا۔ بالآخر وہ نتیجہ آیا جس کو دیکھنا/سننا کسی بھی دردمند سنی مسلمان کے لیے انتہائی تکلیف دہ اور قلب وجگر کو چھلنی کرنے والا تھا۔

الزامات اور حقیقت: مجاورین آستانہ کو بنیادی اعتراض تین چیزوں پر ہے:

1۔انعقاد محفل اور سلام پر

2۔تقسیم لٹریچر پر

3۔اہل سنت کے نعروں پر

ان اعتراضات کی حقیقت اور پس منظر بھی سمجھ لیں تا کہ معترضین کی فکر اچھی طرح ظاہر ہو جائے۔

آستانہ غریب نواز پر دو طرح کی محفلیں منعقد ہوتی ہیں۔ایک درگاہ انتظامیہ کی جانب سے۔یہ محفلیں متعین اوقات پر خدام کی نگرانی میں ہوتی ہیں اور اس میں کوئی بھی غیر مدعو شخص کسی طرح کی دخل اندازی نہیں کرتا۔دوسری قسم کی محفلیں وہ ہوتی ہیں جو زائرین کرتے ہیں۔ یہ محفلیں بہت مختصر افراد اور مختصر وقت کے لیے ہوتی ہیں۔ان محفلوں میں عموماً حمد ونعت اور مناقب اولیاء پڑھے جاتے ہیں۔اس طرح کی چھوٹی چھوٹی محفلیں شاہ جہانی مسجد، اکبری مسجد، بلند دروازے وغیرہ پر صدیوں سے ہوتی آئی ہیں اور لگاتار ہوتی ہی رہتی ہیں۔چونکہ یہ محفلیں نہایت مختصر وقت اور محدود افراد پر مشتمل ہوتی ہیں اس لیے کسی زائر کو نہ کوئی دقت ہوتی ہے نہ انتظام میں کسی طرح کا خلل آتا ہے۔ اس لیے کسی بھی دور میں درگاہ انتظامیہ نے اس پر نہ کوئی اعتراض کیا نہ پابندی لگائی۔اب چونکہ زائرین جس عقیدہ وفکر کے ہیں تو خطاب وکلام بھی اسی کے مطابق ہوگا، بس یہی نظریات ان چند مجاوروں پر گراں گزرتے ہیں جن میں سے کچھ رافضی، تفضیلی یا مائل بہ رافضیت وتفضیلیت ہیں۔

چونکہ عرس کے موقع پر ملک وبیرون ملک کے زائرین اجمیر معلیٰ میں حاضر ہوتے ہیں جن میں عوام وخواص سبھی طرح کے

افراد ہوتے ہیں۔اس لیے بعض افراد/تنظیموں کی جانب سے مختلف موضوعات پر چھوٹے بڑے کتابچے/ رسائل اور پمفلٹ بھی شائع اور تقسیم کیے جاتے ہیں تاکہ زائرین کو زیارت کے ساتھ عقائد ومسائل کا علم بھی حاصل ہوجائے۔ یہ سلسلہ بھی زمانہ قدیم سے چلا آرہا ہے لیکن آج سے پہلے کبھی اس پر اعتراض نہیں کیا گیا۔اعتراض کی گنجائش بھی نہیں تھی کہ آستانہ پاک پر اسی جماعت کے عقائد و نظریات کا لٹریچر بٹتا ہے جس نظریے کے زائرین ہوتے ہیں۔لٹریچر اہل سنت کا اور عوام بھی اہل سنت کی ،ایسے میں اعتراض کس بات کا؟ اعتراض ان لوگوں کو ہوا جو نظریات اہل سنت سے بغاوت کر بیٹھے ہیں اور اس وقت حب علی اور حب اہل بیت کے نام پر تفضیل شیخین کا انکار، مشاجرات صحابہ کے نام پر حضرت عائشہ وامیر معاویہ ودیگر صحابہ کرام پر طعنہ زنی،تنقید اور گستاخیاں کرتے ہیں۔عقائد اہل سنت پر مشتمل لٹریچر انہیں بڑا ناگوار گزرتا ہے اس لیے انہوں نے اس پر پابندی کا شوشہ چھوڑا تا کہ ان کی رافضیت بے نقاب نہ ہوجائے۔

رہ جاتا ہے نعرے بازی کا معاملہ، تو اولاً یہ جان لینا ضروری ہے کہ اہل سنت کے کسی ذمہ دار فرد نے نہ نعرے بازی کی حمایت کی اور نہ اس کی تحریک چلائی۔جنہوں نے نعرے بازی یقیناً یہ ان کی ناسمجھی اور جذباتیت تھی ،انہیں ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہیے تھا لیکن بعض لوگوں کے مطابق نعرے بازی کا محرک رافضی/تفضیلی مجاورین کا شدت پسندانہ رویہ ہے۔توہین صحابہ کی تکرار اور مجاورین کی زیادتی کی بنا پر کچھ لوگوں نے جذباتیت میں نعرے لگا دئے تو چراغ پا ہونے کی بجائے ٹھنڈے دل سے اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ اب سے پہلے تو ایسی نعرے بازی کبھی نہیں ہوئی۔آخر حالیہ دنوں میں ایسا کیا ہوا کہ سراپا ادب عوام جذباتی ہوکر رافضیت کے خلاف نعرے بازی پر اتر آئی؟

خدام آستانہ سے چند سوال:

☆حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق خواجہ اجمیری کا عقیدہ کیا ہے؟

☆ کیا سرکار غریب نواز تفضیل شیخین کے منکر تھے؟

☆جس طرح سرور چشتی حضرت امیر معاویہ کی شان میں بدزبانی کرتا ہے کیا یہ انداز غریب نواز اور مشائخ چشت سے ثابت ہے؟ اگر ہاں تو ثبوت دیا جائے بصورت ثانی دیگر خدام آستانہ اس پر کس لیے خاموش ہیں؟

☆قدیم روایت کے نام پر سلام رضا و دیگر سلاموں پر پابندی کس لیے؟ کیوں کہ یا نبی سلام علیك ،والاسلام اردو اشعار کے ساتھ ہی زیادہ مروج ہے جب کہ اردو زبان کی کل تاریخ دوسوسال کی ہے جب کہ آستانہ غریب نواز کی تاریخ آٹھ سو سال پرانی ہے ایسے میں اس بے تکی پابندی کا جواز کیا ہے، نیز اس قدیم روایت کا ماخذ وحوالہ کہاں ہے؟

☆ آستانہ غریب نواز ہمیشہ سے علمائے اہل سنت کی تدریس وتقریر اور تحریر وتصنیف کا مرکز رہا ہے۔احاطہ خانقاہ میں قائم مدرسہ معینیہ کی تاریخ اس پر شاہد ہے۔ایسے میں علمائے اہل سنت کے وعظ و بیان پر پابندی لگانا کہاں کا انصاف ہے؟

☆اپنے وضاحتی بیان میں سرور چشتی نے کہا کہ علمائے اہل سنت انہیں رافضی کہہ کر بدنام کرتے ہیں، جب کہ اسی بیان میں انہوں نے نہایت بے ادبی کے ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام لیا، جس سے ثابت ہوجاتا ہے کہ سرور چشتی اور ان کے ہمنواؤں پر الزام

رافضیت غلط نہیں صحیح ہے کہ کوئی بھی سنی صحیح العقیدہ حضرت امیر معاویہ کا گستاخ نہیں ہوتا۔ تارک السلطنت سیدنا مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ نے حضرت امیر معاویہ پر طعن کرنے والے کو رافضی قرار دیا ہے۔ ایسے میں سرور چشتی کو خود اپنا محاسبہ کرنے کی ضرورت ہے۔

زائرین سے ایک گزارش: پیارے سنی مسلمانو! آپ لوگ دور دراز سے عقیدتوں کی سوغات لے کر بارگاہ غریب نواز میں پہنچتے ہو۔ ان کے جوار میں اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتے ہیں۔ اگر کوئی خادم آپ پر زیادتی بھی کرے تو بھی آپ جذباتی نہ ہوں، ادب کا دامن نہ چھوڑیں۔ ہرگز ہرگز ایسی نعرے بازی نہ کریں جو بارگاہ غریب نواز کے ادب کے خلاف ہے۔ ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہاں بہت سی بے ہودگیاں اور خلاف شرع حرکات ہوتی ہیں۔ لگاتار آستانہ پاک کی بے ادبی اور اس کے تقدس کو پامال کیا جاتا ہے مگر ہم تو ادب والے ہیں۔ کسی بے ادب کے جواب میں بھی ہمیں بے ادب نہیں بننا ہے۔ ہاں دُکھی دل کا درد سلطان الہند کی بارگاہ میں بیان کریں۔ جس دن سلطان الہند کی نگاہ غضب اٹھ گئی تو ان کے آستانے پر خلاف شریعت کام کرنے والوں کو کہیں جائے پناہ نہ ملے گی۔ سلطان الہند سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں مگر کسی مظلوم کی آنکھ کا آنسو اور دل کا درد وہ کبھی نظر انداز نہیں کرتے۔ اس لیے ادب کا دامن تھامے رکھیں اور بصد احترام بارگاہ غریب نواز میں اپنا درد سنادیں۔

لگا کے آس بڑی دور سے ہم آئے ہیں
مسافروں پہ کرم کیجیے غریب نواز

بہر حال اجمیر مقدس میں آستانہ سلطان الہند پر جو کچھ بھی ہوا وہ نہایت افسوس ناک اور زائرین خواجہ کے لیے تکلیف دہ ہے۔ اس کے باوجود وہاں کے شدت پسند چند خدام مار توڑ اور آستانۂ غریب نواز کی حرمت کو پامال کرنے کے بعد الزام بھی ان ہی غریب زائرین سر ہی منڈھ رہے ہیں۔ اب ہم ذیل میں ان الزامات کی حقیقت کے تعلق سے کچھ گفتگو کریں گے۔

سانحہ اجمیر: الزامات اور گستاخیاں: آستانہ غریب نواز پر ہوئے افسوس ناک سانحہ کے بعد انجمن خدام کے سیکرٹری سرور چشتی نے ایک ویڈیو جاری کیا تھا۔ جس میں اس شخص نے فساد کی ساری ذمہ داری اہل سنت پر ڈالتے ہوئے جو باتیں کہیں ان پر ہر اس انسان کو غور کرنے کی ضرورت ہے جو عقیدہ اہل سنت اور احترام صحابہ وعظمت اہل بیت کے نظریے پر یقین رکھتا ہے۔ ویڈیو کے اہم نکات یہ ہیں:

1۔ ان لوگوں نے صدقہ معاویہ مانگا، وہ بھی علی کے لاڈلے حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی کی درگاہ پہ۔

2۔ معاویہ کون؟ ابوسفیان، ہندہ کا بیٹا ... جو یزید کا باپ ہے۔

3۔ بنوامیہ کے نعرے بنو ہاشم کے گھر پہ لگائے گئے، کیا یہ بغض غریب نواز ہے، بغض اہل بیت ہے؟

4۔ سلطان کی درگاہ پہ ان غلاموں کے نعرے لگانے کی کیا ضرورت ہے؟

5۔ ہمیں بدنام کر رکھا ہے کہ ہم رافضی ہیں۔

6۔ کیا ہم بریلی میں جا کے قوالی کر سکتے ہیں؟

7۔ ہر انسٹی ٹیوشن کا قاعدہ وقانون ہوتا ہے ہمارا یہاں کا بھی قاعدہ

قانون ہے۔ کیوں آ کے توڑ رہے ہیں؟

8۔ یہ اہل سنت و جماعت نہیں ہیں کوئی نیا فرقہ ہے۔

یہ وہ اعتراضات ہیں جو سرور چشتی کے جاری کردہ ویڈیو سے لیے گئے ہیں، الفاظ من وعن ہیں۔ آٹھ نکاتی اعتراضات میں سے تین کا تعلق براہ راست صحابی رسول، کاتب وحی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات پاک سے ہے۔ بقیہ الزامات جماعت اہل سنت پر لگائے ہیں۔ ہم اہم اعتراضات کا تجزیہ کرتے ہیں اسی سے سرور چشتی کے سارے اعتراضات کی حقیقت اور واقعیت کھل جائے گی۔ ضرورت محسوس ہوئی تو بقیہ پر بھی تجزیاتی کلام کیا جائے گا۔

اعتراض نعرے پر یا نظریے پر: آستانہ غریب نواز پر ہوئی نعرے بازی کی دو حیثیتیں ہیں:

1۔ نعرہ زنوں کا انداز

2۔ نعرے بازی کے الفاظ

نعرے بازی اور نعرہ زنوں کے انداز کی اہل سنت کے کسی ایک ذمہ دار فرد نے بھی تائید نہیں کی۔ انداز یقیناً ناپسندیدہ اور قابل تردید ہے۔ کسی جاہل/ رافضی/ سنفضی کی بدزبانی/ ایذا رسانی کے جواب میں بھی ایسا رویہ اہل سنت کو زیب نہیں دیتا کہ ہمیں اسلاف نے بزرگوں کی بارگاہوں میں مؤدب رہنے کا حکم دیا ہے۔ مجاورین آستانہ کو بھی انداز نعرہ پر ہی اعتراض ہوتا تو یقیناً دنیائے سنیت ان کی تائید کرتی لیکن سرور چشتی نے اس سانحہ کے فوراً بعد جو ویڈیو جاری کیا اس سے یہ بات پورے طور پر صاف ہوگئی کہ سرور چشتی اور اس کے ہم نواؤں کو انداز ہی پر نہیں، نعروں کے الفاظ پر بھی اعتراض ہے۔

یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ اصل اعتراض ہی نعروں کے روپ میں ظاہر کئے گئے نظریات سے ہے جیسا کہ سرور چشتی نے ویڈیو میں سب سے پہلے یہ اعتراض کیا کہ:

''انہوں نے صدقۂ معاویہ مانگا۔''

حالانکہ نعرہ زنوں نے ''صدقہ معاویہ'' سے پہلے ''صدقہ حیدری'' بھی مانگا تھا لیکن سرور چشتی کو امیر معاویہ کا صدقہ مانگنا انتہائی ناگوار گزرا، اور یہ ناگواری اس تبصرے کے روپ میں ظاہر ہوئی:

''ان لوگوں نے صدقہ معاویہ مانگا، وہ بھی علی کے لاڈلے حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی کی درگاہ پہ''۔

سرور چشتی کی مانیں تو چونکہ غریب نواز اولاد علی ہیں اس لیے ان سے صدقہ معاویہ مانگنا جائز نہیں ہے۔ اگر اس دعوے کو مان لیا جائے تو خود امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کی مخالفت لازم آتی ہے کہ تاریخ کے صفحات گواہی دیتے ہیں کہ مولیٰ علی کے حقیقی لاڈلوں امام حسن اور امام حسین نے بارہا امیر معاویہ کی مہمان نوازی کا لطف اٹھایا اور "ہدیہ معاویہ" بھی محبت و اپنائیت سے قبول فرمایا ہے۔

حضرت امیر معاویہ حسنین کریمین کو پانچ ہزار سے لیکر دس لاکھ/ بیس لاکھ درہم تک کا ہدیہ پیش کرتے تھے۔ مشہور شیعہ عالم ابو مخنف لوط بن یحی الغامدی (م 170ھ) نے اپنی کتاب ''مقتل الحسین'' میں لکھا ہے کہ امیر معاویہ مختلف تحائف کے علاوہ حسنین کریمین کو دس لاکھ درہم بطور ہدیہ پیش کرتے تھے۔

شیعوں کے ایک اور بڑے عالم اور ان کی سب سے معتبر کتاب ''نہج البلاغہ'' کے شارح ابن ابی الحدید لکھتے ہیں:

''معاویہ دنیا میں پہلے شخص تھے جنہوں نے دس دس لاکھ درہم بطور

عطیہ دیے........ حضرت علی کے دونوں بیٹوں حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو ہر سال دس دس لاکھ درہم دیے جاتے۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کو بھی دیے جاتے۔

(ابن ابی الحدید۔ شرح نہج البلاغۃ۔ 11 / 265)

سرور چشتی! آنکھیں کھول کر پڑھو، بار بار پڑھو! حسنین کریمین مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حقیقی لاڈلے ہیں، جب مولیٰ علی کے حقیقی لاڈلوں کی بارگاہ میں امیر معاویہ کا ہدیہ اور تحفہ قبول کرلیا گیا تو ان کی بارہویں پشت میں پیدا ہونے والے لاڈلے کی درگاہ پر صدقہ معاویہ کیوں نہیں مانگا جاسکتا؟

یہیں سے یہ بات بھی واضح ہوجاتی ہے کہ صدقہ معاویہ پر اعتراض کرنا حسنین کریمین کے مزاج ومنہج کی مخالفت ہے۔ اب سنی اپنے سردار کی مانیں یا رافضیت کے طرف دار کی مانیں!! امیر معاویہ کی نفرت میں رافضی اور سرور چشتی تقریباً ایک جیسی زبان استعمال کرتے ہیں، اس لیے ہم نے ہدیہ معاویہ پر اہل سنت کی بجائے شیعہ مکتب فکر کے حوالے نقل کئے ہیں کہ سرور چشتی اور ہم نواؤں کو یاد رہے کہ شیعہ جیسے دشمنان معاویہ نے بھی ہدیہ معاویہ کی سچائی کو قبول کیا ہے۔ حالانکہ ہدیہ معاویہ پر اہل سنت کے یہاں بھی متعدد تحقیقی روایات ہیں، تفصیل کے لیے تاریخ دمشق، البدایہ والنہایہ اور کشف المحجوب کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

جاہلی عصبیت کا مظاہرہ: ایک طرف سرور چشتی اور اس کے ہم نوا ''ہدیہ معاویہ'' والی روایات اور حسنین کریمین کی مخالفت کرتے ہیں تو دوسری جانب اپنی فکر کو صحیح ٹھہرانے کے لیے یہ غیر اسلامی اور متعصّبانہ تبصرہ بھی کرتے ہیں:

''بنو امیہ کے نعرے بنو ہاشم کے گھر پہ لگائے گئے۔

حضرت امیر معاویہ خاندان بنو امیہ اور غریب نواز خاندان بنو ہاشم سے ہیں اس لیے سرور چشتی کو اس بات کی بھی شکایت ہے کہ بنو ہاشم کے گھر میں بنو امیہ کے فرد کا ذکر کیوں کیا گیا؟

قبول اسلام سے پہلے بنو ہاشم اور بنو امیہ کی آپسی شکر رنجیوں کی بنیاد پر افتراق وانتشار کی باتیں کرنا تعصب بے جا اور جاہلی عصبیت کا شرم ناک مظاہرہ ہے۔ افسوس! بغض صحابہ نے اس شخص کو جاہلی تعصب کی غلاظت تک پہنچا دیا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ ہرگز ایسی گندی بات زبان پر نہ لاتا۔ اسے معلوم ہونا چاہیے تھا کہ اگر بنو امیہ اتنے ہی خراب تھے تو بنو ہاشم نے ان سے دوستیاں/ رشتہ داریاں کس لیے قائم کیں؟

☆ نبی کریم ﷺ کے نکاح میں خاندان بنو امیہ کی بیٹی ام المومنین سیدہ ام حبیبہ بھی تھیں جو حضرت امیر معاویہ کی سگی بہن اور حضرت ابو سفیان وہندہ کی بیٹی ہیں۔

☆ نبی کریم ﷺ نے اپنی تین شہزادیوں سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہن کا نکاح خاندان بنو امیہ میں حضرت ابو العاص بن ربیع اور حضرت عثمان غنی رضی عنہما سے فرمایا۔

☆ نبی کریم ﷺ کی سگی پھوپی زاد بہن اروی بنت کریز خاندان بنو امیہ کے بیٹے عفان بن ابو العاص کی زوجہ اور سیدنا عثمان غنی کی والدہ تھیں۔

☆ حضرت علی کی سگی بھتیجی سیدہ ام کلثوم بنت جعفر طیار بن ابو طالب حضرت عثمان غنی کے بیٹے ابان بن عثمان سے بیاہی تھیں۔

یہ تو محض چند مثالیں ہیں ورنہ ایسی درجنوں مثالیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ خاندان بنو ہاشم اور خاندان بنو امیہ میں قبول اسلام کے بعد کسی طرح کا کوئی اختلاف یا تعصب نہیں تھا۔ دونوں خاندانوں کے درمیان قبائلی تعصب پھیلانے کا کام کبھی ابن سبا جیسے منافقوں نے کیا تھا اور آج اس کی جانشینی کا فریضہ سرور چشتی اور اس کے ہم نوا انجام دے رہے ہیں۔ سرور چشتی کو فرزند بنو ہاشم، غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کا یہ اقتباس پڑھنا چاہیے جس میں آپ نے صلح امام حسن کے بعد امیر معاویہ کی خلافت کو ماننا واجب قرار دیا ہے، لکھتے ہیں کہ:

''امام حسن رضی اللہ عنہ کے صلح کرنے سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت واجب ہوگئی۔ اس سال کا نام ''سن جماعت'' اس لیے رکھا گیا کہ مسلمانوں کا اختلاف ختم ہوگیا اور سب نے حضرت امیر معاویہ کی طرف رجوع کرلیا پھر کوئی تیسرا مدعی خلافت باقی نہ رہا۔ (غنیۃ الطالبین مترجم ص165)

یہ بھی یاد رہے کہ بنو ہاشم اور بنو امیہ کی رشتہ داریاں معرکہ کربلا سے پہلے بھی ہوئیں اور سانحہ کربلا کے بعد بھی، اس لیے سرور چشتی اختلاف بنو امیہ و بنو ہاشم والا راگ اپنے اور شیعوں تک ہی رکھے، اہل سنت میں جھوٹ پھیلانے کی کوشش نہ کرے۔

کیا یہ اسلوب مشائخ چشت سے ثابت ہے: سرور چشتی کے ویڈیو میں ایک بات جو سختی سے نوٹ کیے جانے لائق ہے، وہ صحابی رسول امیر معاویہ کے متعلق نہایت بدتمیزی بھرا بے ہودہ اسلوب ہے۔ سرور چشتی اور اس کے حامی کیا مشائخ چشت سے یہ اسلوب اور لہجہ ثابت کر سکتے ہیں؟

ایک طرف خود کو مظلوم اور بے قصور دکھانے کی ایکٹنگ کرنا۔ غریب نواز کی خدامی کے نام پر عوام اہل سنت سے نذرانے وصولنا اور دوسری جانب نسبت رسالت کو پامال کرتے ہوئے ایک ایسے صحابی کی شان میں بے ادبی کرنا جس کو نواسہ رسول امام حسن نے خلیفہ بنایا۔ جن کے ہاتھ پر امام حسن نے لوگوں سے بیعت کرائی۔ جن کی مہمان نوازی کا لطف اٹھایا۔ ان کے پیش کردہ ہدایا اور تحائف قبول کیے۔ انہیں امیر المومنین مانا اور منوایا۔ کیا ایسی ذات پر اس بازاری لہجے میں بات کرنے پر بھی اہل خانقاہ اور مشائخ خاموش رہیں گے؟ کیا ایک صحابی کی حرمت ذاتی مفادات سے زیادہ عزیز ہے؟

یہ سوال انجمن سیدزادگان اور خدام آستانہ سے جواب چاہتا ہے کہ کیا سیدنا غریب نواز اور مشائخ چشت نے امیر معاویہ کے متعلق یہی ہلکا لہجہ اور گھٹیا اسلوب اختیار کیا تھا؟

اگر نہیں تو پھر آستانہ غریب نواز کے سیکرٹری جیسے اہم منصب پر بیٹھنے والا شخص اس دیدہ دلیری کے ساتھ حرمت صحابہ پر کس طرح حملے کررہا ہے۔ اب تک اس کی زبان بندی کیوں نہیں کی گئی؟

اتنے اہم معاملے پر انجمن کے ذمہ داران کس لیے خاموش ہیں؟ اگر حرمت صحابہ جیسے معاملے پر بھی مشائخ خاموش رہتے ہیں تو عوام اہل سنت میں یہی پیغام جائے گا کہ سرور چشتی کی بدتمیزی کو سبھی خدام کی حمایت حاصل ہے۔ اس لیے آستانہ غریب نواز کے ذمہ داران سامنے آئیں اور سرور چشتی کی ہفوات پر لگام لگائیں اور توہین صحابہ کی پاداش میں اسے برطرف کرکے کسی صحیح العقیدہ شخص کو اس منصب پر مقرر کریں۔

سیکولر حضرات کا رویہ: سانحہ اجمیر کے فوراً بعد ہی کچھ نازک مزاج حضرات نے آداب مزارات کی تلقین وتاکید کا سلسلہ شروع فرما دیا جو کہ ان کا حق بھی تھا مگر اس سانحہ کے بعد جس بے باکی کے

ساتھ حرمت صحابہ کو پامال کیا گیا اس پر نازک مزاجوں کی خاموشی نے ان کے دعویٰ آداب پر سوالیہ نشان لگا دئے ہیں۔

کچھ تو کہیے کہ لوگ کہتے ہیں
خامشی ان کی مجرمانہ ہے

نعرہ زنوں کا رویہ اگر آداب درگاہ کے خلاف تھا تو حرمت صحابہ پر حملہ زنی اس سے زیادہ خطرناک ہے لیکن یار لوگوں کی سیکولر مزاجی کی داد دینا ہوگی کہ نعرہ زنوں کی مذمت کے لیے سارے لوگ ادب کی کتابیں کھولے گھوم رہے تھے مگر شان صحابیت میں بدتمیزی کرنے والے مجاور پر کسی سیکولر مزاج کے منہ سے ایک لفظ تک نہیں نکلا۔

کبھی ٹھنڈے دل سے سینے پر ہاتھ رکھ کر سوچنا کہ وہ کون سا سبب تھا جس نے نعرہ زنوں کی مخالفت پر ابھارا اور وہ کون سی وجہ ہے کہ توہین صحابہ پر بھی سیکولروں کی زبانیں گونگی بنی ہوئی ہیں؟

اچھی طرح یاد رکھیں! صحابہ کرام کی عزت و حرمت نسبت رسالت کی بنیاد پر ہے۔ اگر کوئی کم نصیب انسان فرمان رسالت کی مخالفت کرتے ہوئے صحابہ کرام کی شان میں بدزبانی کرتا ہے تو وہ صرف صحابی ہی کی نہیں بل کہ نسبت رسالت کی بے ادبی کا مرتکب ہوتا ہے۔ سرور چشتی کو چاہیے کہ وہ آستانہ غریب نواز پر ناک رگڑ کر سلطان الہند سے معافی طلب کرے جس نے ان کے جد اعلیٰ حسنین کریمین کے منتخب کردہ امیر المومنین کی شان میں بے ادبی کر کے نہ صرف غریب نواز کو ناراض کیا ہے بلکہ حسنین کریمین اور ان کے جد اعلیٰ حضور سید عالم ﷺ کو بھی ناراض کیا ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ محبوبوں کے گستاخ کبھی فلاح نہیں پاتے بل کہ نشان عبرت بنا دئے جاتے ہیں۔

عرسِ تحسینِ ملت کے مشاعرہ میں ایک طرحی کلام

برمصرعِ کلام الامام امام الکلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از۔ قاری محمد رضوان رضوی پورن پوری، امام رضا مسجد بریلی شریف

پھیلی ہوئی جو روشنی شمس و قمر کی ہے
یہ بھیک آفتابِ رسالت کے در کی ہے
نسبت درِ رسول سے وہ میرے سر کی ہے
سن کر ''بلا'' بھی سر سے مرے سر سے ''سرکی'' ہے
ہے گوشہ گوشہ مہبطِ انوارِ ذاتِ حق
ایسی فضا مدینے میں شام و سحر کی ہے
دیکھیں اگر جو آنکھیں تو بس دیکھتی رہیں
رونق وہ شہرِ طیبہ ترے بام و در کی ہے
سمجھی تھی عقل جس کو سرِ چرخ کہکشاں
دل نے کہا وہ دھول تری رہ گذر کی ہے
آنگن میں ہے سجی ہوئی میلادِ مصطفیٰ
جنت سے اب لگی ہوئی چھت میرے گھر کی ہے
جس میں نہاتے رہتے ہیں جگنو تمام رات
وہ نوری جھیل گیسوئے خیر البشر کی ہے
سورج، ستارے، چاند، شفق اور کہکشاں
سب میں چمک مدینے کے رشکِ قمر کی ہے
دامن بڑھاکے مانگ لو رزقِ سخن یہاں
تربت مرے حضور کے یہ مدح گر کی ہے
مانا کہ وہ ہیں سات سمندر کے اُس طرف
''دوری قبول و عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے''
رضوانؔ باغِ فکر میں پھولوں کی سیج پر
دل گیر کتنی دیکھ تو شبنم سحر کی ہے

علما کی گستاخی آخرت کی بربادی

از۔مولانا خلیل احمد فیضانی

ایک وہ دور تھا کہ جب کسی عامی شخص کو علمائے کرام کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہوتا تو وہ اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں سے ان کے گھروں کے دروازوں کو کھٹکھٹاتا تا کہ ان کی مشغولیات متاثر نہ ہو۔ مگر اب تو بدتمیزیاں اس قدر عروج پر ہیں کہ ایک عالم دین کا عوام سے مخاطب ہونا بھی مشکل ہوتا جا رہا ہے کہ پتا نہیں کب کیا حادثہ پیش آجائے۔ یہاں چند چیزیں نقل کر رہا ہوں جن سے گستاخِ علمائے کرام عبرت پکڑیں اور اپنی آخرت کی فکر کریں۔ بصورت دیگر قبر کی مٹی پلید ہوتے دیر نہیں لگے گی۔ اب چاہے وہ خود بھی ایک عالم ہی کیوں نا ہو۔ اس لیے کہ جس طرح ایک عامی شخص کو ایک عالم کی تعظیم کرنا واجب ہے اسی طرح ایک عالم کو عالم کی عزت کرنا بھی لازم ہے۔ امام احمد بن اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

الوقيعة فی اهل العلم ولا سيما اكابرهم من كبائر الذنوب۔

اہل علم کی مذمت وتوہین کرنا، خاص طور سے بڑے علمائے کرام کی، کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

(الردالوافر لابن ناصر الدین الدمشقی:283)

علامہ ابن نجیم مصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"الِاسْتِهْزَاءُ بِالْعِلْمِ وَالْعُلَمَاءِ كُفْرٌ"

علم اور علماء کی توہین کفر ہے۔ (الاشباہ والنظائر، باب الردۃ:۱۶۰)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لحوم العلماء مسمومة، من شمها مرض، ومن اكلها مات۔

(المعيد فی ادب المفيد والمستفيد، ص: 60)

''علمائے کرام کا گوشت زہریلا ہوتا ہے جو اس کو سونگھے گا بیمار پڑ جائے گا اور جو اس کو کھائے گا مر جائے گا۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب میری امت اپنے علماء سے بغض رکھنے لگے گی تو اللہ تعالیٰ ان پر چار قسم کے عذاب مسلط کرے گا:

بِالْقَحطِ مِنَ الزَّمَانِ، وَالْجَوْرِ مِنَ السُّلْطَانِ، وَالْخِيَانَةِ مِنْ وَلَاةِ الْاَحْكَامِ، وَالصَّوْلَةِ مِنَ الْعَدُوِّ۔

قحط سالی، بادشاہ کی جانب سے مظالم، حکام کی خیانت، دشمنوں کے مسلسل حملے۔ (مستدرک حاکم 4، 361 وقال الذھبی: منکر منقطع)

البحر الرائق میں ہے:

" ومن أبغض عالماً من غير سبب ظاهر خيف عليه الكفر، ولو صغر الفقيه أو العلوی قاصداً الاستخفاف بالدين كفر، لا إن لم يقصده"۔

(کتاب السیر، باب احکام المرتدین ج نمبر ۵ ص نمبر ۱۳۴)

مجمع الانھر میں ہے:

"وفی البزازية: فالاستخفاف بالعلماء، لكونهم علماء استخفاف بالعلم، والعلم صفة الله تعالى منحه فضلاً على

خيار عباده ليدلوا خلقه على شريعته نيابةً عن رسله، فاستخفافه بهذا يعلم أنه إلى من يعود، فإن افتخر سلطان عادل بأنه ظل الله تعالى على خلقه يقول العلماء بلطف الله اتصفنا بصفته بنفس العلم، فكيف إذا اقترن به العمل الملك عليك لولا عدلك، فأين المتصف بصفته من الذين إذا عدلوا لم يعدلوا عن ظله! والاستخفاف بالأشراف والعلماء كفر۔ومن قال للعالم: عويلم أو لعلوى عليوى قاصداً به الاستخفاف كفر۔ومن أهان الشريعة أو المسائل التى لا بد منها كفر،ومن بغض عالماً من غير سبب ظاهر خيف عليه الكفر، ولو شتم فم عالم فقيه أو علوى يكفر وتطلق امرأته ثلاثاً إجماعاً۔"(کتاب السیر باب المرتدج نمبر ا ص نمبر ۵۹۶)

مفہوم: علما کی تخفیف کفر ہے۔اس لیے کہ ان کی وجہ سے علم دین کی بھی تخفیف ہوتی ہے اور علم کی تخفیف کفر ہے اس لیے کہ علم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور اللہ تعالیٰ کی کسی ایک صفت کی تحقیر کرنا بھی کفر ہے۔اگر کسی نے عالم دین کو بطور حقارت ''عویلم'' یا ''علیوی'' کہا یہ بھی کفر ہے اور جس نے بغیر کسی سبب سے عالم سے عداوت رکھی اس پر کفر کا خدشہ ہے۔

علم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور اللہ اپنی اس صفت سے اپنے پسندیدہ بندوں کو ہی نوازتا ہے،تا کہ وہ نائبِ رسول بن کر لوگوں کو راہِ شریعت بتلائے اور کسی سبب یا عداوت کے بغیر کسی عالمِ دین یا حافظِ قرآن کی اہانت درحقیقت علمِ دین کی اہانت ہے اور علمِ دین کی اہانت کو کفر قرار دیا گیا ہے اور اگر کوئی شخص کسی دنیاوی دشمنی یا بغض کی وجہ سے عالمِ دین کو برا بھلا کہتا ہے تو یہ گناہ گار ہے۔حاصل یہ ہے کہ عالمِ دین کی اہانت سے سلبِ ایمان کا اندیشہ ہے۔لہٰذا اس سے **مکمل اجتناب** ضروری ہے۔(لسان الحکام ص:415)

جو لوگ شتر بے مہار کی طرح آزاد ہیں اور کہیں سے اٹھ کر بھی علمائے کرام کی تحقیر یا توہین کرنے لگ جاتے ہیں ان کو اپنی خیر منانی چاہیے۔آخرت خراب ہوتے دیر نہیں لگے گی۔گما شتہ بن کر اپنا استحصال کروانا نہایت آسان ہے مگر اس سوئے ادب کا حساب چکانا بہت بھاری ہے۔مولا تعالیٰ علم اور علماء کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور بے ادبوں سے دور ونفور رہنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

واضح رہے کہ علمائے کرام کی تخفیف ،ان کی اہانت اور ان کی شان میں گستاخی کو اندیشۂ کفر قرار دیا ہے اس میں علماء سے مراد علمائے ربانی ہیں جو حقیقت میں عالم کہلانے کے مستحق ہیں نہ کہ علمائے سوء۔اسی وجہ سے علمائے کرام سخت احتیاط برتنے اور رخصت کے بجائے عزیمت پر عمل کرنے کی تلقین کی گئی۔انہیں اس بات کی تاکید کی گئی ہے کہ کوئی ایسا کام وہ نہ کریں کہ جس سے عوام کو ان کے خلاف زبان کھولنے کا موقع ملے۔انہیں تہمت کی جگہوں سے بھی بچنے کی سخت تاکید کی گئی ہے۔آج کے زیادہ تر دنیا دار علماء کو عبرت حاصل کرنا چاہیئے جو عالم کے لباس میں رہزنی کر رہے ہیں۔دنیا کا ہر وہ کام کر رہے ہیں کہ جو فساق وفجار کرتے ہیں۔ایسے دنیادار علما کا ظاہر کچھ اور ہے اور باطن کچھ اور۔ایسے نام کے علماء نے علم دین اور علمائے ربانین کی بھی وقعت عوام کے دلوں سے نکال دی ہے۔اندھیرے اجالے میں الگ الگ کردار وگفتار رکھنے والے دنیادار علما کی جب گرفت ہوتی ہے تو وہ علم دین اور علماء کی فضیلت میں وارد ہونے والی تمام روایتیں اور فقہی عبارتیں پیش کرنے لگتے ہیں اور ان عبارات وروایات کی آڑ میں بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔

زکوٰۃ اسلام کا ایک اہم ترین مالی فریضہ

از۔(حافظ)افتخار احمد قادری

زکوٰۃ اسلام کا ایک اہم ترین مالی فریضہ ہے جس کی فرضیت کتاب وسنت سے ثابت ہے۔ مذہب اسلام کا نظامِ زکوٰۃ اجتماعی عدل وانصاف اور باہمی امداد واعانت کا بہترین آئینہ دار ہے۔اس کے اندر سماج کے بہت سے معاشی اور اقتصادی مسائل و مشکلات کا حل بھی موجود ہے۔اس کے نفاذ سے ایک ایسے پاکیزہ اور صاف ستھرے معاشرہ وسوسائٹی کی تشکیل کی جاسکتی ہے جس میں امیر وغریب،اہل صنعت وحرفت، مزدور پیشہ، تجارتی کاروبار والے اور ہر طبقہ کے لوگ ایک دوسرے سے شیر وشکر ہوکر زندگی گذارتے نظر آئیں گے۔ اسلامی نظامِ زکوٰۃ کے ذریعہ مال ودولت کی صحیح تقسیم عدل وانصاف پر ہوتی ہے۔اس میں نہ تو فقرا ومساکین کا استحصال اوران کے حقوق کی پامالی ہوتی ہے نہ ہی مالداروں اورامیروں پر جبرو اکراہ اورظلم وستم ہوتا ہے۔نظام زکوٰۃ کے ذریعہ معاشرہ حرص و دولت، بخل اور خودغرضی ومطلب پرستی جیسے غیر اخلاقی جذبات سے پاک وصاف رہتا ہے۔

قرآن مجید کی نگاہ میں مسلمانوں کے لیے صحیح روشنی یہ ہے کہ وہ اپنی ذات اور متعلقین پر جائز حقوق وحدود میں رہ کر میانہ روی کے ساتھ اپنی دولت کو خرچ کریں اور جو ان کی ضرورت سے زیادہ ہو اسے راہ خدا میں خرچ کریں تاکہ دولت مند حضرات غریبوں کے ہمدرد بن کر رہیں اور معاشی طور پر غریب لوگ اس پوزیشن میں آجائیں کہ وہ بھی غیرت وخودداری کی زندگی بسر کرسکیں۔اسلامی نظامِ زکوٰۃ کی گہرائی میں اتریئے اوراس کے پس منظر پیش منظر کا بغور مطالعہ کیجئے تو یقیناً آپ برملا اس بات کا اعتراف کرتے نظر آئیں گے کہ مذہبِ اسلام نے انسانی فلاح و بہبود کا جو نقشہ تیار کیا ہے اور معاشی مسائل سے لے کر قلوب واذہان کی تطہیر، تزکیہ نفس تک کا جو خاکہ امت مسلمہ کے سامنے پیش کیا ہے اور ایک باعزت و باوقار زندگی گزارنے کی جو اسکیمیں بنائیں اس جیسا نقشہ اور خاکہ دنیا کا کوئی مذہب و رہنما ہرگز ہرگز پیش نہیں کرسکتا ہے۔مذہبِ اسلام زکوٰۃ کا سسٹم لاگو کرنے سے پہلے انسانی ذہن کی اصلاح کرتا ہے۔ دل ودماغ میں یہ بات بٹھاتا ہے کہ تمہارے پاس جو مال ہے وہ سب اللہ رب العزت کا عطیہ ہے اوراس کا خصوصی فضل وکرم ہے۔ صرف اپنی محنت ومشقت اور عقل سے دولت نہیں ملتی ورنہ دنیا میں کوئی عقل منداورتوانا وتندرست آدمی غریب نہیں رہ جاتا۔اسی طرح اسے یہ بھی یقین دلاتا ہے کہ تم جو کچھ بھی راہ خدا میں خرچ کروگے تمہیں اس کا بدلہ آخرت میں ضرور ملے گا۔اس سے بہتر ملے گا اور خدا کی بارگاہ میں اس کی رضا کے لیے مسلسل اگر راہ خدا میں خرچ کرتے رہے تو ستر گنا ملے گا بلکہ اس سے بھی زیادہ۔یوں ہی اسلام ہر سرمایہ دار پر پورا مال زکوٰۃ میں لازم بھی نہیں کرتا بلکہ اس کا ایک مخصوص نصاب مقرر کرتا ہے اوراس میں ایک معمولی رقم نکالنے کا حکم

دیتا ہے۔ساتھ ہی ساتھ زکوٰۃ لینے کے بھی اصول متعین کرتا ہے اوران لوگوں کی باقاعدہ لسٹ شائع کرتا ہے جو زکوٰۃ لینے کا قانونی حق رکھتے ہیں۔ایک طرف تو مالداروں کو زکوٰۃ دینے کا پابند کرتا ہے۔ دینے پر فضائل اور نہ دینے پر تادیبی کارروائی اور تہدیدی احکام سنا کر دلوں سے مال ودولت کی محبت کم کرتا ہے اور دوسری جانب زکوٰۃ کو مال کا میل کچیل کہہ کر حاجت مندوں کی غیرت وحمیت کو بیدار کرتا ہے کہ آج تو تم نے ضرورت ومجبوری کے تحت زکوٰۃ قبول کر لی لیکن یہ جان لو! کہ جو کچھ تم لے رہے ہو لوگوں کے مالوں کا میل کچیل ہے۔ آئندہ تمہاری شرافت کو قطعاً یہ زیب نہیں دے گا کہ تم اس زکوٰۃ ہی کے انتظار میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہو اور معاشی اعتبار سے اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کی کوشش نہ کرو،نہیں بلکہ تم بھی ایک باعزت انسان ہو تم صلاحیتوں سے لیس ہو، پروردگارِ عالم نے تمہیں تمام خوبیوں سے نوازا ہے۔تم کو صحیح وسالم اعضاء دے کر پیدا کیا۔لہٰذا تم بھی اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر خود اس لائق بننے کی کوشش کرو کہ دوسروں کو زکوٰۃ دے سکو۔یہ ہے مذہبِ اسلام کے نظامِ زکوٰۃ کا بنیادی خاکہ جو اپنے اندر تمام تر خوبیوں اور اچھائیوں کو سمیٹے ہوئے ہے۔

زکوٰۃ کے لغوی معنیٰ پاکیزگی اور بڑھوتری کے آتے ہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں مال کے اس مخصوص حصہ کو کہا جاتا ہے جس کو اللہ رب العزت نے مالداروں پر چند شرطوں کے ساتھ واجب کیا ہے اور انہیں حکم دیا کہ وہ مال مخصوص قسم کے لوگوں کو بغیر کسی معاوضہ و بدلہ کے اس کا مالک بنا دیں۔زکوٰۃ دنیوی کاروبار اور انکم ٹیکس کی طرح کوئی ٹیکس اور بزنس نہیں ہے بلکہ وہ صرف اور صرف انسانوں کی صلاح وفلاح اور معاشی واقتصادی بحران کے خاتمہ اور باہمی امداد واعانت کا ایک مکمل نقشہ ہے جس سے معاشرے میں اجتماعیت واتحاد کا ماحول پیدا ہوتا ہے۔ایک طرف دولت مند حضرات حرص وبخل اور حسد جیسی برائیوں سے محفوظ رہ کر اس بات کو خدا کا احسان اور اپنی مغفرت کا سامان جانیں گے کہ ان کو کسی غریب کی ضرورتوں کو پوری کرنے کی سعادت نصیب ہوئی اور پروردگارِ عالم نے انہیں اپنے دین کی خدمت کا اہل بنایا اور دوسری طرف غرباء کے دلوں میں ان محسنوں کی محبت اور ان کے لیے جذبہ تعاون پیدا ہوگا اور معاشرہ طبقاتی کشمکش سے محفوظ رہے گا۔الغرض زکوٰۃ ایک طرف انسان کو اپنے خالق کا فرمانبردار بندہ بناتی ہے تو دوسری طرف مخلوق کو ایک دوسرے کے گلے لگاتی ہے۔

اللہ رب العزت نے ہجرت کے دوسرے سال اہل اسلام پر زکوٰۃ کی فرضیت کا حکم نافذ فرمایا۔نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بے شمار حدیثوں میں زکوٰۃ ادا کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔یہی وجہ ہے کہ مسائلِ زکوٰۃ سے تفصیل اور شرح وبسط کے ساتھ قرن اول سے لے کر آج تک کتب فقہ وتفسیر بھری پڑی ہیں اور اس کے تمام گوشوں کو فقہائے اسلام نے واضح فرمایا ہے جیسا کہ زکوٰۃ کا پس منظر کے عنوان کے تحت یہ بات آچکی ہے کہ مذہبِ اسلام ہر طرح کے مال میں زکوٰۃ واجب نہیں کرتا بلکہ واجب ہونے کے لیے کچھ شرطیں مقرر کرتا ہے بریں بنا مختصراً ان شرائط کا بھی تذکرہ بہتر ہوگا اس لیے ہم ان کو ذکر کرتے ہیں۔

ملک تام: وجوب زکوٰۃ کی شرطوں میں سب سے اہم اور بنیادی شرط ملک تام ہے۔یعنی مذہبِ اسلام ہر اس مال پر حکم زکوٰۃ نافذ کرتا

ہے جو کسی مسلمان کے پاس موجود ہو بلکہ صرف اور صرف اس مال پر ہی زکوٰۃ واجب ہوتی ہے جس پر اس کی مکمل ملکیت حاصل ہو۔ رہ گیا وہ مال جس پر ملکیت تامہ حاصل نہ ہو تو ایسے مال پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ملکیت اور ملکیت تامہ یہ دو الگ الگ مفہوم ہیں چنانچہ ملکیت کا مفہوم تو یہ ہے کہ انسان کے پاس جو مال ہو اس میں اسے تصرف کرنے کا اور اس سے فائدہ اٹھانے کا حق ہو اور ملکیت تامہ کا معنیٰ فقہائے کرام کے ارشادات کی روشنی میں یہ ہے کہ انسان کو اس مال پر حق تصرف کے ساتھ قبضہ اور اختیار بھی پوری طرح سے حاصل ہو اور اس میں تصرف کرنے سے کوئی چیز مانع نہ ہو۔اسی مطلب کے پیشِ نظر فقہائے کرام نے فرمایا ہے: جو مال گم ہو گیا ہو تو اگر وہ گمشدہ مال اسی شخص کی ملکیت میں رہتا ہے جس کی ملکیت میں وہ گم ہونے سے پہلے تھا تاہم اس مال پر زکوٰۃ اس لیے واجب نہیں ہے کہ اس شخص کے قبضے میں نہیں ہے۔البتہ یہ بات قابلِ غور ہے کہ اثر وجوب زکوٰۃ کے لیے ملک تام کس حکمت پر مبنی ہے ملاحظہ فرمائیں:

یہ امر تو روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ملکیت ایک عظیم نعمت الٰہی ہے کیونکہ تیمارداری اور انسانیت کا نتیجہ ہے جس سے غلام اور جانور محروم رہتے ہیں۔ ملکیت سے آدمی کی قائدانہ حیثیت اور سرداری کی پوزیشن میں رہنے کا پتہ چلتا ہے اور ملک تام کے ذریعے انسان اپنے مال سے بے روک ٹوک فائدہ اٹھاتا ہے اور خود اپنے معادنین ونائبین کے توسل سے مال کی افزائش اور اس کے بڑھانے اور دونا کرنے پر قادر ہوتا ہے۔ ایسی عظیم نعمت پانے کے سبب انسانیت کا یہی تقاضہ ہے کہ جس نے یہ نعمت عظمیٰ بخشی ہے اس کا شکریہ ادا کیا جائے اور زکوٰۃ کی ادائیگی کی جائے۔

وجوب زکوٰۃ کی دوسری شرط مال نامی ہونا ہے۔ مال غیر نامی میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔لفظ نامی نماء سے بنا ہے جس کا لغوی معنیٰ زیادتی، افزائش اور اضافہ کے آتے ہیں۔مگر شریعت کی زبان میں نامی اس مال کو کہتے ہیں جس میں حقیقتاً وحکماً افزائش کی صلاحیت ہو اور صاحبِ مال کو اس سے نفع اور زیادتی حاصل ہو سکے خواہ اس مال میں توالد وتناسل کی صلاحیت ہو اور وہ اپنی اسی صلاحیت سے نفع بخش ہو یا پھر تجارت اور بزنس آدمی کو فائدہ پہنچانے کی قابلیت رکھتا ہو۔ زکوٰۃ صرف ایسے ہی مال میں واجب ہے۔مذہبِ اِسلام نے وجوب زکوٰۃ کے لیے نامی کی شرط کیوں رکھی؟ مذہبِ اِسلام نے امت مسلمہ کے سامنے نظامِ زکوٰۃ اس لیے پیش کیا ہے کہ پروردگارِ عالم نے جس خوش نصیب انسان کو صاحب دولت وثروت بنایا ہے اور جسے مال جیسی نعمت سے سرفراز کیا ہے وہ اپنے مال کا کچھ حصہ نکال کر غرباء ومساکین کو دے تاکہ ان کی غم خواری ہو اور معاشرہ میں اخوت و بھائی چارگی اور ہمدردی کا مظاہرہ ہو اور معاشی واقتصادی بحران کا سد باب ہو۔اسی لیے زکوٰۃ میں اتنا مال نہ دیا جائے جس سے دینے والا خود فقیر ہو جائے۔اب اگر ایسے مال میں زکوٰۃ واجب قرار دی جائے جس میں نمو کی صلاحیت مفقود ہو اور جو مزید نفع بخش نہ بن سکتا ہو تو کوئی عجیب نہیں ہے کہ زکوٰۃ دینے والا ایک دن خود ہی فقیر ہو جائے اور یہ بات اسلامی روح کے بالکل منافی ہے اور منشائے اسلام سے بہت دور ہے کہ آدمی اپنے ہاتھوں اپنی گداگری کا سامان مہیا کرے اور دوسروں کے سامنے دست سوال دراز کرنے پر مجبور ہو جائے اس لیے زکوٰۃ کا وجوب صرف اموال نامیہ میں ہی ہوتا ہے۔

مذہبِ اِسلام نے وجوب زکوٰۃ کے لیے حاجت اصلیہ

سے فارغ ہونا بھی شرط قرار دیا ہے۔ جو اموال انسانی حاجات و ضروریات میں مشغول ہوں ان میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی البتہ اس سلسلے میں ہمیں یہ معلوم کرنا ہے کہ آخر مذہبِ اِسلام نے حاجت اصلیہ کا معیار کیا رکھا ہے اور حاجت اصلیہ سے اس کی کیا مراد ہے؟ فقہائے کرام نے مختلف انداز اور الفاظ میں اس کا مفہوم بیان کیا ہے مگر حاجت اصلیہ کا بہترین مطلب علامہ شامی نے جو ذکر کیا ہے وہ یہ ہے: کہ حاجت اصلیہ ہر ایسی صورت کو کہتے ہیں جو انسان کو ہلاکت و بربادی سے محفوظ رکھے جیسے کھانا، کپڑا، مکان، جنگی اسلحے یہ ایسی ضرورتیں ہیں جو بہر حال انسان کے لیے ضروری ہیں جن کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ اسی طرح کارخانوں کی مشینیں ،صنعت و حرفت کے آلات کہ جن کے بغیر انسان کا سارا کاروبار معطل ہوسکتا ہے۔ مکان میں سونے، کھانے پینے آرام کرنے کے ضروری سامان کہ ان کے بغیر انسان کے پاس مال موجود ہو مگر وہ ان تمام ضرورتوں اور حاجتوں میں مشغول ہو تو ان کا ہونا اور نہ ہونا وجوب زکوٰۃ کے مسئلہ میں برابر ہے۔ زیورات چونکہ زیب وزینت اور آرائش و زیبائش کے لیے تیار کیے جاتے ہیں اور یہ ان کے فاضل ہونے کی دلیل ہے۔ لہٰذا وہ حاجت اصلیہ کے دائرے سے باہر ہیں اور مقدار کو پہونچنے کی صورت میں ان میں بھی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ شریعتِ مطہرہ نے حاجت اصلیہ کی شرط اس حکمتِ بالغہ کے پیشِ نظر رکھی ہے کہ زکوٰۃ چونکہ ایک عبادت ہے اور عبادت کے لیے طبیعت کی رغبت اور خوشی کے ساتھ اس کی ادائیگی کے لیے تیار ہونا ضروری ہے اور یہ اسی وقت ہوسکتی ہے جب انسان کو اس کی ضرورت زندگی سے بچے ہوئے مال کی زکوٰۃ نکالنے کا حکم دیا جائے۔ اگر ایسے اموال میں زکوٰۃ کا حکم لگا دیا جائے جو انسان کی بنیادی ضرورتوں میں پھنسے ہوئے ہیں تو وہ طوعاً و کرہاً تو زکوٰۃ نکالنے پر تیار ہو جائے گا مگر وہ رغبت و مسرت اور طبیعت خاطر نہیں پیدا ہو سکے گی جو عبادتوں کی اصلی اسپرٹ اور روحانی تسکین کا سامان ہے۔

وجوب زکوٰۃ کی ایک شرط مال کا دین سے محفوظ ہونا ہے یعنی اگر کسی شخص کے پاس ڈھیروں مال ہے مگر اس کے ذمہ ایسا قرض ہے کہ بندوں کہ طرف سے اس کا مطالبہ ہوتا ہے یا ہوسکتا ہے تو مذہبِ اِسلام اس مال سے زکوٰۃ دینے کا حکم نافذ نہیں کرتا کیونکہ یہ مال اب گویا اس کی حاجت اصلیہ کا ایک حصہ ہے اور وجوب زکوٰۃ کے لیے حاجت اصلیہ سے فارغ ہونا لازم ہے۔

پروردگارِ عالم کی رحمت کاملہ کا یہ کتنا انوکھا باب ہے کہ اگر کسی کے ذمہ حقوق العباد ہو تو اسے یہ پسند نہیں کہ بندے کا حق مؤخر کیا جائے اور میری راہ میں خرچ کیا جائے۔ وہ فرما رہا ہے کہ میں اب اپنا حق ساقط کئے دیتا ہوں مگر ایک بندے کا دوسرے پر جو مالی حق ہے اسے ضرور ادا کرو۔ یہ وہ شرائط ہیں جو وجوب زکوٰۃ کے مسئلہ میں بنیادی حیثیت کے حامل ہیں ان میں کسی ایک بھی شرط کا معدوم ہو جانا وجوب زکوٰۃ کو ساقط کر دیتا ہے اور تمام شرطوں کے موجود ہونے پر زکوٰۃ بہرحال واجب ہوجاتی ہے اور کسی شخص پر زکوٰۃ واجب ہو اور پھر بھی وہ ادا نہ کرے تو اس کے لیے قرآن وسنت میں ایسے سنگین خطرات سے دوچار ہونے کی خبر دی گئی ہے کہ جس کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور کلیجہ دہل جاتا ہے اور ایک صاحب ایمان پر جو کیفیت طاری ہوتی ہے اس کا احساس صرف خوف خدا رکھنے والے ہی کر سکتے ہیں۔

عبرت کے لیے چند احادیث ملاحظہ فرمائیں جو ان اربابِ مال ودولت اور اغنیاء کے لیے یقیناً باعثِ نصیحت ہیں جو مال و دولت کے نشے میں اس حکم الٰہی کو پامال کرنے ہی میں فخر محسوس کرتے ہیں اور خدا کی دی ہوئی اس عظیم نعمت کو اپنی جاگیر سمجھتے ہیں اور اپنی من مانی اس میں صرف کرنے سے ذرا بھی دریغ نہیں کرتے اور حدودِ شریعت سے تجاوز کر کے اپنی عیاشی کا بازار گرم کیے رہتے ہیں اور اپنے محتاج بھائیوں کی ہمدردی اور غم خواری کا اپنے ذہن میں کبھی تصور بھی نہیں لاتے ہیں۔ کیا بعید ہے کہ اگر آج مالدار و صاحب نصاب خدا کے محتاج بندوں کی غم خواری نہیں کرتے تو کل روز محشر میں خدا بھی ان کا یار و مددگار نہ بنے اور ان کو دردناک عذاب کے شکنجے میں کس دے۔ خدا ہمیں اس مال داری سے محفوظ رکھے۔ جس کے نتیجے میں سر محشر ذلیل و خوار اور رسوا ہونا پڑے اور چند دن کی عیش و آرام والی زندگی کے بدلے کرب و اضطراب اور عذابِ خداوندی کا طوق گلے میں ڈال دیا جائے۔ محترم قارئین! مضمون کے آخر میں ان احادیثِ کریمہ کو ملاحظہ فرمائیں جو زکوٰۃ نہ دینے والوں کے بارے میں وارد ہیں جن کو پڑھ کر درس عبرت حاصل کیا جا سکتا ہے۔

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:
زکوٰۃ کا مال جس مال میں ملا ہوگا اسے تباہ و برباد کر دے گا۔
ایک دوسری جگہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:
خشکی و تری میں جو مال تلف ہوتا ہے وہ زکوٰۃ نہ دینے سے ہی ہوتا ہے۔
ایک اور مقام پر سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:
جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ نہ دے گا وہ مال روز قیامت گنجے اژدہا کی شکل بنے گا اور اس کے گلے میں طوق ہو کر پڑے گا۔
اسی طرح ایک اور عبرت انگیز حدیث ہے:

وہ اژدھا منہ کھول کر اس کے پیچھے دوڑے گا۔ یہ بھاگے گا اس سے کہا جائے گا لے اپنا وہ خزانہ کہ جس کو چھپا کر رکھتا تھا کہ میں اس سے غنی ہوں جب دیکھے گا کہ اس اژدھا سے کوئی مفر نہیں ناچار اپنا ہاتھ اس کے منہ میں دے گا وہ ایسا چبائے گا جیسے نر اونٹ چباتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ اژدھا اس پر دوڑے گا یہ پوچھے گا تو کون ہے؟ اژدھا کہے گا مین تیرا وہ زکاتی مال ہوں جس کو چھوڑ کر تو مرا تھا۔ جب یہ دیکھے گا کہ وہ پیچھا ہی کیے جا رہا ہے تو اس کے منہ میں ہاتھ دے دیگا تو وہ چبائے گا اور پھر اس کا سارا بدن چبا ڈالے گا۔ اللہ رب العزت مسلمانوں کو ان ہولناک مناظر سے محفوظ رکھے اور ان کو صحیح طور سے زکوٰۃ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

نعت پاک

از۔ مولانا فرقان فیضی، چیئرمین امام احمد رضا لائبریری سرلاہی نیپال

غم جہاں جو ہمیں بے قرار کرتے ہیں
دُرود پڑھ کے انہیں ہم فرار کرتے ہیں
نظر میں شوق زیارت لیے مدینہ کی
نبی کا ذکر حسن بار بار کرتے ہیں
خدائے پاک نے مختار کر دیا ہے انہیں
وہ جس کو چاہتے ہیں تاجدار کرتے ہیں
بسا کے اپنے تصور میں ان کے روضے کو
ہم اپنے ہجر کے لمحے شمار کرتے ہیں
جفا و جبر کے وہ قہر سے نہیں ڈرتے
نبی کو جان سے جو بڑھ کے پیار کرتے ہیں
لحد میں آپ کی تشریف آوری ہوگی
اجل کا اس لیے ہم انتظار کرتے ہیں
ہر ایک شام وسحر، رات و دن ہم اہل جنوں
اے فیضی مدح شہِ ذی وقار کرتے ہیں

عوام الناس میں پھیلی مشہور غلط فہمیوں کا ازالہ

از۔ مولانا عبداللطیف علیمی رضوی، تخصص فی الفقہ، دارالافتاء دارالعلوم فیضانِ تاج الشریعہ بریلی شریف

سوال: لوگوں کے سامنے ستر کھول کر نہانا کیسا ہے؟

جواب: لوگوں کے سامنے ستر کھول کر نہانا حرام و ناجائز ہے کیونکہ مرد کا ناف کے نیچے سے گھٹنے کے نیچے تک ستر ضروری ہے، بلا ضرورت ستر کھولنا جائز نہیں۔ صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: ''لوگوں کے سامنے ستر کھول کر نہانا حرام ہے۔'' لہٰذا لوگوں کے سامنے ستر کھول کر نہانے سے اجتناب ضروری ہے ورنہ گنہگار ہوگا۔

(بہار شریعت، جلد ۱ حصہ ۳ قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال: داڑھی و منھ چھپا کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: سردی کے موسم میں عام طور سے دیکھا جاتا ہے کہ لوگ ٹھنڈک کی وجہ سے کان اور داڑھی مفلر یا رومال وغیرہ سے چھپا کر نماز پڑھتے ہیں حالانکہ داڑھی، منھ اور ناک چھپا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے البتہ کان چھپا کر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ حضور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''ناک اور منہ کو چھپانا اور بے ضرورت کھنکار نکالنا یہ سب مکروہ تحریمی ہے۔''

(بہار شریعت، ج ۱ صفحہ ۳، مکروہات کا بیان)

سوال: کیا فقط کتے کے چھو جانے سے کپڑا ناپاک ہو جاتا ہے؟

جواب: عوام میں مشہور ہے کہ کتے کا بدن اگر انسان کے جسم یا کپڑے سے لگ جائے تو وہ ناپاک ہو جاتا ہے جبکہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ کتے کا جسم انسان کے کپڑے یا بدن سے صرف چھو جانے سے ناپاک نہیں ہوتا ہے۔ ہاں اگر کتے کے جسم پر کوئی ناپاکی لگی ہو اور وہ اس کے جسم سے چھوٹ کر انسان کے کپڑے یا بدن پر لگ جائے تو وہ جگہ ناپاک ہوگی نہ کہ پورا کپڑا یا بدن۔ ایسے ہی کتے کا پسینہ اور اس کا تھوک بھی ناپاک ہے وہ بھی جہاں لگے گا ناپاک ہو جائے گا خواہ کپڑا ہو یا بدن لیکن اگر ایسی کوئی صورت نہ ہو تو صرف چھو جانے یا کپڑے سے لگ جانے کی وجہ سے ناپاکی کا حکم نہ ہوگا۔ بہار شریعت میں ہے: ''کتا، بدن یا کپڑے سے چھو جائے تو اگرچہ اس کا جسم تر ہو بدن اور کپڑا پاک ہے، ہاں اگر اس کے بدن پر نجاست لگی ہو تو اور بات ہے یا اس کا لعاب لگے تو ناپاک کر دے گا''۔

(بہار شریعت اصفحہ ۱۱۱، قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال: نماز جنازہ میں ایک ایک ہاتھ کھول کر سلام پھیرنا کیسا ہے؟

جواب: عام طور پر دیکھا گیا ہے لوگ نماز جنازہ میں ایسا کرتے ہیں کہ جب دائیں جانب سلام پھیرتے ہیں تو پہلے دایاں ہاتھ کھولتے ہیں پھر جب بائیں جانب سلام پھیرتے تو بایاں ہاتھ کھولتے ہیں ایسا کرنا درست نہیں۔ بلکہ نماز جنازہ میں چوتھی تکبیر کے بعد بغیر کچھ پڑھے ہوئے دونوں ہاتھوں کو کھول کر سلام پھیر دینا چاہیے۔ بہار

شریعت میں ہے: چوتھی تکبیر کے بعد بغیر کوئی دعا پڑھے ہاتھ کھول کر سلام پھیر دے''۔

(بہار شریعت ج ۱ حصہ ۴، ص ۱۵۴ ۱ قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال: کیا عورت کے انتقال کے بعد شوہر کندھا نہیں دے سکتا؟

جواب: عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ عورت اگر انتقال کر جائے تو شوہر اس کو نہ دیکھ سکتا ہے اور نہ کندھا دے سکتا۔ یہ جہالت ہے درست مسئلہ یہ ہے کہ مرنے کے بعد مرد عورت کو نہ چھو سکتا ہے نہ نہلا سکتا ہے لیکن دیکھنے اور کندھا دینے میں کوئی حرج نہیں۔ صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''عورت مر جائے تو شوہر نہ اسے نہلا سکتا ہے نہ چھو سکتا ہے اور دیکھنے کی ممانعت نہیں۔ عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ شوہر عورت کے جنازہ کو نہ کندھا دے سکتا ہے نہ قبر میں اتار سکتا ہے نہ منھ دیکھ سکتا ہے یہ محض غلط ہے۔ صرف نہلانے اور اس کے بدن کو بلا حائل ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے''۔

(بہار شریعت جلد ۱ حصہ ۴ صفحہ ۱۳۵ قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال: میت کے ہاتھ سینے پر رکھے جائیں یا بغل میں؟

جواب: بعض جگہوں پر دیکھا جاتا ہے کہ لوگ میت کا ہاتھ سینے کے اوپر رکھتے ہیں یا ناف کے نیچے رکھتے ہیں جیسا کہ نماز میں۔ یہ درست نہیں کیونکہ میت کا ہاتھ سینے پر رکھنا منع ہے اس لیے کہ یہ یہودیوں اور نصرانیوں کا طریقہ ہے۔ مستحب یہ ہے کہ میت کے ہاتھ پہلو میں رکھے جائیں۔ صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''میت کے دونوں ہاتھ کروٹوں میں رکھیں۔ سینے پر نہ رکھیں کہ یہ کفار کا طریقہ ہے۔ بعض جگہ ناف کے نیچے اس طرح رکھتے ہیں جیسے نماز کے قیام میں۔ یہ بھی نہ کریں''۔

(بہار شریعت جلد ۱ حصہ ۴ میت کے نہلانے کا بیان)

سوال: قرآن شریف غلطی سے گر جائے تو تول کر اناج خیرات کرنا کیسا ہے؟

جواب: قرآن شریف اگر ہاتھ یا الماری میں سے چھوٹ کر گر جائے تو کچھ لوگ اس کو تول کر آٹا چاول یا اناج وغیرہ خیرات کرتے ہیں اور اس خیرات کو اس کا کفارہ خیال کرتے ہیں۔ یہ ان کی غلط فہمی ہے۔ قرآن مجید کو جان بوجھ کر گرانا گناہ ہے۔ کسی بھی مسلمان سے اس کی امید نہیں کی جا سکتی کہ وہ ایسا کرے گا اور جو توہین وتحقیر کے لئے ایسا کرے گا وہ کافر ہو جائے گا، توبہ کرے پھر سے کلمہ پڑھے، نکاح ہو گیا ہو تو پھر سے نکاح کرے۔ لیکن اگر دھوکے سے، بھول کر ہاتھ سے چھوٹ جائے یا الماری وغیرہ سے گر جائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ بھول چوک معاف ہے لیکن پھر بھی اگر بطور خیرات کچھ راہ خدا میں خرچ کر دیا جائے تو اچھی بات ہے اور نہایت مناسب وبہتر بھی ہے۔ لیکن قرآن شریف کو تولنا اور اس کے وزن کے برابر اناج غلہ وغیرہ خیرات کرنے کو کفارہ سمجھنا غلط فہمی وبے علمی ہے۔ قرآن و حدیث اور فقہ کی کتابوں میں کہیں ایسا نہیں آیا ہے۔

(ماخوذ از: غلط فہمیاں اور ان کی اصلاح، ص ۱۲۹، اسلامی کتب خانہ بریلی شریف)

سوال: کیا آنکھ پھڑکنے سے کوئی نقصان ہوتا ہے؟

جواب: عوام الناس میں یہ بات بہت مشہور ہے کہ جب مرد کی بائیں آنکھ پھڑکتی ہے تو کہتے ہیں کہ مصیبت آتی ہے۔ ایسے ہی جب

عورت کی دائیں آنکھ پھڑکتی ہے تب بھی کہتے ہیں کہ مصیبت آتی ہے۔اس کے برعکس ہو تو کہتے ہیں کہ خوشی ملتی ہے۔ یہ محض لغو خیال ہے۔شرعاً اس کا کوئی اعتبار نہیں قرآن وحدیث میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''بدفالی جائز نہیں جیسے آنکھ پھڑکنے کو براشگون مانتے ہیں اس کا اعتبار نہ کرنا چاہیے''۔

(فتاویٰ بحر العلوم جلد ۴ صفحہ ۱۴۵ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

سوال: کیا بلی راستہ کاٹ دے تو نقصان ہوتا ہے؟

جواب: بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ کسی گلی یا راستے سے جارہے ہیں اور سامنے سے بلی گزر جائے تو کچھ دیر کے لیے ٹھہر جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بلی راستہ کاٹ گئی اور براشگون لیتے ہیں کہتے ہیں کہ اب کچھ نہ کچھ نقصان ہوسکتا ہے اور اس چیز کو بدفالی خیال کرتے ہیں حالانکہ یہ سب بیکار کی باتیں ہیں۔اسلام میں ایسا کچھ بھی نہیں کیوں کہ بلی کے راستہ کاٹنے سے براشگون لینا اور بد فالی خیال کرنا غیر مسلموں کا طریقہ ہے۔مسلمانوں کو چاہیے کہ اس طرح کے خیالات ہرگز نہ رکھیں بلکہ یہ عقیدہ رکھیں کہ نفع ونقصان کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے وہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اس کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

حدیث شریف میں ہے: روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم اچھی فال تو لیتے تھے بدفالی نہ لیتے تھے''۔

(مرأۃ المناجیح جلد ۶ صفحہ ۲۲۱ نعیمی کتب خانہ گجرات)

سوال: کیا خنزیر کا نام لینے سے چالیس دن تک زبان ناپاک رہتی ہے؟

جواب: یہ بات عوام میں بہت مشہور ہے کہ اگر کوئی شخص خنزیر کا نام لے لے یا ویسے ہی کہہ دے تو بعض لوگ کہتے ہیں کہ اب اس کی زبان چالیس دن تک ناپاک رہے گی۔ یہ لوگوں کی غلط فہمی اور ان کی جہالت ہے۔صحیح بات یہ ہے کہ مذہب اسلام میں خنزیر کھانا حرام اور اس کا گوشت، پوست، ہڈی، بال، پسینہ اور تھوک وغیرہ پورا بدن اور اس سے خارج ہونے والی ہر چیز ناپاک ہے حتیٰ کی اس سے نفرت کرنا مومن کی شان ہے لیکن اس کے نام لینے کی وجہ سے یہ کہنا کہ زبان ناپاک ہوگئی غلط ہے البتہ بلاضرورت نام نہیں لینا چاہیے۔ شاید اس کی حرمت شدیدہ، اس سے نفرت دلانے اور اس کی سخت ترین ناپاکی کے مدنظر لوگوں نے اس طرح مشہور کردیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال: جانوروں کو آپس میں لڑانا کیسا ہے؟

جواب: کچھ علاقوں میں جانوروں کا لڑائی میں مقابلہ کرواتے ہیں جبکہ مرغا، بکرا یا بیل، تیتر، بٹیر وغیرہ اور دیگر جانوروں کو آپس میں لڑانا حرام ہے۔اس لیے کہ انہیں بلاوجہ ایذا پہنچانا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے اور بعض جگہ پر تو مال کی شرط پر جانور لڑائے جاتے ہیں۔ یہ جوا بھی ہے اور حرام در حرام اور ان کا تماشہ دیکھنا بھی ناجائز ہے۔اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''بٹیر بازی، مرغ بازی اور اسی طرح ہر جانور کا لڑانا جیسے لوگ مینڈھے لڑاتے ہیں، لعل لڑاتے ہیں یہاں تک کہ حرام جانوروں مثلاً ہاتھیوں ریچھوں کا لڑانا بھی سب مطلقاً حرام ہے کہ بلاوجہ بے زبانوں کو ایذا ہے''۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۹ نصف آخر، ص ۱۹۵ رضا اکیڈمی ممبئی)

حضور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

’’جانوروں کو لڑانا مثلاً مرغ، بٹیر، تیتر، مینڈھے، بھینسے وغیرہ کہ ان جانوروں کو بعض لوگ لڑاتے ہیں یہ حرام ہے اور اس میں شرکت کرنا یا اس کا تماشہ دیکھنا یہ بھی ناجائز ہے‘‘

(بہار شریعت جلد ۴ حصہ ۱۶ صفحہ ۱۳۱ قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال: کیا نوٹوں کا ہار پہننا جائز ہے؟

جواب: آج کل لوگوں میں یہ رواج ہے کہ خوشی کے موقع پر خاص طور سے شادی بیاہ اور جلسوں وغیرہ میں نوٹوں کا ہار پہنتے اور پہناتے ہیں یہ طریقہ شرعاً درست نہیں بلکہ ناجائز و گناہ ہے اور نوٹوں کا ہار پہننا اس لیے درست نہیں ہے کہ اس میں فخر و ریا اور مال و دولت سے دلی محبت کے اظہار کی خوشی پائی جاتی ہے۔ لہٰذا اس کا استعمال ناجائز ہے، البتہ خالص پھولوں کا سہرا یا ہار بالکل جائز ہے۔ فتاوی فقیہ ملت میں ہے: ’’روپیہ کا مالا پہننا حرام ہے‘‘۔

(فتاویٰ فقیہ ملت جلد ۲ صفحہ ۳۴۱ فقیہ ملت اکیڈمی)

سوال: کھانا کھانے کے لیے پوچھنے پر اس کے جواب میں ’’بسم اللہ کرو‘‘ کہنا کیسا ہے؟

جواب: کھانا کھاتے وقت جب کوئی آجاتا ہے تو ہندوستان کا عرف یہ ہے کہ اسے کھانے کو پوچھتے ہیں کہتے ہیں آؤ کھانا کھاؤ اگر نہ پوچھیں تو طعن کرتے ہیں کہ انہوں نے پوچھا تک نہیں۔ یہ بات یعنی دوسرے مسلمان کو کھانے کے لئے بلانا اچھی بات ہے مگر بلانے والے کو یہ چاہیے کہ یہ پوچھنا محض نمائش کے لیے نہ ہو بلکہ دل سے پوچھے اور یہ بھی رواج ہے کہ جب کسی کو کھانے کے لیے پوچھا جاتا ہے تو کہتا ہے ”بسم اللہ“ یہ نہیں کہنا چاہیے کہ یہاں بسم اللہ کہنے کے کوئی معنی نہیں۔ اس موقع پر بسم اللہ کہنے کو علمائے کرام نے بہت سخت ممنوع فرمایا بلکہ اس موقع پر دعائیہ الفاظ کہنا بہتر ہے مثلاً اللہ برکت دے، اللہ زیادہ دے۔

(بہار شریعت جلد ۴ حصہ ۱۶ صفحہ ۲۰ قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال: کیا پان کھانا سنت ہے؟

جواب: عوام الناس میں یہ بات بہت مشہور ہے کہ پان کھانا سنت ہے حالانکہ صحیح بات یہ ہے کہ پان کھانا نہ سنت ہے اور نہ ہی مستحب بلکہ مباح ہے۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: ’’پان کھانا نہ سنت ہے نہ مستحب، صرف مباح ہے ہاں بعض عوارج خارجیہ کے باعث مباح ہوسکتا ہے جیسے کھانے میں میزبان کی دل شکنی ہو یا بوسہ زوجہ کے لئے منھ کو خوشبودار کرنے کی نیت سے بلکہ واجب بھی جیسے ماں یا باپ حکم دے اور نہ ماننے میں اس کی ایذا ہو یوں ہی عارض کے سبب مکروہ بھی ہوسکتا ہے جیسے تلاوت قرآن مجید میں بلکہ حرام بھی جیسے نماز میں۔‘‘

(فتاوی رضویہ جلد ۹ صفحہ ۲۵۶ رضا اکیڈمی ممبئی)

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:

’’پان بلاشبہ جائز ہے اور زمانہ حضرت شیخ العالم فریدالدین گنج شکر و حضرت سلطان المشائخ نظام الملۃ والدین علیہما الرضوان سے مسلمان میں بلانکیر رائج ہے‘‘۔

(مرجع سابق، ص ۱۱۱)

☆

بلیع الارض صحابی کا قصہ

اسلام میں سب سے پہلے سولی کی سزا پانے والے عظیم صحابی رسول حضرت خبیب کا بے مثال عشق رسول

از۔ مفتی انصار احمد مصباحی، دار العلوم رضائے مصطفیٰ، اورنگ آباد

حضور رحمت عالم ﷺ اپنے عاشقوں کے جھرمٹ میں موجود تھے۔ اچانک حضور کی زبان سے یہ الفاظ نکلے: ''وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ''۔ صحابہ کرام نے بڑی حیرانی سے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! یہاں نہ کوئی آیا ہے نہ گیا ہے، پھر آپ نے کسے اتنی بلند آواز سے سلام کا جواب عنایت فرمایا؟

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے حبیب اور تمھارے بھائی خبیب ابن عدی کو ابھی ابھی دشمنوں نے سولی پہ لٹکا دیا ہے۔ شہید ہونے سے پہلے اس نے اس طرح سلام پیش کیا تھا: ''اے میرے رب! یہاں تیرے سوا کوئی ایسا نہیں، جو میرا آخری سلام تیرے رسول ﷺ تک پہنچادے۔ میرے مولیٰ! میرا سلام تو ہی اپنے حبیب تک پہنچادے''۔ (کرامات صحابہ: ص، 122)

حضرت خبیب ابن عدی کے حالات: آپ مدینہ منورہ کے قبیلہ اوس کے انصاری صحابی ہیں۔ سلسلہ نسب یہ ہے۔ خبیب بن عدی بن مالک بن عامر بن مجدعہ بن جحجبی (جح جبی) بن عوف بن کلفہ بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس الانصاری الاوسی۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ متعلقہ حرف الخاء)

حضرت خبیب انصاری سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے دوستوں میں سے تھے۔ شہادت کا مختصر پس منظر یہ ہے کہ انھوں نے جنگ بدر میں دل کھول کر داد شجاعت دی تھی۔ مشہور سردار قریش ''حارث بن عامر'' حضرت خبیب ہی کی تلوار سے تہ تیغ ہوا تھا۔ سنہ چار ہجری میں مکہ اور عسفان کے بیچ کہیں پر کافروں کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے۔ گرفتار کرنے والوں نے حضرت عاصم بن ثابت اور کئی دوسرے صحابہ سمیت آپ کو مکہ میں فروخت کر دیا۔ حضرت خبیب انصاری کو اسی حارث بن عامر کے بیٹوں نے خرید لیا۔ گھر لا کر آپ کو طرح طرح کی اذیتیں دیں، ریت پر لٹایا، کوڑے مارے گئے، آخر کار زنجیروں میں جکڑ کر بھوکے پیاسے اندھیری کوٹھری میں ڈال دیا۔ ایک عرصہ بعد جب دشمنوں نے قید سے باہر نکالا تو ان کے ہوش اڑ گئے۔ آپ پہلے سے زیادہ تر و تازہ تھے۔ قید خانے میں عمدہ موسمی اور غیر موسمی پھلوں کے خوشے، چھلکے اور بیج پڑے تھے۔ حارث بن عامر کی ایک بیٹی مسلمان ہوگئی تھیں۔ وہ کہتی ہیں:

''لقد و جدته يوما يا كل قطفا من عنب فی يده .و انه لمؤثق فی الحدید .و ما بمكة من تمرة''۔

ترجمہ: میں نے ایک دن خبیب کے ہاتھ میں تازہ انگور دیکھے، حالانکہ وہ بھاری بھرکم زنجیروں سے جکڑے تھے اور نہ ہی اس وقت پورے عرب میں کہیں انگور دستیاب تھا۔ (مسند احمد: 2، 295)

نماز عشق ادا ہوتی ہے: حارث بن عامر کے بیٹوں نے حضرت

خبیب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ کومکہ سے باہر ''تنعیم'' نامی جگہ پر سولی پر لٹکانے کا فیصلہ کیا۔ جب سولی کی طرف لے جایا جارہا تھا، اس وقت ان کی دلیری کا بڑا دل چسپ اور ایمان افروز واقعہ پیش آیا۔ ہوا یہ کہ آپ رضی اللہ عنہ سے آخری خواہش پوچھی گئی۔ حضرت خبیب انصاری نے دو رکعت نماز کی فرمائش کی۔ جب مہلت مل گئی تو انھوں نے اعتدال سے نماز پڑھی اور خود ہی سولی کی طرف چل پڑے۔ کسی نے آواز دی، اتنی جلدی نماز پڑھ لی؟

اس موقع پر حضرت خبیب ابن عدی انصاری نے جو تاریخی جملہ کہا تھا، وہ آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ حضرت خبیب نے کہا تھا: ''اے گروہ کفار! اس نماز میں چاشنی تو اتنی تھی کہ میں چاہتا تھا ایک ہی سجدے کو قیامت تک لمبا کر دوں، لیکن اس خوف سے جلدی نماز مکمل کر دی، کہیں تم یہ نہ سوچ لو کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا چاہنے والا ڈرپوک ہے اوموت سے ڈر کر نماز لمبی کر رہا ہے''۔

(اسد الغابہ: حرف الخاء، ص، 339)

سولی پر چڑھنے سے عین پہلے عاشق رسول ﷺ حضرت خبیب نے ان فصیح الفاظ میں دعا کی:

"اللهم احصِهم عددا، و اقتلهم بددا، و لا تبقهم احدا"

ترجمہ: اے اللہ! ان سب کو گن گن کر ہلاک کر، کسی ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑنا۔ (مسند احمد: 2 / 294)

مورخین لکھتے ہیں، اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ سال بھر بھی نہ بیت پایا تھا کہ سب کے سب ہلاک ہو گئے۔

زندہ و جاوید لاش: دشمنوں نے سولی دے کر آپ کو سولی پر یوں ہی لٹکا ہوا چھوڑ دیا تھا۔ شہادت کے بعد حضرت خبیب انصاری کی لاش سے خون کے قطرے ٹپکتے رہے، دن ڈھلتے رہے، راتیں گزرتی رہیں۔ ایک دن حضور رحمت عالم ﷺ نے مدینہ میں صحابہ کرام کو جمع کر کے فرمایا: ''مقام تنعیم پر میرے خبیب کی لاش سولی پر لٹک رہی ہے۔ جو مسلمان اس کی لاش اتار لائے گا، میں اس کے لئے جنت کا وعدہ کرتا ہوں''۔

جہاں بانی عطا کر دیں، بھری جنت ہبہ کر دیں
نبی مختار کل ہیں، جس کو جو چاہیں عطا کر دیں

یہ مژدہ جاں فزا سن کر حضرت زبیر بن عوام اور حضرت مقداد ابن اسود (رضی اللہ تعالی عنھما) تیز گھوڑوں پر روانہ ہوئے۔ راتوں کو سفر کر کے جب اس مقام پر پہنچے تو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ چالیس دن کا عرصہ گزر چکا تھا؛ لاش اب بھی تر و تازہ تھی، زخموں سے تازہ خون کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ دونوں صحابہ کرام نے حضرت خبیب بن عدی کی لاش کو سولی سے اتارا اور آگے بڑھے۔ حارث بن عامر کے بیٹوں کو اس بات کی خبر لگ گئی۔ انھوں نے ۷۰ ساتھیوں کے ساتھ پیچھا کیا۔ حضرت زبیر اور حضرت مقداد نے دیکھا کہ دشمن بہت قریب آ چکے ہیں۔ خدانخواستہ دشمن کے نرغے میں پھنس گئے تو وہ خبیب کی لاش کے ساتھ بے حرمتی کریں گے۔ دونوں نے لاش مبارک کو زمین کے ایک گوشے میں رکھ دینے کا فیصلہ کیا۔ پروردگار کی شان دیکھیے کہ زمین ایک دم پھٹ گئی اور قبر نما گڈھا نمودار ہوا۔ لاش رکھتے ہی زمین بالکل ہموار ہو گئی اور شگاف کا نشان تک باقی نہ رہا۔ جب نبی کریم ﷺ کے سامنے اس عجیب و غریب واقعہ کا ذکر کیا گیا تو آپ کی چشمان مبارک تر ہو گئیں۔ حضور ﷺ نے حضرت خبیب کے لئے رو رو کر دعائیں کیں اور انھیں ''بلیع الارض'' (یعنی جس کو زمین نے اپنی آغوش میں سمیٹ لیا ہو) کا خطاب دیا۔

قسط اول

خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کے علمی وادبی آثار

از۔مولانا محمد طفیل احمد مصباحی

قطب الاقطاب، شیخ المشائخ، ابوالفتح، صدر الدین، ولی الاکبر الصادق سید محمد حسینی عرف حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہ (متوفی :825ھ) کی تہہ دار فکر و شخصیت بہت سارے فضائل و کمالات اور نوع بہ نوع اوصاف و خصوصیات کی جامع تھی۔ آپ شریعت و طریقت کے مجمع البحرین تھے۔ علم و حکمت، فضل و کمال، سلوک و عرفان، طریقت و معرفت، ولایت و روحانیت اور زہد و تقویٰ کی ساری خوبیاں ایک مرکز پر سمٹ آئی تھیں، جن کے سبب آپ کی شخصیت فائق الاقران بن گئی تھی۔ آپ کی ذات اپنے اندر بڑی کشش اور وسعت و جامعیت رکھتی ہے۔ آپ جامع العلوم والفنون اور جامع الحیثیات والکمالات تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے اپنے وقت کے اکابر علماء و مصنفین اور عظیم المرتبت مشائخِ طریقت نے آپ کے علم و ولایت اور بلند علمی و روحانی مقام کا کھلے دل سے اظہار و اعتراف کیا ہے۔ غوث العالم حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ جیسی عظیم المرتبت ہستی جو علم و حکمت کے جبلِ شامخ اور بحرِ ولایت و روحانیت کے غواص تھے، آپ کی علمی و روحانی عظمتوں کو یوں اجاگر فرماتے ہیں:

"در سیر نخستیں کہ بجانبِ دیارِ دکن واقع شد، ملازمتِ حضرت میر سید محمد گیسو دراز کردیم بہ غایت عالی شان یافتم وتصنیفاتِ بسیار از آں حضرت سر برزدہ ....چوں بشرفِ ملازمت حضرت میر سید محمد گیسو دراز مشرف شدم، آں مقدار حقائق و معارف کہ از خدمتِ وے بہ حصول پیوست اند ہیچ مشائخ دیگر نہ بود۔ سبحان اللہ چہ جذبۂ قوی داشتہ اند"۔

ترجمہ: یعنی دکن کی پہلی سیر کے دوران ہم میر سید محمد گیسو دراز کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انھیں ہم نے عظیم المرتبت اور عظیم الشان بزرگ پایا۔ حضرت کے قلم سے بہت ساری کتابیں وجود میں آئی ہیں۔ جب میں حضرت میر سید محمد گیسو دراز کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان سے ایسے ایسے حقائق و معارف حاصل ہوئے کہ دوسرے مشائخ سے نہ ہوئے۔ سبحان اللہ! وہ کیا قوی جذبہ رکھتے تھے۔

(بزمِ صوفیہ بحوالہ مراۃ الاسرار، ص: ۵۰۸، ناشر: دار المصنفین، اعظم گڑھ)

ولادت، نام ونسب، تعلیم وتربیت: حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز علیہ الرحمہ کی ولادت 721 ہجری میں بمقام دہلی ہوئی۔ جس وقت حضرت نظام الدین اولیاء کا وصال ہوا، آپ چار سال کے تھے۔ نسبی لحاظ سے آپ کا تعلق حسینی سادات سے ہے۔ بائیسویں پشت میں جا کر آپ کا سلسلۂ نسب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ "سیرِ محمدی" (جو خواجہ بندہ نواز گیسو دراز علیہ الرحمہ کی حیات و خدمات اور احوال و آثار پر لکھی گئی سب سے مستند اور قدیم کتاب سمجھی جاتی ہے) اس میں آپ کا شجرۂ نسب یوں بیان کیا گیا ہے:

"سید السادات، منبع السعادات، صدر الملۃ والدین، الولی الاکبر الصادق ابوالفتح سید محمد بن یوسف بن علی بن محمد بن یوسف بن حسن بن محمد بن علی بن حمزہ بن داؤد بن زید بن ابوالحسن الجندی بن حسین بن

ابی عبداللہ بن محمد بن عمر بن یحییٰ بن حسین بن زید المظلوم بن علی اصغر زین العابدین بن الحسین السبط الشہید بن فاطمۃ بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"۔

(سیرِ محمدی، ص:7، مطبوعہ: یونانی دواخانہ پریس، الہ آباد)

چار سال کی عمر میں اپنے والد شیخ یوسف بن علی کے ہمراہ دہلی سے دولت آباد چلے گئے اور وہیں اپنے والد اور دادا سے ابتدائی تعلیم و تربیت پائی۔ 16 / سال کی عمر میں اپنی والدہ اور بھائی حسین بن یوسف کے ہمراہ دہلی تشریف لے گئے۔ اس وقت دہلی میں حضرت نظام الدین اولیاء کے خلیفۂ اعظم حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کی ولایت کی دھوم مچی ہوئی تھی۔ ایک روز حضرت گیسو دراز نے خواجہ چراغ دہلوی کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی خواہش ظاہر کی۔ چراغ دہلوی نے ان کی ذہانت و طباعی اور حسنِ گفتار و کردار کی تعریف کے ساتھ باطنی علوم سے قبل ظاہری علوم کی تکمیل کا مشورہ دیا، جسے آپ نے قبول کرتے ہوئے دینی علوم کی تحصیل شروع کر دی۔ حضرت علامہ سید شرف الدین کیتھلی، حضرت علامہ تاج الدین المقدم اور فقیہِ دوراں حضرت علامہ قاضی عبد المقتدر الکندی علیہم الرحمہ سے خواجہ گیسو دراز نے مروجہ علومِ درسیہ وفنونِ ادبیہ کی تحصیل و تکمیل فرمائی۔ آپ نے سب سے زیادہ علمی استفادہ قاضی عبد المقتدر الکندی سے کیا اور ان سے الشمسیہ، الصحائف، مفتاح العلوم، ہدایہ، اصولِ بزدوی اور تفسیر کشاف جیسی اہم کتابیں پڑھ کر علم و فضل میں یگانۂ روزگار مقام حاصل کر لیا۔ ظاہری علوم کی تکمیل کے بعد خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے باطنی علوم حاصل کر کے "شیخ المشائخ" اور "قطب الاقطاب" کے مقامِ رفیع پر فائز ہوئے۔ نیز اپنے فضل و کمال، علمی تبحر، ذہانت و فطانت اور زہد و تقویٰ کے سبب آپ بہت جلد حضرت چراغ دہلوی کے مقرب اور منظورِ نظر مرید و خلیفہ بن گئے۔ آپ کے پیر و مرشد حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی کی وفات 757ھ میں ہوئی۔ اس کے بعد آپ ایک زمانے تک دہلی میں رہے اور اپنے علم و روحانیت سے بندگانِ خدا کو فائدہ پہنچاتے رہے۔ 801ھ میں جب کہ امیر تیمور نے دہلی پر حملہ کیا، آپ دہلی سے ہجرت کر کے دکن کی طرف روانہ ہوئے۔ گوالیار، چندیری، بڑودہ اور کھمبات ہوتے ہوئے گجرات گئے اور پھر دولت آباد کے راستے گلبرگہ شریف پہنچے۔ آپ نے اس مقام کو اپنے قدومِ میمنت لزوم سے رشکِ جنت بنا دیا اور اپنی بے مثال دینی، علمی، روحانی، دعوتی اور تصنیفی خدمات سے پورے عہد کو متاثر کیا۔

(تذکرہ علمائے پاکستان و ہند، ص:293 / 295، مطبوعہ: تخلیقات، مزنگ روڈ، لاہور)

گلبرگہ آنے اور یہاں مستقل قیام کرنے کے بعد آپ کے وعظ و ارشاد، تعلیم و تبلیغ، تصنیفی خدمات اور علمی مشاغل کے حوالے سے بابائے اردو مولوی عبدالحق لکھتے ہیں:

"شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی کے خلیفہ و مرید سید محمد بن سید یوسف الحسنی الدہلوی (وفات:825ھ) تھے جو "گیسو دراز" کے لقب سے مشہور ہیں۔ یہ اپنے پیر و مرشد کی وفات کے بعد جب 801ھ/ 1398ء میں گجرات کے رستے مختلف مقامات سے ہوتے ہوئے دکن روانہ ہوئے تو شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی کے بہت سے مرید ان کے ہمراہ ہو لیے اور اس قافلہ کے ساتھ سن 815ھ میں حوالی حسن آباد، گلبرگہ میں فائز ہوئے۔ وہ زمانہ فیروز شاہ بہمنی کا تھا۔ بادشاہ کو جب فیروز آباد میں آپ کے آنے کی خبر ہوئی تو تمام ارکان و

امرائے دولت اور اپنی اولاد کو ان کے استقبال کے لیے بھیجا۔ بادشاہ کا بھائی احمد خاں خانخاناں جو بعد میں اس کا جانشیں ہوا، خواجہ بندہ نواز کا بہت بڑا معتقد ہو گیا۔ آپ نے اپنی بقیہ زندگی یہیں بسر کی اور آپ سرزمینِ دکن کو اپنی تعلیم وتلقین سے فیض پہنچاتے رہے۔ حضرت صاحبِ علم وفضل اور صاحبِ تصانیف بھی ہیں۔ آپ کا معمول تھا کہ نماز ظہر کے بعد طلبہ اور مریدوں کو حدیث اور تصوف و سلوک کا درس دیا کرتے تھے اور گاہے گاہے درس میں کلام وفقہ کی تعلیم بھی ہوتی تھی۔ جو لوگ عربی و فارسی سے واقف نہ تھے، ان کے سمجھانے کے لیے ہندی (اردو) زبان میں تقریر فرماتے تھے''۔

(اردو کی ابتدائی نشو ونما میں صوفیائے کرام کا کام، ص: 22، مطبوعہ: انجمن ترقی اردو، کراچی، پاکستان)

گیسو دراز کی وجہِ تسمیہ: قطب الاقطاب حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کا اصل نام ''سید محمد'' ہے، لیکن ''بندہ نواز گیسو دراز'' سے مشہور ہیں۔ صاحبِ تذکرۂ علمائے ہند کے بیان کے مطابق آپ کو ''گیسو دراز'' اس لیے کہا جاتا ہے کہ ایک دن آپ نے کچھ لوگوں کے ساتھ اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کی پالکی اٹھائی ہوئی تھی، پالکی اٹھاتے وقت آپ کے گیسو (بال) جو قدرے لمبے تھے، پالکی میں پھنس گئے۔ آپ نے شیخ کی تعظیم وادب اور غلبۂ عشق کی وجہ سے بال کو پالکی سے چھڑانے کی کوشش نہیں کی اور سارا سفر اسی حالت میں طے کیا۔ جب آپ کے پیر ومرشد کو یہ بات معلوم ہوئی تو اس حسنِ ادب سے بہت خوش ہوئے اور یہ شعر پڑھا:

ہر کہ مریدِ سیدِ گیسو دراز شد
واللہ خلاف نیست آں عشق باز شد

اس کے بعد سے آپ کا لقب ''گیسو دراز'' پڑ گیا اور عوام وخواص آپ کو اسی نام سے یاد کرنے لگے۔

(تذکرۂ علمائے ہند فارسی، ص: 82، مطبوعہ: منشی نولکشور، لکھنؤ)

خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کا علمی مقام و مرتبہ: قطب الاقطاب حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہ جامعِ معقول و منقول، ماہرِ شریعت وطریقت اور بلند علمی مقام رکھنے والے عالم و صوفی تھے۔ آپ کا شمار جلیل القدر اصحابِ طریقت اور مایۂ نازِ رجالِ علم ومعرفت میں ہوتا ہے۔ باطنی علوم کے ساتھ ظاہری علوم وفنون میں بھی آپ کا پایہ کافی بلند تھا۔ آپ کی علمی جلالت تاریخی مسلمات سے ہے۔ آپ کی گراں قدر تصانیف اور آپ کی نوکِ قلم سے وجود میں آنے والے مختلف علوم وفنون پر مشتمل تقریباً ایک سو کتب ورسائل اس بات کا ثبوت فراہم کرنے کے لیے کافی ہیں کہ آپ صرف مسندِ ولایت وروحانیت کے ہی صدر نشیں نہ تھے، بلکہ اپنے وقت کے جلیل القدر عالم وفاضل، بلند پایہ محدث ومفسر، بے مثال فقیہ، بلند پایہ محقق و مفکر اور اعلیٰ درجہ کے مصنف بھی تھے۔ مروجہ دینی وادبی علوم کے جملہ شعبوں پر آپ کی نظر تھی۔ کسی بھی علمی موضوع پر مجتہدانہ شان اور عالمانہ طمطراق کے ساتھ گفتگو فرماتے تھے۔ آپ کے مجموعۂ ملفوظات ''جوامع الکلم'' کا مطالعہ کرنے والے قارئین آپ کی علمی جلالت اور عالمانہ شان وشوکت کا اعتراف کرنے پر خود کو مجبور پائیں گے۔ جناب محمد علی خاں مجددی نقشبندی آپ کی علمی جلالت، علوم وفنون میں مہارت وحذاقت، اجتہادی فکر وبصیرت اور آپ کے عالمانہ جاہ و جلال پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے وہ جلیل القدر عارف اور ولیِ کامل تھے کہ ان کی عظمت وجلالت کا اندازہ کرنا دشوار ہے۔ آپ جامعِ کمالاتِ ظاہری وباطنی تھے۔ علومِ

ظاہری میں نہایت اونچا درجہ رکھتے تھے۔ چشتیہ طریقہ کے بزرگوں میں حضرت خواجہ حسن بصری سے حضرت خواجہ نصیرالدین محمود چراغ دہلوی تک کسی نے تصنیف وتالیف کی طرف توجہ نہیں فرمائی، حالاں کہ ان میں سے ہر بزرگ اپنے وقت کے محقق اور درجۂ اجتہاد کے مالک تھے۔لیکن حضرت خواجہ گیسودراز نے بڑی اور چھوٹی تقریباً ایک سو پانچ (105) کتابیں تصنیف فرمائیں۔آپ اپنے عہد کے ایک عظیم ترین قطبِ کامل اور عارف وواصل ہوئے ہیں۔آپ شریعت و طریقت کے جامع اور حقیقتِ حق واسرارِ حقیقت کے محرمِ راز تھے۔ آپ یکتائے روزگار تھے اور ایک ایسا مقام رکھتے تھے جس کی نظیر اولیائے کرام میں بہت کمیاب ہے۔آپ علوم وفنون میں ایک کامل و اکمل محققِ زمانہ تھے۔تمام علومِ مشرقی، ادبِ عربی وفارسی، علومِ دینی، تفسیر وحدیث، فقہ واصولِ فقہ، کلام و بلاغت ومعانی وعلوم عقائد و علوم حکمت میں آپ ایک امامِ وقت اور مجتہدِ عصر کی حیثیت رکھتے تھے۔آپ کا فیضانِ علمی ہر وقت جاری رہتا تھا اور ہمیشہ درس و تدریس کے ذریعہ تحقیقاتِ علمیہ کا انکشاف ہوتا رہتا تھا۔آپ علوم و فنون میں درجۂ کمال رکھنے کی وجہ سے اکثر مشائخ چشت بلکہ اپنے زمانے کے تمام کاملین میں ممتاز حیثیت کے حامل تھے۔آپ نے علومِ حقائق اور علومِ اسرارِ باطن میں وہ موشگافیاں کی ہیں کہ آج منتہی اور صفِ اول کے علما ان کو سمجھ ہی لیں تو وہ بہت کامیاب عالم کہلائیں گے۔آپ کے سامنے تمام علوم صف بستہ کھڑے رہتے تھے اور جس علم وفن پر آپ اظہارِ خیال فرماتے تھے، یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا اسی علم کے خاص ماہر ہیں۔علومِ حکمت اور علومِ فلسفہ میں بھی آپ کو کمال حاصل تھا"۔

(سوانح حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز، ص: 22 / 23، مطبوعہ: کمرشیل بک ڈپو، حیدرآباد)

خواجہ بندہ نواز کی قلمی وتصنیفی خدمات: خواجہ بندہ نواز گیسو دراز علیہ الرحمہ کو اولیائے چشت اہلِ بہشت میں یہ امتیاز وانفراد بھی حاصل ہے کہ آپ کثیر التصانیف عالم وصوفی گذرے ہیں۔آپ نے مختلف موضوعات پر ایک سو سے زیادہ کتابیں تحریر فرمائی ہیں۔ سلطان المحققین، مخدوم جہاں حضرت شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری، غوث العالم، محبوبِ حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی اور قطب الاقطاب حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودراز علیہم الرحمۃ والرضوان کا زمانہ قریب قریب ایک ہے اور یہ تینوں بزرگ کثیر التصانیف ہوئے ہیں۔خواجہ بندہ نواز علیہ الرحمہ کی پوری زندگی درس وتدریس، تعلیم وتلقین، دعوت وتبلیغ، تصنیف وتالیف اور بندگانِ خدا کی ہدایت واصلاح میں بسر ہوئی۔آپ نے بیک وقت تقریر و تحریر دونوں مورچوں کو سنبھالا اور اسلام کی ترویج واشاعت کے حوالے سے گراں قدر خدمات انجام دیں۔آپ نے تصنیفی میدان میں جو گراں قدر نقوش چھوڑے ہیں، ان کی تجلیوں سے ایوانِ شریعت وطریقت میں آج بھی اجالا پھیلا ہوا ہے۔

"تاریخ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان وہند" کے مقالہ نگار ڈاکٹر احسان الٰہی رانا مستند کتبِ تذکرہ وسوانح کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

"برِصغیر پاک وہند میں اشاعتِ اسلام اور روحانی ہدایت کے ساتھ ساتھ عربی زبان اور اسلامی علم کی شاندار خدمات انجام دینے والے متشرع صوفیوں میں سید محمد بن یوسف بن علی دہلوی ثم گلبرگوی عرف سید بندہ نواز گیسودراز کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا.......... تصوف اور تبلیغ کے ساتھ ایک سو پچیس (۱۲۵) کتابیں تصنیف کرنا، یقیناً ایک غیر معمولی کارنامہ ہے اور خصوصاً اس دور میں جب کہ صوفیائے کرام کے

لیے عبادت و ریاضت، اوراد و وظائف اور غیر مسلموں میں تبلیغِ اسلام کے علاوہ کسی دوسرے کام کے لیے وقت نکالنا، ایک مشکل کام تھا۔

(علمائے پاکستان و ہند ص: ۲۹۳، مطبوعہ: تخلیقات، مزنگ روڈ، لاہور)

''صاحبِ سیرِ محمدی'' اور ''مصنفِ بزمِ صوفیہ'' کے بیان کے مطابق آپ کے تحریر کردہ کتب و رسائل کے نام یہ ہیں:

(1) **ملتقط** : یہ قرآن کریم کی صوفیانہ تفسیر ہے۔ اس میں صوفیانہ و عارفانہ رنگ میں قرآنی آیات کی توضیح و تشریح بیان کی گئی ہے۔

(2) **تفسیرِ کلام پاک** : یہ تفسیرِ کشاف کی طرز پر صرف پانچ پاروں کی تفسیر ہے۔

(3) **حواشی تفسیرِ کشاف** : یہ جاراللہ زمخشری کی بلند پایہ تصنیف ''تفسیر کشاف'' پر گراں قدر حواشی کا مجموعہ ہے، جو بیش قدر علمی و تفسیری مباحث پر مشتمل ہے۔

(4) **شرحِ مشارق الانوار** : حدیث کی مشہور کتاب ''مشارق الانوار'' کی عالمانہ و محققانہ توضیح و تشریح پر مشتمل ہے۔

(5) **ترجمۂ مشارق الانوار** : یہ مشارق الانوار کا فارسی ترجمہ ہے۔

(6) **معارف**: یہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمہ کی مشہور آفاق کتاب ''عوارف المعارف'' کی عربی شرح ہے۔

(7) **ترجمۂ عوارف** : یہ عوارف المعارف کی فارسی شرح ہے، لیکن ''ترجمۂ عوارف'' کے نام سے مشہور ہے۔

(8) **شرحِ تعرّف** : حضرت شیخ ابوبکر محمد بن ابراہیم بخاری نے ''تعرف'' کے نام سے تصوف کی ایک معرکۃ الآراء کتاب لکھی ہے۔ یہ اسی کی شرح ہے۔

(9) **شرحِ آداب المریدین (عربی)** : حضرت شیخ ضیاء الدین ابو النجیب عبد القادر سہروردی علیہ الرحمہ کی مشہور اور بلند پایہ تصنیف ''آداب المریدین'' کی یہ فاضلانہ عربی شرح ہے۔

نوٹ : سلطان المحققین، مخدوم جہاں حضرت شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری علیہ الرحمہ نے بھی شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی کی مذکورہ کتاب ''آداب المریدین'' کی گراں قدر شرح فارسی زبان میں ''شرحِ آداب المریدین'' کے نام سے لکھی ہے جو راقم الحروف کے مطالعے میں آچکی ہے۔ الحمدللہ!

(10) **شرحِ آداب المریدین (فارسی)** : یہ حضرت بندہ نواز گیسو دراز علیہ الرحمہ کی تحریر کردہ ''آداب المریدین'' کی فارسی شرح ہے، جس کو مولانا سید حافظ عطا حسین مرحوم نے ایڈٹ کر کے حیدر آباد سے شائع کیا ہے۔

(11) **شرحِ فصوص الحِکم** : یہ کتاب حضرت شیخ محی الدین بن عربی علیہ الرحمہ کی مشہور زمانہ تصنیف ''فصوص الحِکم'' کی شرح ہے اور اپنے موضوع پر ایک شاہکار تصنیف مانی جاتی ہے۔

(12) **شرح تمہیدات عین القضاۃ ہمدانی** : یہ کتاب حضرت ابوالمعانی عبداللہ المعروف بہ عین القضاۃ ہمدانی کی مشہور صوفیانہ تصنیف ''تمہیدات'' کی محققانہ توضیح و تشریح پر مشتمل ہے۔

(13) **ترجمہ رسالۂ قشیریہ**: امام التصوف حضرت شیخ ابو القاسم عبد الکریم بن ہوازن القشیری کے ''رسالۂ قشیریہ'' کا یہ فارسی ترجمہ ہے۔

(14) **حظائر القدس** : اس کتاب کو ''عشق نامہ'' بھی کہتے ہیں۔ اس کا ایک قدیم نسخہ بنگال ایشیاٹک سوسائٹی کے کتب خانے میں موجود ہے۔

(15) **رسالہ استقامۃ الشریعۃ بطریقۃ الحقیقۃ** :

اس میں شریعت، طریقت اور حقیقت کے دقیق علمی مباحث بیان کیے ہیں۔ انڈیا آفس کے فارسی مخطوطات کی فہرست میں اس کتاب کا ذکر ہے۔

(16) **ترجمہ رسالہ شیخ محیی الدین بن عربی۔**

(17) **رسالہ سِیر النبی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم۔**

(18) **شرحِ فقہِ اکبر (عربی و فارسی)**: یہ علمِ توحید وکلام کے موضوع پر امام الائمہ، سراج الامۃ، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی کتاب ''فقہِ اکبر'' کی شرح ہے۔

(19) **حواشی قُوتُ القلوب**: حضرت امام طالب بن محمد بن ابی الحسن بن علی کی مشہور کتاب ''قوت القلوب'' پر یہ مفید اور گراں قدر حواشی پر مشتمل ہے۔

(20) **اسماء الاسرار** : اس کتاب کو جناب مولانا سید عطا حسین مرحوم نے حیدرآباد سے شائع کیا ہے۔ یہ اپنے موضوع پر ایک لاجواب تصنیف ہے۔ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز علیہ الرحمہ خود اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

''میری کتاب اسماء الاسرار میں باطل کو نہ آگے سے آنے کا موقع ہے اور نہ پیچھے سے۔ کوئی اس سے اختلاف نہیں کرسکتا۔ کیوں کہ اس میں توحید کی تجرید اور تفرید کے افراد کے سوا کچھ نہیں''۔

مولانا سید عطا حسین صاحب مرحوم، جو اس کتاب کے مرتب و محقق ہیں، لکھتے ہیں:

اس کتاب کے متعلق بعض بزرگوں کا خیال بالکل صحیح معلوم ہوتا ہے کہ فن تصوف وسلوک و معارف میں ہندوستان میں اس سے بہتر اور اعلیٰ تر کوئی کتاب تصنیف نہیں ہوئی۔ یہ کتاب مبتدی، متوسط اور منتہی سب کے لیے مفید ہے۔ اس میں ذکر ہے، شغل ہے، مراقبہ ہے، مراتبِ سلوک کا بیان ہے۔ عشق ہے، توحید ہے، حقائق و معارف ہیں۔ غرض کہ سب کچھ ہے۔

(21) **حدائق الانس** : اس میں حقیقت ومعرفت کے کچھ رموز واسرار بیان کیے گئے ہیں۔

علاوہ ازیں آپ کے حسبِ ذیل کتب و رسائل ہیں، جن کے موضوعات ان کے نام سے ظاہر ہیں:

(22) ضرب الامثال (23) شرحِ قصیدۂ مانی (24) شرحِ عقیدۂ حافظیہ (25) عقیدۂ چند ورق (26) رسالہ در بیانِ آدابِ سلوک (27) رسالہ در بیانِ اشاراتِ محبان (28) رسالہ در بیانِ ذکر (29) رسالہ در بیانِ " رأیت ربی فی احسنِ صورۃ " (30) رسالہ در بیانِ معرفت (31) رسالہ در بیانِ بود وہست وباشد۔

''سیرِ محمدی'' کے مؤلف نے ان خلافت ناموں کو بھی آپ کی تصانیف میں شمار کرایا ہے، جو حضرت بندہ نواز گیسو دراز علیہ الرحمہ نے اپنے خلفا کو لکھ کر دیے تھے۔ ان تحریری خلافت ناموں کی تعداد چار ہے۔ بنگال ایشیاٹک سوسائٹی کے فارسی مخطوطات کے مطابق حضرت گیسو دراز کے مزید کچھ رسائل کے نام یہ ہیں:

رسالہ در تصوف، شرحِ بیت امیر خسرو دہلوی، رسالہ اذکارِ خانوادۂ چشتیہ، وجود العاشقین۔

بنگال ایشیاٹک سوسائٹی کے فارسی مخطوطات میں آپ کی ایک تصنیف 'خاتمہ'' کا بھی ذکر ہے۔ یہ بظاہر تو شرحِ آداب المریدین کا تکملہ یا ضمیمہ ہے، لیکن بجائے خود ایک مستقل کتاب کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس رسالے میں آپ نے اپنے زمانہ کے حالات

کے مطابق ایک سالک کے لیے عبادات و معاملات کا لائحۂ عمل پیش کیا ہے، جو آج بھی ذوق وشوق کے ساتھ پڑھا جا سکتا ہے۔

(بزمِ صوفیہ، ص: 509 تا 512، مطبوعہ: دار المصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ)

بابائے اردو مولوی عبد الحق نے اپنی کتاب ''اردو کی ابتدائی نشو ونما میں صوفیائے کرام کا کام'' میں ''معراج العاشقین'' کا نمونۂ نثر پیش کرنے کے بعد آخر میں ص ۴۲/۳۲ پر لکھا ہے کہ:

''علاوہ اس رسالے کے میرے پاس آپ کے اور متعدد رسالے اس زبان (دکنی/قدیم اردو) میں ہیں۔ تلاوت الوجود، در الاسرار، شکار نامہ، تمثیل نامہ، ہشت مسائل وغیرہ۔ اگرچہ زبان ان کی قدیم ہے۔ لیکن یہ کہنا بہت مشکل ہے کہ انہیں کی تصنیف ہیں یا ان سے منسوب ہیں''۔

ماہنامہ ''شہباز'' گلبرگہ میں شائع سید مبارز الدین رفعت کے تحقیقی مضمون سے ظاہر ہوتا ہے کہ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز نے ''معراج العاشقین'' کے علاوہ مزید چھ کتابیں اردو زبان میں تحریر فرمائی ہیں، جو حسبِ ذیل ہیں:

(1) شکار نامہ (2) رسالہ سہ بارہ (3) ہدایت نامہ (4) تلاوت الوجود (5) ہشت مسائل (6) تمثیل نامہ۔

(ماہنامہ شہباز، گلبرگہ شریف، جنوری و فروری 1962، ص: 10)

مولانا حافظ سید عطا حسین صاحب کی تحقیق و تصحیح کے ساتھ حضرت خواجہ بندہ نواز کے گیارہ فارسی کتب و رسائل کا جو مجموعہ ''مجموعۂ یازدہ رسائل'' کے نام سے انتظامی پریس، حیدرآباد، دکن سے شائع ہوا ہے، اس میں مندرجہ ذیل کتب و رسائل موجود ہیں:

(1) تفسیر سورہ فاتحہ شریف (2) استقامت الشریعت بطریق الحقیقت (3) رسالہ در مسئلۂ رویتِ باری تعالیٰ و کراماتِ اولیا (4) حدائق الانس (5) رسالہ توحیدِ خواص (6) رسالہ منظوم دراز کار (7) رسالہ مراقبہ (8) رسالہ اذکارِ چشتیہ (9) شرح بیت حضرت امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (10) برھان العاشقین معروف بہ قصہ چہار برادر و مشہور بہ ''شکار نامہ'' (11) وجود العاشقین۔

''برھان العاشقین'' معروف بہ قصہ چہار برادر و مشہور بہ ''شکار نامہ''۔ یہ محض ایک صفحہ کا مختصر مضمون ہے، جس میں خواجہ بندہ نواز نے حقیقتِ انسانی کا ابتدائے آفرینش سے انتہائے کارِ دنیاوی (موت) تک کا خاکہ بے حد لطیف اور اچھوتے پیرائے میں کھینچا ہے۔ صوفیا حضرات میں آپ کا یہ مختصر رسالہ اس قدر مقبول ہوا کہ متعدد اکابرِ طریقت نے اس کی مختصر اور مطول شرحیں لکھی ہیں۔ اس کے شارحین میں میر سید عبد الواحد بلگرامی، میر سید محمد کالپوی اور شاہ رفیع الدین محدث دہلوی جیسے اکابرین شامل ہیں، جس سے رسالے کی اہمیت و افادیت ظاہر ہوتی ہے۔

مکتوبات وملفوظات: مذکورہ کتب و رسائل کے علاوہ خواجہ بندہ نواز کے چھیاسٹھ مکتوبات (66) پر مشتمل ایک مجموعہ بھی ہے، جسے آپ کے خلیفہ شیخ ابو الفتح علاء الدین نے مرتب کیا ہے۔ جناب سید عطا حسین صاحب کے بقول: اس مجموعہ میں حضرت خواجہ بندہ نواز کے چھیاسٹھ (66) مکتوبات ہیں۔ ان میں ایک مکتوب (مکتوب نمبر: 39) سلطان فیروز بہمنی بادشاہ گلبرگہ کے نام اور ایک مکتوب (مکتوب نمبر: 66) حضرت مسعود بک چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے نام ہے۔ بقیہ سب مکاتیب مریدوں اور خلفا کو لکھے گئے ہیں۔

(مقدمہ مکتوبات خواجہ بندہ نواز گیسو دراز، ص: 2، مطبوعہ: آفرین برقی پریس، حیدرآباد، سنِ اشاعت: 1362 ہجری)

نمونے کے طور پر حضرت خواجہ بندہ نواز کا صرف ایک مکتوب یہاں

نقل کیا جاتا ہے، جسے آپ نے سلطان فیروز بہمنی بادشاہ گلبرگہ کو ارسال فرمایا تھا۔

مکتوب سی و نہم (مکتوب نمبر: 39): ”بجانب سلطان فیروز شاہ گلبرگہ“

”اللھم پادشاہ مارا وشاہزدگان مارا در حفظ وعصمت خود دار و ملکت و مکنت ودستگہ پادشاہ را بقدر ہمت و وسعت دلرا بخش آں بلند ہمت ما را ہر جا کہ خصمے دشمنے است پست بادا رجو بل اتیقن کہ تقدیرِ ازلی موافقِ دعائے ماست۔ الحمد لله علی ذالك و السلام“۔

(مکتوبات خواجہ بندہ نواز گیسو دراز فارسی، ص: 86، مطبوعہ: آفرین برقی پریس، حیدر آباد، سنِ آشاعت: 1362ھ)

تذکرہ و سوانح کی کتابوں میں آپ کے گراں قدر ملفوظات کے چار مجموعوں کا ذکر ملتا ہے، جن میں ”جوامع الکلم“ کو غیر معمولی شہرت حاصل ہے۔ آپ کی عبقری شخصیت، تہہ دار فکر وفن، اور مختلف علوم وفنون میں آپ کی اجتہادی بصیرت کو سمجھنے کے لیے یہی ایک کتاب کافی ہے۔ کیوں کہ اس میں علوم ومعارف کا خزانہ پوشیدہ ہے۔ آپ کی نورانی وعرفانی محفل میں جس موضوع پر بھی گفتگو ہوئی ہے اور مریدین ومسترشدین نے جس قسم کے سوالات کیے ہیں، آپ نے ان کے مدلل اور تحقیقی جوابات دیے ہیں۔ قرآن، حدیث، فقہ و تفسیر اور فلسفہ وکلام کے سینکڑوں اہم اور ادق مسائل ومباحث نے اس کتاب کو اسم بامسمیٰ بنا دیا ہے۔ شائقینِ تصوف وسلوک کے لیے یہ مجموعۂ ملفوظات کسی نعمتِ مترقبہ سے کم نہیں۔ آپ کے علمی آثار میں اس کتاب کو غیر معمولی مقام حاصل ہے۔ **(باقی آئندہ)**

جامعہ امام اعظم ابو حنیفہ لکھنو میں نماز جمعہ کا افتتاح

خطے میں تعلیمات اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت کا آغاز

بروز جمعہ بتاریخ ۳/ مارچ ۲۰۲۳ء بالا گنج لکھنو میں اہل سنت کی جدید دینی درسگاہ جامعہ امام اعظم ابو حنیفہ میں نماز جمعہ کا آغاز عمل میں آیا۔ اس کے لیے فقیر نے شہر لکھنو کے قاضی شرع حضور گلزار ملت مدظلہ العالی سے بہت پہلے گزارش کی تھی۔ نماز جمعہ کے لیے جملہ ضروریات بشمول منبر، ڈائز، مائیکروفون سسٹم سب کچھ نیا خریدا گیا۔ علاقے کے ائمہ مساجد اور علمائے کرام کو شریک جمعہ ہونے کی دعوت دی گئی۔ صبح دس بجے ہی لوگ آنا شروع ہو گئے تاکہ اگلی صفوں میں جگہ مل سکے۔ ہم نے احتیاطاً تینوں منزلوں پر فرش بچھوا دیا تھا اور اذان ہونے تک دونوں منزلیں کھچا کھچ بھر گئیں۔ کلیدی خطاب مولانا انیس عالم سیوانی کا رہا۔ حضرت علامہ محمد صدیق صاحب ومولانا قاری برہان الدین صاحب کا بھی مختصر بیان ہوا۔ پھر حضور گلزار ملت نے فقیر کا تیار کردہ ادارے کا اعلامیہ پڑھ کر لوگوں کو سنایا جس میں واضح کیا گیا کہ نماز کی یہ جگہ صرف اہل سنت وجماعت یعنی اصول وفروع میں امام اعظم ابو حنیفہ اور سرکار اعلیٰ حضرت کے مذہب ومسلک کے ماننے والوں کے لیے ہے۔ اس اعلان کے ساتھ ہی ماحول بڑا روحانی ہو گیا اور ایسے ہی پُر کیف ماحول میں نماز جمعہ ادا کی گئی پھر آخر میں اعلیٰ حضرت کے لکھے صلاۃ وسلام ”مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام“ کے نغمے سے پوری عمارت گونج اٹھی۔ اس نماز جمعہ کے ذریعہ توقع ہے کہ خطے میں اہل سنت کی تعلیمات کی نشر واشاعت کے ایک نئے دور کا آغاز ہوگا۔

(فقیر فیضان المصطفیٰ قادری غفرلہ)

صلح کلیت۔ اقسام واحکام

از۔مولانا محمد توصیف رضا قادری علیمی ،الغزالی اکیڈمی واعلیٰ حضرت مشن

یہ چیز واضح رہے کہ صلح کل، درحقیقت کفرونفاق ہے، جس کا مقصد حق اور باطل کے درمیان امتیازی فرق کو نیست و نابود کرنا ہےاوراس روش پر چلنے والےکوصلح کلی کہتے ہیں نیز صلح کلی سے مراد تمام بدمذاھب (مثلاً وھابی، دیوبندی، اہلحدیث، قادیانی، رافضی وغیرہ) سے عملی یا اعتقادی طور پر صلح کر لینایا اُن بدمذہبوں سے میل جول رکھنا یا اُنہیں حق جاننا بہرحال صلح کلیت ہےاس سے یہ معلوم ہوا کہ صلح کلی کی دوقسمیں ہیں، عملی صلح کلی اوراعتقادی صلح کلی۔

(1) عملی صلح کلی: جوان بدمذہبوں سے میل جول، شادی بیاہ وغیرہم کسی بھی طرح کی رشتہ داری رکھےلیکن ان کے عقائد باطلہ کو نہ مانے یا نہ جانے وہ عملی صلح کلی ہےاوروہ فاسق وگمراہ ہے، سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں:

’’وہابی وغیرمقلدین ودیوبندی ومرزائی وغیرہم فرقے آجکل سب کفارمرتدین ہیں ان کے پاس نشست برخاست حرام ہے، ان سے میل جول حرام ہےاگرچہ اپنا باپ یا بھائی یا بیٹے ہوں، اوراگران کو یقیناً کافر جانتاہےاور پھران سے میل جول رکھتاہےتواگرچہ اس قدر سے کافرنہ ہوگا مگر فاسق ضرور ہےاوراسے امام بنانا گناہ اوراس کے پیچھےنمازمکروہ تحریمی قریب بحرام کہ پڑھنی گناہ اورپھیرنی واجب‘‘۔

(فتاویٰ رضویہ ج9 ص 311 / 312، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

توضیح: اس طرح کی صلح کلی، آج کل سینوں میں بڑھتی جارہی ہے، اس کی علامت یہ ہے کہ بدمذہبوں (گستاخوں) سے دوستی، محبت، میل جول، ان کے یہاں جانا، انہیں اپنے یہاں بلانا، اہلسنت کی مسجد میں آنے دینا، درس وتبلیغ کی اجازت دینا، منع کرنے پر باز نہ آنا، ان کی طرف جھکاؤ یا مائل ہونا، بالخصوص اُن کے رد کرنے پر اپنی ناراضگی ظاہر کرنا اور پوچھنے پر مصلحت کا بہانہ بنانا وغیرہ عملی طرز جو یقیناً بدمذہبی اور سخت ترین فسق اور ایسوں کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی بلکہ اسے امام بنانا گناہ۔

تنبیہ: چونکہ وہابی دیوبندی اجماعا کافرومرتد وبے دین ہیں لہٰذا اُن سے کسی طرح کا معاملہ بالخصوص علماء کومنع ہے کہ اُن کا ملنا عوام کے لیے گمراہی کا موجب ہے، چنانچہ حُضورتاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری الازہری رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں:

’’علماء کے لئے کچھ تخصیص وجوب نہیں بلکہ علماء پراس صورت میں مواخذہ شدید ہے کہ بدمذہبوں سےان کا ملنا ہزاروں عوام کے ارتداد وگمراہی کا موجب ہوگا اورایسے لوگ ’’قائد اہل سنت‘‘ کہلانے کے مستحق نہیں‘‘۔

(فتاویٰ تاج الشریعہ، ج2 ص 231)

(2) اعتقادی صلح کلی: یہ چیز صاف ہے کہ جوان بدمذہبوں سے میل جول رکھے، ساتھ ہی ان کے عقائد کُفریہ سے مطلع ہوکر اُن کے کفر میں شک کرے یا کلی طور پر اُن کے عقائد باطلہ کو حق جانے

(یعنی جن بدمذہبوں کی بدمذہبی حد کُفر تک پہنچ گئی ہے) اور جو یہ اعتقاد رکھے کہ وہ سب حق پر ہیں تو وہ اعتقادی صلح کلی ہے اور ایسا صلح کلی بلاشبہ کافر و مرتد ہے۔ چنانچہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

''ایسا صلح کلی جو دیوبندیوں وغیرہم کو جن کی بدمذہبی حد کفر تک پہنچ گئی، دانستہ مسلمان جانے، انہیں کی طرح مرتد، بے دین ہے۔ اس کے (یعنی ایسے صلح کلی کے) پیچھے نماز محض باطل بلکہ اسے دانستہ امام بنانا کفر ہے کہ تعظیم کافر کفر اور انہیں صف میں کھڑا کرنا حرام ہے''۔

(فتاویٰ تاج الشریعہ ج2 ص184)

توضیح: ایسا صلح کلی اکثر وھابی دیوبندی رافضی وغیرہ تمام بدمذاہب میں پائے جاتے ہیں جو تقیہ کر کے سنیوں کے صفوں میں شامل ہو جاتے ہیں اور آہستہ آہستہ اپنی بدمذہبی کی تبلیغ کرتے ہیں، حضور صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ القوی بہار شریعت میں لکھتے ہیں:

''آج کل کے بہت سے وہابی بھی اپنی وہابیت چھپاتے اور خود کو سنی ظاہر کرتے ہیں اور جب موقع پاتے ہیں تو بدمذہبی کی آہستہ آہستہ تبلیغ کرتے ہیں''۔

(بہار شریعت حصہ 16، ص534)

اس طرح کے صلح کلی کی علامت عملی صلح کلی ہی کی طرح ہوتی ہے پس اس میں خاص علامت یہ ہے کہ جب اُن بدمذہبوں کے کفریہ عقائد سے مطلع کراؤ اور اس سے توبہ کرنے کو کہو تو انکار کر دیتے ہیں جو یقیناً چھپا ہوا بدمذہب ہوتا ہے۔ حضرتِ شارح بُخاری رحمۃ اللہ القوی ایسے بدمذہب کے متعلق فرماتے ہیں:

''پھر جب یہ اس کفری قول سے توبہ کرنے سے انکار کرتا ہے تو یہ بھی دلیل ہے کہ واقعی وہ دیوبندی ہے۔ اگر وہ سنی ہوتا تو ضرور توبہ کر لیتا''۔

(فتاویٰ شارح بُخاری: ج2 ص378-377)

حُضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری الازہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ایسا شخص جو یہ کہتا ہے کہ ہم لوگ نہیں چاہتے کہ وہابیت و سنیت ظاہر کیا جائے، نہایت ملزم و گناہ گار ہے، بلکہ اظہر یہ ہے کہ وہ صلح کلی ہے یا چھپا وہابی ہے اس کے عقائد کی تحقیق کی جائے۔

(فتاویٰ تاج الشریعہ ج 2 ص207)

تنبیہ: صلح کل فساد کی جڑ ہے، صلح کل افراد ہر طبقے میں ہیں اور ہر ایک طبقے میں علیحدہ علیحدہ مختلف طریقوں سے اپنی صلح کلیت ملعونہ کا پرچار کرتے ہیں جیسا کہ آج کے دور میں یہ چیز واضح ہے۔ لہٰذا ان صلح کلی (منافقوں) کو پہچاننا اور اُن سے دور رہنا نہایت ضروری بلکہ ہمارا ان سے جہاد ہے۔

''یٰاَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِینَ یَلُونَکُم مِّنَ الکُفَّارِ.''

یعنی اے ایمان والو جہاد کرو ان کافروں سے جو تمہارے قریب ہیں۔

(التوبہ:123)

موجودہ زمانہ میں بدمذہبوں سے میل جول عوام تو عوام خواص بھی کر رہے ہیں۔ بڑے بڑے وہ دینی گھرانے کہ جن کی پہچان ردّ بدمذہبیت سے ہوئی ان کے افراد بھی حیلے بہانے کر کے بدمذہبوں سے میل جول اندھیرے اجالے میں کر لیتے ہیں جس کی وجہ سے عوام بدمذہبوں سے میل جول رکھنے میں جری ہوتی جا رہی ہے۔

☆

سیاسی بصیرت اور دفع مظالم کی ضرورت

از۔مولانا طارق انور مصباحی

جمہوری ممالک میں جو قوم سیاست وحکومت سے دور رہتی ہے،وہ رفتہ رفتہ زوال پذیر ہوتی جاتی ہے۔آزادی کے بعد بھارتی مسلمانوں کی خستہ حالی کا اہم سبب سیاست وحکومت سے دوری ہے۔حالیہ چند سالوں سے ملک کے حالات جس تیزی سے بدلتے جا رہے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ملک کے موجودہ حالات کا جبری تقاضا ہے کہ قوم مسلم کے مذہبی قائدین بھی سیاست میں دل چسپی لیں اور قوم مسلم کی صالح سیاسی رہنمائی فرمائیں۔

(۱)سیاسی شعور بیدار کرنے کے واسطے کسی پارٹی سے منسلک ہونا ضروری نہیں۔حضرت صدرالافاضل قدس سرہ العزیز نے مسلمانان برصغیر کی سیاسی رہنمائی کے واسطے ۱۹۲۵ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس قائم فرمائی۔علمائے اہل سنت وجماعت ''آل انڈیا سنی کانفرنس'' کے پلیٹ فارم سے ملک کی آزادی یعنی ۱۹۴۷ء تک مسلمانوں کی سیاسی رہنمائی فرماتے رہے۔مسلمانوں کی سیاسی رہنمائی کے واسطے یہ ایک مستقل تحریک تھی۔کسی سیاسی پارٹی سے اس کانفرنس کا انسلاک والحاق نہیں تھا۔

(۲)عصر حاضر میں قوم کی سیاسی رہنمائی کے واسطے کوئی تنظیم موجود نہیں اور نہ ہی اس کی کوئی خاص ضرورت ہے۔سیاسی امور سے دل چسپی رکھنے والے اصحاب علم وفضل انفرادی طور پر قوم کو صحیح راہ دکھاتے رہیں۔سوشل میڈیا کا پلیٹ فارم بہت وسیع ہے۔اس کے ذریعہ قوم مسلم کے اندر سیاسی شعور بھی بیدار کیا جاسکتا ہے اور مسلمانوں کو صحیح مشورے بھی تفویض کیے جاسکتے ہیں۔

(۳)بھارت کی گودی میڈیا نے اسلام ومسلمین کو بدنام کرنے کی قسم کھا رکھی ہے۔اس کی غلط بیانیوں کو اجاگر کرتے رہیں, تا کہ وہ ذلیل ورسوا ہو کر پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو جائے۔ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں تو بہت کچھ ہو چکا اور جو کچھ باقی ہے، وہ بھی ہوسکتا ہے۔ہم انتہائی شاطر دشمنوں کے نرغے میں ہیں۔ایسے خطرناک دشمن جب محبت ظاہر کریں تو اس پر بھی بھروسہ نہیں کیا جاسکتا۔قصاب اپنے ہاتھوں میں گھاس لے کر بھاگ جانے والے جانور کے پاس جاتا ہے،اسے چمکارتا ہے،جب وہ جانور قریب آتا ہے تو اسے پکڑ کر انجام تک پہنچا دیتا ہے۔

فارغین مدارس کی نسل جدید میں بہت سی مثبت تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔آج سے پانچ چھ سال قبل تک فارغین مدارس عام طور پر مذہبی موضوعات پر خامہ فرسائی کرتے تھے۔ بفضلہ تعالی اب غیر مذہبی موضوعات پر بھی طبع آزمائی کرتے ہیں اور بہت سے عمدہ مضامین نظر نواز ہوتے ہیں۔اسلام کی حفاظت اور مسلمانوں کی بھلائی کی نیت سے جو جائز کام کیا جائے وہ قابل تحسین اور امر محمود ہے۔

(۴)بھارت میں مسلمانوں کی آزادی سلب کرنے کے عملی اقدام شروع ہو چکے ہیں،اس کو کیسے روکا جائے۔دفاعی قوتوں کو کیسے متحرک کیا جائے۔آپ چھوٹی موٹی کوششیں کرتے رہیں، پھر ان شاء اللہ تعالیٰ کوئی مسیحا جلوہ گر ہو گا جو منجدھار میں ہچکولے کھانے والی قوم کی کشتی کو اپنے زور بازو سے ساحل نجات تک کھینچ لائے گا۔اگر قوم سو جائے تو مسیحا بھی آنکھوں پر مسح کرتا رہ جائے گا۔

بھارت میں کوئی مسلم بادشاہ نہیں۔ایسی صورت میں یہاں جہاد کی اجازت نہیں۔بیرون ملک کی بعض جہادی تنظیموں سے رابطہ کے سبب بعض مسلم نوجوان حکومت کی گرفت میں آجاتے ہیں اور پھر ان کی زندگی تباہ کر دی جاتی ہے۔کوئی بھی کلمہ گو ایسی تحریکوں سے وابستگی قائم نہ کرے۔اس سے خود اس کا مستقبل بھی تباہ ہوتا ہے اور قوم مسلم پر بھی آفت آتی اور بدنامی ہوتی ہے۔جمہوری اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے قوم مسلم کی بھلائی کی کوشش ضرور جاری رہنی چاہئے۔ دہشت گردوں سے دور رہیں۔سکھوں نے بھی زور آزمائی کی کوشش کی تھی۔آپریشن بلیو اسٹار ۱۹۸۴ء کے موقع پر پنجابیوں کو تہس نہس کر دیا گیا۔نہتے لوگ فوجوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

(۵)فرقہ پرست قوتیں بھارت کو ہندو راشٹر بنانے کے واسطے سر توڑ کوششیں کر رہی ہیں اور ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہیں۔ان شاء اللہ تعالیٰ حالات درست ہوں گے،بشرطے کہ ہم حالات کی درستگی کے واسطے جائز اور موثر کوشش کریں۔۲۰۲۴ء میں حکومت کی تبدیلی کے واسطے ماحول سازی کریں۔سب کچھ ممکن ہے۔ممکن کو محال سمجھنا ہی غلط ہے۔

آزادی کے بعد مسلسل پانچ لوک سبھا الیکشن میں کانگریس کو

زبردست کامیابی ملی۔اہل ملک نے یہ سمجھ لیا تھا کہ کانگریس کو شکست نہیں دی جاسکتی ۔جب ایمرجنسی (25 جون 1975 تا21مارچ 1977) کے بعدلوک سبھا الیکشن 1977 میں کانگریس پارٹی کی شکست ہوئی،تب بھارتیوں کو یقین ہوا کہ کانگریس پارٹی بھی ہار سکتی ہے۔اسی طرح ابھی لوگوں کواس بات کا یقین ہی نہیں ہو پا رہا ہے کہ بھاجپا بھی ہار سکتی ہے۔

تاتاریوں کی لگاتار فتح یابی اور ہرمحاذ پر کامیابی دیکھ کر دنیاوالوں کو یہ یقین ہو چلا تھا کہ اب تاتاریوں کو روکنا بہت مشکل ہے۔ یہ لوگ سارے اسلامی علاقوں ودیگر ممالک پر قابض ہوجائیں گے،لیکن جب زوال کسی سے دوستی کرتا ہے تو اسے ہلاکت تک پہنچا دیتا ہے۔مصروشام کے سرحدی علاقوں میں واقع ''عین جالوت'' کے پاس 25رمضان المبارک 658 مطابق 1260 عیسوی کو تاتاریوں اور مسلمانوں کا فیصلہ کن معرکہ لڑا گیا۔

تاتاریوں نے بغداد کو تباہ کر دیا تھا۔مصروشام کے بہت سے علاقوں پر چنگیزی خاندان قابض ہو چکا تھا۔اب یہ لوگ مصر پر حملہ کی تیاری کر رہے تھے۔ ہلاکو خاں کا سپہ سالار کتبغا خاں بیس ہزار کے لشکر کے ساتھ عین جالوت کے میدان میں خیمہ زن تھا۔چنگیز خاں کے پوتے ہلاکو خاں (1218-1265) یااس کے سپہ سالار کتبغا خاں نے سلطان مصر سیف الدین قطز کوایک دھمکی آمیز خط لکھا تھا کہ تم میری اطاعت قبول کرلو۔اگر تم نے میری بات نہ مانی تو اس کا انجام ایسا ہوگا جوتم نہیں جانتے۔تاتاری سفیر کےلائے ہوئے خط میں مرقوم تھا:''یہ اس کا فرمان ہے جوساری دنیا کا آقا ہے کہ اپنی پناہ گاہیں منہدم کردو،اطاعت قبول کرلو۔اگرتم نے یہ بات نہ مانی تو پھرتم کو جو کچھ پیش آئے گا، وہ بلندوبالا اور جاودانی آسمان کے علاوہ کوئی نہیں جانتا''۔

تاتاری سفیر نے انتہائی رعونت آمیز انداز میں یہ خط سلطان مصر کے سامنے پھینک دیا۔ یہ حقارت آمیزطریق کار دیکھ کرسلطان مصراوراس کے عظیم سپہ سالار رکن الدین بیبرس (1223-1277) کی آنکھیں غصے سے سرخ ہوگئیں۔سلطان مصر کو خط پڑھ کرسنایا گیا۔ سلطان مصر نے جواب دیا کہ ہلاکو خاں سے ہمارا کوئی جھگڑا نہیں،لہٰذا اسے چاہئے کہ ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ کر واپس چلا جائے۔تاتاری سفیر نے سلطان کو جواب دیا:''گویا تم چاہتے ہو کہ تمہارا حشر بھی وہی ہو، جو ہم تمہارے خلیفہ کا کر کے آئے ہیں۔جان لو کہ ہمارے آقا کی قوت لامحدود ہے اور دنیا کی کوئی قوت اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی''۔تاتاری سفیر کا یہ بے ادبانہ اور متکبرانہ جواب سن کر سلطان مصر آگ بگولہ ہوگیا۔سلطان مصر نے تاتاری سفیر کی گستاخانہ باتیں سن کر حکم دیا کہ''ان تاتاریوں کی زبانیں گدی سے کھینچ کر ان کوقتل کردیا جائے۔ ہماری طرف سے خط کا یہی جواب ہے''۔

ہلاکو خاں کے سفیروں نے بھی فتوحات کے نشے میں بدمست ہوکر بادشاہ مصر کے سامنے اس کی گستاخی کی۔جب نااہلوں اوراحمقوں کوترقی وعروج حاصل ہوتا ہے تو وہ فرعون ونمرود بن جاتے ہیں جیسا کہ بھارت میں فرقہ پرست قوتیں طاقت پا کراچھل کود مچا رہی ہیں۔

اس کے بعد سلطان مصر الملک المظفر سیف الدین قطز اپنے سپہ سالار رکن الدین بیبرس اور بیس ہزار کا لشکر لے کر عین جالوت کے پاس پہنچے۔عین جالوت کے پاس مسلم افواج اور تاتاریوں کے لشکر کے درمیان سخت معرکہ آرائی ہوئی۔اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کوفتح عظیم عطا فرمائی۔ تاتاریوں میں سے کوئی بچ نہ سکا۔بہت سے سپاہی قتل ہوئے اور بہت سے قید ہوئے۔ چنگیزیوں کے سپہ سالار کتبغا خاں کومسلم افواج کے سپہ سالار رکن الدین بیبرس نے گرفتار کرلیا، پھراسے قتل کردیا۔تاتاری سپہ سالار کتبغا خاں کی لاش مصر لائی گئی اور تاتاری فوج کے قیدیوں کو بھی مصر لایا گیا۔تاتاری سالار کی لاش اور تاتاری فوج کے قیدیوں کو قاہرہ کی گلیوں میں گشت کرایا گیا۔اس کے بعد قیدی سپاہیوں کو بھی قتل کر دیا گیا۔تاتاریوں نے ایسی بدترین شکست کبھی نہیں کھائی تھی۔اس شکست کے بعد تاتاریوں کی فتوحات کا سلسلہ تھم گیا۔لوگوں کا یہ وہم بھی دور ہوگیا کہ تاتاری افواج ناقابل تسخیر ہیں اورکوئی ان کو شکست نہیں دے سکتا۔

تاتاریوں کی تاریخی شکست کی خبر جنگل کی آگ کی طرح ساری دنیا میں پھیل گئی۔فلسطین وشام کے بہت سے علاقوں میں مسلمانوں نے بغاوت کردی اور بہت سے علاقے چنگیزیوں سے چھین لیے۔اب ہر جگہ لوگ تاتاریوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے اور چین کے جنگلی علاقوں کے یہ وحشی درندے منہ پھاڑ کر موت کے منہ میں چلے جاتے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہونا غلط ہے۔ ہرشخص اپنی طاقت وقوت کے مطابق ظلم وستم کو دور کرنے کی کوشش کرے۔قانون کو اپنے ہاتھ میں نہ لے۔اہل حکومت سے بھی انصاف کا مطالبہ کرے۔سازشیں بہت عروج پر ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت لامحدود ہے۔

ارتداد کی نئی صورت فتنۂ گوہر شاہی

مفتی رفیق احمد کولاری قادری، کرناٹک

اسلام خدا کا پسندیدہ اور محبوب مذہب ہے۔ اسلام کو دنیا میں آئے ہوئے چودہ سو سال سے زیادہ کا عرصہ گزر گیا۔ اس طویل عرصہ میں ہزاروں بلائیں اور آفتیں اسلام اور اہل اسلام پر آئیں۔ بڑی ہمت، حوصلے اور جوانمردی کے ساتھ اسلام اور اہل اسلام نے ان سب کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ حضور پرنور ﷺ کے اس لہلہاتے ہوئے چمنستان کو اجاڑنے کی کوششیں کی گئیں، تیز وتند آندھیاں وطوفان اور ہوائیں اپنا اپنا زور دکھا کر بڑی شرمندگی کے ساتھ ہزیمت و ریخت کی سراپا تصویر بن کر رہ گئیں۔ اس روشن وتابناک چراغ کو گل کرنے کی ہزار کوششیں کی گئیں لیکن قدرت الٰہی کی حفاظت وصیانت کے صدقے ہزار کاوشوں کے باوجود وہ آج تک تابندہ ودرخشندہ ہے۔ کبھی اس کی روشنی مدھم نہ ہوئی اور نہ ہوگی۔ ان شاء اللہ۔ اسلام کا یہ آفتاب نیم روز کی طرح چمکتا دمکتا رہا اور ایسا کیوں نہ ہو کہ اس کی حفاظت کا ذمہ خدائے وحدہ لاشریک نے اپنے ذمۂ کرم پر لے رکھا ہے۔ تو بتائیے جس کا محافظ ونگران خدا ہو اس دین کو کون ہرا اور گرا سکتا ہے کیا خوب کہا شاعر نے۔

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

ہمیشہ کفر وارتداد کے تاریک بادل اس پر منڈلاتے رہے اور وقت کے دھارے میں وہ تنکے کی طرح بے وقعت ہو کر بہہ گئے۔ کفر ہمیشہ اپنی طاقت وقوت کی پنجہ آزمائی کرتا رہا لیکن قدرت یزدی کے سامنے کمزور ولاغر اور شکست یافتہ وبے بس ہو کر اسے لوٹنا پڑا۔ کبھی ''مسیلمہ کذاب'' کا فتنہ ابھرا تو اس کی سرکوبی کے لئے اللہ تعالیٰ نے سیدنا صدیق اکبر کو اس کے مقابلہ کی ہمت عطا فرمائی۔ جب اکبر نے ''دین الٰہی'' کی داغ بیل ڈالی تو اس کے قلع قمع کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس وقت مجدد الف ثانی احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ کو توفیق عطا فرمائی۔ جب ''انکار حدیث'' کا فتنہ سر اٹھانے لگا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے علامہ عبدالحق محدث دہلوی کو اس کا مقابلہ کرنے کیلئے حوصلہ عطا فرمایا۔ جب مسیح کذاب مرزا غلام قادیانی نے جھوٹی نبوت کا دعوی کیا تو اس کو کیفر کردار تک پہنچانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے بریلی کے مرد قلندر امام احمد رضا خان کو اس کی توفیق بخشی۔ اسی طرح جب جب کفر وارتداد نے اپنے پر مضبوط کرنے کی تیاری کی تب تب اللہ تعالیٰ نے اس کی بیخ کنی کیلئے بندگان خدا کو تیار کیا اور انہوں نے الحمد للہ ان تمام فتنوں کی ایسی دھجیاں اڑائی کہ آج اس کا نام ونشان ملنا مشکل ہے۔ لیکن یہی فتنہ اپنی نیم جان کے ذریعہ پھر لوگوں کے ایمان وعقیدہ پر حملہ آور ہوتا رہتا ہے اور کسی نہ کسی کو اپنے جھانسے میں پھنسا لیتا ہے۔

انہیں فتنوں میں سے ایک فتنہ ''ارتداد گوہر شاہی'' آج کل ہماری اور پڑوسی ملک کے دیہی علاقوں کے سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان وعقیدہ کو غارت کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔ تصوف

وروحانیت کا جھانسا دیکر سادہ لوح مسلمانوں کو کفر وارتداد کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈھکیلنے کی سعی ناتمام کر رہا ہے۔لیکن خدا کا بڑا کرم ہے کہ تین چار دہائیوں سے پہلے ہی ہمارے اسلاف اور علمائے ربانیین نے اس فتنہ کو آشکارا کیا اور ان کے کفری عقائد ونظریات کو عوام الناس کے سامنے خوب اجاگر کیا تا کہ عوام ان کے جھانسے سے محفوظ و مامون رہے۔الحمد اللہ! اسی کا نتیجہ کہئے کہ خواص تو خواص عوام کو بھی اس دجالی فتنے کے بارے میں معلوم ہے۔لیکن پھر ایک بار اس دجال ومرتد ''ریاض احمد گوہر شاہی'' کا چیلہ ''یونس الگوہر'' اپنی میٹھی میٹھی اور من گھڑت روحانیت وتصوف کی باتیں بول کر عوام الناس کے ایمان وعقیدے پر ڈاکہ زنی کی کوشش میں لگا ہے۔قسمیں کھا کھا کر قرآن کی آیتیں سناتا ہے اور بکواس وہذیان گوئی سے کام لیتے ہوئے کہتا ہے کہ یہ سب قرآن وحدیث کی باتیں ہیں لیکن قرآن کہتا ہے''ان میں کچھ وہ ہیں جو زبان پھیر کر کتاب میں ملاوٹ کرتے ہیں کہ تم سمجھو یہ بھی کتاب میں ہے اور وہ کتاب میں نہیں اور وہ کہتے ہیں یہ اللہ کے پاس سے ہے اور وہ اللہ کے پاس سے نہیں اور اللہ پر دیدہ ودانستہ جھوٹ باندھتے ہیں''(آل عمران:۷۸)

اس رہزن ایمان کو کیفر کردار تک پہنچانا ہم سب علماء کا اولین دینی فریضہ وذمہ داری ہے جس سے ہم کبھی سبکدوش نہیں ہوسکتے۔اگر ہم اس وقت خواب غفلت میں خرگوش کی طرح سوتے رہے تو اللہ ورسول اللہ ﷺ کی لعنت کے شکار ہونگے جیسا کہ حبیب پاک ﷺ فرماتے ہیں''جب میری امت میں فتنے ظاہر ہوں اور عالم خاموش رہے تو اس پر اللہ،فرشتوں اور لوگوں کی لعنتیں برسیں''۔ فتنے جب سر اٹھا کر ننگا ناچنے لگیں اور عین اس وقت عالم ''صوم سکوت'' اختیار کرلے تو ایسے عالم کو''شیطان اخرس'' کہا گیا ہے۔ یعنی گونگا شیطان۔اس کے علاوہ بھی کافی وعیدیں اس سلسلے میں آئی ہیں۔اگر ان تمام وعیدوں کو سپرد قرطاس کیا جائے تو ایک طویل دفتر تیار ہوجائے گا جو اس وقت ہمارا مقصود نہیں۔اس مضمون میں ہم اجمالی طور پر''فتنۂ گوہر شاہی'' اور''فتنۂ یونس الگوہر'' کو اجاگر کرنا چاہتے ہیں۔وہ گوہر شاہی جس نے ولایت عامہ سے مہدویت پھر مسیحیت پھر العیاذ باللہ صد بار العیاذ باللہ۔نبوت پھر خراماں خراماں الوہیت وربوبیت کا دعوی کر دیا ہے۔بحمد للہ وہ مرتد تو واصل نار ہوا لیکن اسکا چیلہ یونس الگوہر سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان کو چرانے کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔کیا خوب کہا اعلی حضرت نے ؎

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے
آنکھ سے کاجل صاف چرالیں یاں وہ چور بلا کے ہیں
تیری گٹھری تاکی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے
شہد دکھائے زہر پلائے قاتل ڈائن شوہر کش
اس مردار پہ کیا للچایا دنیا دیکھی بھالی ہے

یہ ریاض احمد گوہر شاہی بن فضل حسین مغل پٹھان روالپنڈی کے ڈھوک قصبہ میں ۲۵ رنومبر ۱۹۴۱ء کو پیدا ہوا۔خاندانی طور پر یہ ایک خالص مغل پٹھان تھا پھر لوگوں کو گمراہ کرنے کیلئے اپنے آپ کو سید اور آل رسول کہنے لگا۔یاد رہے کہ دعوی سیادت ہی اس کی پہلی چال تھی۔

ڈھوک راولپنڈی میں مڈل تک تعلیم حاصل کی پھر فاصلاتی طور پر میٹرک کا امتحان دیا پتہ نہیں کامیاب ہوا بھی یا نہیں۔اس کے بعد موٹر مکینک اور ویلڈنگ کا کام سیکھ کر ویلڈر کی حیثیت سے اپنے

ہی گاؤں میں زندگی کا آغاز کیا لیکن ویلڈنگ کے کام میں کامیابی میسر نہ آئی۔

خاندانی پس منظر: ریاض احمد گوہر شاہی کا باپ پاکستان میں ایک سرکاری ملازم تھا اور یہ خاندانی نسب کے اعتبار سے خالص مغل پٹھان تھا لیکن لوگوں کو گمراہ کرنے کیلئے سیادت کا دعوی کرتا تھا۔ اپنے آپ کو گوہر علی شاہ کی اولاد بتاتا تھا۔ اسی نسبت سے اپنے آپ کو سید اور آل رسول کہتا تھا۔ گوہر علی شاہ کے بارے میں بھی کافی تشویشناک باتیں پھیلائی جاتی ہیں کہ وہ بھی کشمیر کے شری نگر کا رہائشی تھا۔ پھر انگریز کے خوف سے بھاگ کر راولپنڈی کی تحصیل گوجر خان کے جنگل میں ڈیرہ لگا دیا۔ ضعیف الاعتقاد لوگ اس کو پیر و فقیر مان کر اس کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے۔ اسی جنگل میں گوہر علی شاہ نے ایک بستی آباد کر دی جس کو اس فقیر گوہر علی شاہ کی نسبت سے ''ڈھوک گوہر علی شاہ'' بھی کہا جاتا ہے۔ اس گوہر علی شاہ کے پاکستان میں دو جگہ مزار ہیں۔ ایک بکر منڈی روالپنڈی میں دوسرا ڈھوک گوہر علی شاہ میں۔ اسی گوہر علی شاہ کی پانچویں پشت میں یہ ریاض احمد گوہر شاہی پیدا ہوا۔ دینی اعتبار سے وہ کھرا جاہل و گنوار تھا۔ موٹر مکینک کی دوکان کھولی آخر خسارے کی وجہ سے دوکان بند کر دی اور حصول معاش و روزگار کیلئے پیری مریدی کا دھندا شروع کر دیا۔ نشہ بازوں اور چرسیوں کی صحبت بافیض نے اسکو اور مضبوط کر دیا اور گمراہ کرنے کی پوری چال ان ہی سے سیکھی۔

گوہر شاہی کی بداخلاقیاں: ریاض گوہر شاہی اپنے آپ کو روحانی بزرگ، مامور من اللہ، مسیح موعود، مہدی منتظر اور پوری انسانیت کا نجات دہندہ سمجھتا اور باور کراتا تھا مگر ذاتی طور پر بداطوار، بدچلن اور اس کے اخلاق کافی بھیانک اور قابل نفرت تھے۔ وہ مال و دولت کا لالچی، عیش و عشرت کا پجاری اور نام و نمود کا بھوکا تھا۔ نشہ بازی چرس اور بھانگ اس کے مذہب میں حلال و جائز تھی۔ غیر محارم سے اختلاط وارتباط اور زناکاری وشب باشی اس کے مذہب کا طرۂ امتیاز تھا۔ ''مستانی'' کے ساتھ اس کی عشقیہ داستان بھی کافی دلچسپ ہے۔ اس ملعون کی کتاب ''روحانی سفر'' میں مستانی کے ساتھ جو شب باشیاں ہوئیں اس کی پوری داستان مرقوم ہے۔ اس کے علاوہ ڈھیر ساری اجنبی عورتوں سے اس کے ناجائز تعلقات کے افسانے کافی طویل ہیں۔

گوہر شاہی کو امریکی ڈالر: اس فتنۂ ارتداد کو فنڈ کون فراہم کرتا ہے یہ بہت دنوں تک صیغۂ راز میں تھا لیکن روزنامہ ''جنگ'' لندن نے ۷ ستمبر ۱۹۹۹ء کو صفحہ ۵ پر اس راز سے پردہ اٹھاتے ہوئے سنسنی خیز انکشاف کیا کہ امریکہ کے سہ رکنی وفد نے گوہر شاہی سے ملاقات کی جن میں MR A. RODRIGUES اور اس کے دو ڈائریکٹرز بھی شامل تھے۔ طویل ملاقات اور گفتگو کے بعد ریاض گوہر شاہی کو انہوں نے مسیحا قرار دیتے ہوئے اس کے اس من گھڑت روحانی سفر کو جاری رکھنے کیلئے ایک بلین ڈالر سالانہ امداد کی پیشکش کی جس کو ریاض گوہر شاہی نے فراخ دلی کے ساتھ قبول کیا۔ اس ملاقات کے فوراً بعد انہوں نے وہ موعود خطیر رقم ریاض گوہر شاہی کے سپرد بھی کر دی۔ آج بھی یونس الگوہر کو اس کام کے لئے کافی خطیر رقم دی جاتی ہے تا کہ مسلمانوں میں فرقہ بندی و گروہ بندی کا کام ہوتا رہے۔

(روزنامہ جنگ لندن ۷ ستمبر ۱۹۹۹ء)

ریاض گوہرشاہی کی گمراہ کن کتابیں: ریاض گوہر شاہی نے لوگوں کو گمراہ کرنے کیلئے بہت ساری کتابیں تصنیف کیں جن میں مندرجہ ذیل کتابیں قابل ذکر ہیں:

(۱) تریاق قلب (۲) مینارۂ نور (۳) روشناس (۴) تحفۃ المجالس (۵) نماز حقیقت اور اقسام بیعت (۶) روحانی سفر (۷) روزے کا مقصد (۸) یادگار لمحات (۹) حق کی آواز (۱۰) دین الٰہی۔

انہیں کتابوں کے ذریعہ یہ گمراہ و مرتد فرقہ اپنے نظریات کی تشہیر و ترویج کرتا ہے۔ مندرجہ بالا کتب میں ''دین الٰہی'' یہ گوہر شاہی کی آخری تصنیف ہے جس کو یہ منحوس نہایت مقدس گردانتے ہیں۔ اس کی کتابیں PDF کی شکل میں اس کے معتقدین کی ویب سائٹ sufisaint.com میں دستیاب ہیں اور یوں ہی ''سرفروش پبلیکیشنز پاکستان'' نامی ادارہ ان کو شائع کر کے پوری دنیا میں مفت تقسیم کرتا ہے۔ روحانیت کے نام پر عوام کو گمراہ و لادینیت کا علمبردار بنانے کا کام یہ ''فرقۂ واہیہ'' انجام دے رہا ہے۔ اللہ اس گمراہ فرقے سے امت مسلمہ کو محفوظ فرمائے۔ آمین

گوہرشاہی کی موت: یہ کذاب، جھوٹا مسیح موعود، مہدی منتظر ۲۵/نومبر ۲۰۰۱ء کو مانچسٹر میں نمونیا کی وجہ سے فوت ہوا۔ وہاں سے اس کی لاش کو پاکستان لایا گیا اور ''انجمن سرفروشان اسلام'' جس کا یہ روحانی پیشوا و بانی گردانا جاتا ہے، اسی تحریک کی سربراہی میں ''المرکز الروحانی'' کوٹری میں اسے دفن کر دیا گیا۔ اس ملعون کی موت کو اس کے ماننے والے موت تسلیم نہیں کرتے بلکہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ گوہر شاہی اپنے جسم خاکی سمیت لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل و روپوش ہوگیا اور قرب قیامت ایک بار ریاض گوہر شاہی اپنے ظاہری جسم کے ساتھ ظاہر ہوگا۔ اسی وجہ سے یہ ملعون فرقہ اس کی بظاہر برسی وغیرہ نہیں مناتا ہے، نہ یہ لوگ اس کی قبر پر میلہ لگاتے ہیں۔ گوہر شاہی کے اہل خانہ ابھی بھی پاکستان ''کوٹری'' میں مقیم ہیں۔

گوہرشاہی کے کفری نظریات: جیسا کہ ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہیں کہ ریاض گوہر شاہی اپنی منحوس کتابوں اور گمراہ کن لٹریچر کے ذریعہ لوگوں کو لادین و ملحد بنانے کا کام بڑے پیمانے پر کر رہا تھا اور اس کے مریدین بدنام زمانہ بھی اس فحش لٹریچر کو شائع کر کے آج بھی لوگوں کے ایمان و عقیدہ کو غارت کرنے کا سامان فراہم کر رہے ہیں۔ ان کتابوں میں ریاض گوہر شاہی نے بہت زیادہ زہر اگلا ہے۔ کبھی الوہیت و ربوبیت پر حملہ تو کبھی شان رسالت مآب ﷺ میں مضحکہ خیز گستاخی۔ کبھی اولیائے امت کو مورد طعن بنایا تو کبھی اکابر کی شان میں گستاخیاں کیں۔ اس کے بے شمار کفریات ہیں۔ ان کفری اقتباسات سے چند بطور مشتے نمونہ از خروارے پیش کیا جاتا ہے تاکہ اس کے کفری و ارتدادی عقائد و نظریات پر آگہی حاصل ہو جائے۔

(۱) خدا لاعلم ہے: گوہر شاہی کے نزدیک خدا علام الغیوب نعوذ باللہ لاعلم ہے۔ وہ لکھتا ہے:

قریب ہے شاہ رگ کے، اسے کچھ بھی پتہ نہیں
بیزار ہوئے محمد کاش تو نے پایا وہ راستہ نہیں

(تریاق قلب : ۱۸)

(۲) خدا کے ہاتھ میں حضرت علی کی انگوٹھی: وہ لکھتا ہے: ''ایک دوسری حدیث میں ہے کہ دیدار کے وقت حضور پاک

نے خدا کے ہاتھ میں وہ انگوٹھی دیکھی جو انہوں نے حضرت علی کو دی تھی''۔(یادگار لمحات:۲۴)

اس مردود سے پوچھئے یہ من گھڑت حدیث ملعون نے کس کارخانے سے ڈھالی ہے اور کس ٹکسال میں بنائی اور ذخیرۂ حدیث میں اس کی نشاندہی تو کر دیتا ملعون؟؟؟؟

(۳) نجات کے لئے ایمان کی ضرورت نہیں: گوہر شاہی بکواس کرتے ہوئے لکھتا ہے:''جس دل میں خدا کی محبت ہے وہ خواہ کسی مذہب میں ہے یا نہیں وہ جہنم میں نہیں جا سکتا''

(یادگار لمحات:۲۸)

(۴) نماز میں روحانیت نہیں: گوہر شاہی رقم طراز ہے: نماز، روزہ، حج، زکوۃ عبادات ہیں روحانیت نہیں۔ روحانیت کا تعلق دل کی ٹک ٹک کے ذریعہ اللہ اللہ کرنا ہے''(حق کی آواز:۳)

پتہ نہیں یہ ٹک ٹک رات کی آواز ہے یا دن کی۔

(۵) قرآن کریم میں تحریف: اس ملعون کی دست برد سے قرآن تک محفوظ نہیں۔ بڑے بڑے فصحائے عرب جو کام نہیں کر سکے ایک ان پڑھ، لاعلم اور سڑک چھاپ کر بیٹھا۔ وہ کہتا ہے:''قرآن مجید میں بار بار آیا ہے:''دع نفسك وتعال''،نفس کو چھوڑ اور چلا آ''

(مینارۂ نور:۲۹)

(۶) قرآن کے دس پارے اور ہیں: حضور پرنور ﷺ نے جو قرآن کریم تیس پارے کی شکل میں ہمیں دستور حیات عطا کیا اس کو یہ ملعون جھٹلاتا ہے اور وہ تیس پارے والا قرآن مقدس اس کے نزدیک اصلی نہیں بلکہ وہ کہتا ہے اور مزید دس پارے ہیں جو اس خبیث کے دل میں القاء ہوتے ہیں وہ کہتا ہے:''اسی طرح قرآن پاک کے دس پارے اور ہیں۔ جب ہم نے اللہ کو پانے کی غرض سے لعل باغ سہون شریف میں ذکر وفکر، تلاوت وعبادت وریاضت اور مجاہدات کئے تو وہ ہم پر باطنی راز منکشف ہونا شروع ہو گئے۔ باطنی مخلوقات ہمارے سامنے آ گئیں پھر وہ دس پارے بھی سامنے آ گئے''۔

(حق کی آواز:۵۲)

(۷) ڈانس اور چرس جائز ہیں: وہ کہتا ہے:''نیز اللہ اللہ کرنے کیلئے ڈانس کرنا جائز ہے اور اللہ اللہ کرانے کیلئے چرس پلانا بھی جائز ہے''۔(یادگار لمحات:۱۹)

واہ رے ملعون! کیسے دین کے اصول بنائے اور کن چیزوں کو معرفت الٰہی کا ذریعہ بنایا۔

(۸) حضرت عیسیٰ اور مہدی ظاہر ہو چکے ہیں: گوہر شاہی مسیحیت اور مہدویت کا جھوٹا دعویدار تھا لیکن پاکستان کی قانونی دفعہ تعزیرات سے ڈر کر وہ دبے الفاظ میں کہتا ہے:''امام مہدی اور حضرت عیسیٰ ظاہر ہو چکے ہیں جو ان کے قریبی لوگ ہیں وہ ان کو جانتے ہیں''۔(حق کی آواز:۱۷)

گویا گوہر شاہی اپنے آپ کو مہدی اور حضرت عیسیٰ کہہ رہا ہے اور قریبی سے مراد منحوس کی اس کے اپنے پیروکار ہیں۔

(۹) حضرت عیسیٰ سے ہوٹل میں ملاقات: یہ بھی سنئے گوہر شاہی کے پاگل مریدین نے ایک اشتہار شائع کیا تھا جس میں وہ دعوی کرتے ہیں کہ فلاں ہوٹل میں گوہر شاہی نے حضرت عیسیٰ سے

ملاقات کی ملاحظہ کیجئے: ''حضرت سیدنا ریاض احمد گوہر شاہی مدظلہ کے حالیہ دورۂ امریکہ کے دوران مؤرخہ ۱۹ مئی ۱۹۹۷ء نیو میکسیکو کے شہر طاؤس IS IN NORTHERN NEW (TAOS TOWN MEXICO) کے ایک مقامی ہوٹل ELMONTLE LODGE میں حضرت سیدنا گوہر شاہی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ظاہری ملاقات فرمائی۔ یہ ملاقات آج ۲۸/ جولائی ۱۹۹۷ء تک ایک راز رہی لیکن اب جبکہ مرشد پاک نے اس راز سے پردہ اٹھایا مناسب جانا تو کرم فرماتے ہوئے کچھ تفصیلات ارشاد فرمایا''۔(اشتہار شائع کردہ: سرفروش پبلیکیشنز پاکستان)

(۱۰) نشہ جائز ہے: ''جو نشہ اللہ کے عشق میں اضافہ کرے، یکسوئی قائم رہے، خلق خدا کو بھی کوئی تکلیف نہ ہو، وہ مباح بلکہ جائز ہے۔''

(روحانی سفر:۱۲)

واہ رے گوہر شاہی کیا دھرم کے پاٹھ ہیں پڑھائے تم نے؟

اس کے علاوہ اس ریاض گوہر شاہی ملعون اور اسکے متبعین کے لاکھوں سے زیادہ کفری عقائد ونظریات ہیں جن کو علمائے اہل سنت نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل فرما کر اس پر کفر وارتداد کا حکم شرع صادر فرمایا ہے۔ ہم نے صرف دس کفری اور بھدی عبارتوں کو بیان کیا تا کہ اس سے اندازہ لگایا جائے کہ یہ فرقہ روحانیت کے نام پر کفر وارتداد کی تاریک کھائی میں کیسے لوگوں کو ڈھکیلنا چاہتا ہے۔ ان شاء اللہ ہم مزید اب یونس الگوہر جو اس مردود مبھوت الذہن کا جانشین اور روحانی بیٹا ہے اور جو اس فرقہ کی دعوت وتبلیغ میں اس وقت سرگرم عمل ہے، اس کی بھی کارستانی سنا کر اس مضمون کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ سب سے پہلے یونس الگوہر کی زندگی کا خاکہ پیش کریں گے جو امریکہ کا زرخرید غلام ہے اور وہاں بیٹھ کر ہندو پاک کے مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈال رہا ہے۔

یونس الگوھر: اس یونس الگوھر کو اس گمراہ و بدحواس فرقہ میں بڑی حیثیت حاصل ہے۔ جسے یہ لوگ نمائندہ امام مہدی گوہر شاہی عزت مآب سیدی یونس الگوہر کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ یونس الگوھر شہر کراچی میں بتاریخ ۱۶/ جون ۱۹۷۰ء میں پیدا ہوا۔ ریاض گوہر شاہی کی صحبت بے مراد نے اس کو لادینیت والحاد کا داعی بنا دیا۔ گوہر شاہی فرقہ کے مطابق یہ ان لوگوں کا عظیم مذہبی پیشوا اور روحانی لیڈر ہے۔ اسی کو گوہر شاہی نے اپنے شیطانی وابلیسی تصرفات سے مالا مال کیا تا کہ یہ گوہر شاہی کے باطل نظریات کو دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچا سکے۔

۲۰۰۱ء میں جب ریاض گوہر شاہی نے اپنی منحوس کتاب ''دین الٰہی'' مکمل کی تو گوہر شاہی نے یہ شیطانی فرمان جاری کیا کہ ''اب ہم کسی سے نہیں ملیں گے۔ ہم صرف تم سے ملیں گے اور تم دنیا سے ملنا۔''

تصانیف: گوہر شاہی کی طرح اس ملعون نے بھی اپنے گمراہ نظریات کے پرچار کیلئے بہت ساری بھونڈی کتابیں لکھ ماریں جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) رخسار ریاض (۲) ملفوظات مہدی

(۳) دستور ریاض (۴) نصاب مہدی

(۵) امام المبین (۶) MYSERIOUS HORIZON

یونس الگوھر نے گوہر شاہی نظریات دنیا بھر میں پہنچانے کا بیڑا اٹھایا اور اس مقصد کی تکمیل کے لئے اس نے ایک یوٹیوب چینل کا بھی

آغاز کیا جو ALRA TV کے نام سے معروف ہے۔ اسی چینل کے ذریعہ یہ گمراہ کن نظریات عوام تک پہنچا تا ہے۔ اس کے علاوہ اس نے ان نظریات وعقائد کو عوامی سطح تک پہنچانے کی غرض سے ''مہدی فاؤنڈیشن انٹرنیشنل''، ''مسایا فاؤنڈیشن انٹرنیشنل'' اور ''کالکی اوتار فاؤنڈیشن'' قائم کیا۔ مزید برآں اپنے گرو ریاض گوہر شاہی کی قائم کردہ تحریک ''انجمن سرفروشان اسلام'' کی بھی یہی سرپرستی کرتا ہے۔

یونس الگوھر کی زہرافشانیاں: یونس الگوھر ریاض گوہر شاہی کا روحانی جانشین اور نائب ہے لیکن کفریات میں گوہر شاہی کا بڑا باپ ہے۔ اس کے نظریات کا اگر ہم مطالعہ کریں گے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگی کہ اس فرقے کو اسلام یا روحانیت سے کسی طرح کا کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ یہاں روحانیت کا ڈھونگ رچایا جاتا ہے۔ آیئے اس کے کفری نظریات کا سرسری جائزہ لیتے ہیں۔

(۱) آج اس لمحے اگر سرکار گوہر شاہی کا موڈ خراب ہوجائے ٹھیک ہے نا اور وہ اسم ذات کو تحلیل کردیں تو عالم احدیت سے لیکر عالم ناسوت تک کچھ باقی نہ بچے گا۔ (تقریر سے اقتباس)

(۲) جب یہ بات ہوگئی کہ گوہر شاہی رب الارباب ہیں اس کے بعد نہ اللہ کو زیب دیتا ہے نہ کسی نبی یا امام الانبیاء کو زیب دیتا ہے کہ اللہ کی ربوبیت کی بات کریں۔ سرکار گوہر شاہی رب الارباب ہیں۔ اس کے بعد جس نے لا الہ الا اللہ کا پرچار کیا ہے وہ جو ہے سب سے بڑا مشرک ہوگا۔ (تقریری اقتباس)

(۳) جس دل پر نظر گوہر شاہی ٹک گئی وہ گوہر شاہی کے قدموں سے ایسا چمٹا اس کو تو اب رب بھی نہیں ہٹا سکتا۔ (تقریری اقتباس)

(۴) اللہ تعالی ذہنی مریض ہے۔ ذہنی مریض ہے۔ PSYCHO (تقریری اقتباس)

(۵) اس کو جو ہے نہ، ہم MFI میں رکھ نہیں سکتے جو لا الہ الا ریاض بھی پڑھیں اور لا الہ الا اللہ بھی پڑھیں۔ ایک عورت کے دو شوہر نہیں ہوسکتے۔ تو ایک انسان کے دو رب ہو نہیں سکتے۔

(تقریری اقتباس)

(۶) جتنا فیض بندے کو سرکار گوہر شاہی سے ملتا ہے اتنا ہی فیض اللہ کو بھی مل رہا ہے۔ تو اندازہ لگاؤ کتنا فیض ہوگا اس بندے سرکار گوہر شاہی میں۔ (تقریری اقتباس)

(۷) گوہریوں کا ذکر: لا الہ الا ریاض لا الہ الا ریاض (حلقہء ذکر) ہے۔

(۸) یہ ہندو بھی اہل کتاب ہیں ان میں بھی مومن ہوتے ہیں۔

(تقریری اقتباس)

(۹) سرکار گوہر شاہی کے اس دنیا میں آنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی ربوبیت والوہیت کا پرچار شرک ہے۔ (تقریری اقتباس)

(۱۰) عرش پر گئے بغیر اللہ کے۔ زمین میں سرکار گوہر شاہی کو اللہ کی صورت میں دیکھ لو۔ (تقریری اقتباس)

آپ سمجھتے ہوں گے کہ یہ راقم کیوں ان کفری دعوؤں پر کچھ نہیں خامہ فرسائی کررہا۔ وہ اس لئے کہ ان کفریات کو لکھتے ہوئے ہی میرا قلم کانپ رہا ہے اور دل جل رہا ہے کہ اتنے واضح کفریات یہ ملعون بک رہا ہے اور ہمارے لوگ اس کے جال میں پھنستے جارہے ہیں۔ رب قدیر سے دعا گو ہوں کہ اللہ ہم سب کے ایمان وعقیدہ کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

گمراہ کن اعلامیہ کا جواب ورد بزبان رفیق ملت

عرس سید العلماء ۲۰۲۳ء کے موقع پر خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مقدسہ کے نام سے جاری تضاد بیانی، کذب بیانی اور گمراہ کن اعلامیہ کا خانقاہ برکاتیہ نوریہ مارہرہ مقدسہ کے سجادہ نشین رفیق ملت حضرت سید نجیب حیدر میاں مدظلہ کی جانب سے کئے گئے ردّ اور دیئے گئے مسکت جواب پر مشتمل تحریر

از۔مولانا محمد حسن رضا، جامعہ احسن البرکات مارہرہ شریف

فروری ۲۰۲۳ء میں منعقد عرس سید العلماء کے موقع پر حضرت سید العلماء کے پوتے اور حضرت سید نظمی میاں صاحب کے فرزند جناب سبطین حیدر مارہروی کی جانب سے جمہور اہل سنت، اکابر اہل سنت اور مشائخ مارہرہ مقدسہ کے موقف و منہج سے ہٹ کر ایک گمراہ کن اعلامیہ جاری کیا گیا جس سے ایسے لوگوں کے مارہرہ مقدسہ سے بدظن ہونے کا شدید خطرہ تھا کہ جو سبطین حیدر مارہروی کے تعلق سے زیادہ معلومات نہیں رکھتے کیونکہ وہ لوگ مارہرہ مقدسہ کے نام سے جاری اعلامیہ کو موجودہ ذمہ داران مارہرہ مقدسہ کا موقف ونظریہ ہی سمجھتے۔ اس لیے ہم ذیل میں پہلے وہ گمراہ کن اعلامیہ من وعن نقل کریں گے اور اس کے بعد خانقاہ برکاتیہ نوریہ مارہرہ مقدسہ کے سجادہ نشین رفیق ملت حضرت سید نجیب حیدر میاں مارہروی مدظلہ کا پیش کردہ اصل موقف مارہرہ اور گمراہ کن اعلامیہ کی وہ تردید پیش کریں گے کہ جو انھوں نے کانپور کے ایک اجلاس میں زبانی طور پر بیان کی۔

گمراہ کن اعلامیہ

”خانقاہ عالیہ چشتیہ، قادریہ، برکاتیہ بڑی سرکار مارہرہ مطہرہ کا اعلامیہ چند اہم دینی، ملی، مسلکی، مشربی اور سماجی مسائل سے متعلق

(۱) فقیر (سبطین حیدر) قادری چشتی برکاتی مذہباً حنفی اور مسلکاً سنی اشعری ماتریدی ہے۔ تمام اہل اسلام سے گزارش کرتا ہے کہ موجودہ تعصب اور بیدینی کے عہد میں اپنی جان ومال سے بڑھ کر اسلام و ایمان اور عقیدہ ومسلک کی حفاظت کریں۔ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے یہی ہمارا سب سے بڑا سرمایہ ہے، جس کی حفاظت ہر فرض سے بڑھ کر ہے۔

(۲) علمائے کرام سے گزارش ہے کہ مسلک سواد اعظم پر سختی سے قائم رہیں۔ اشاعرہ وماتریدیہ، احناف وشوافع، مالکیہ وحنابلہ اور مشائخ چشتیہ، قادریہ، نقش بندیہ وسہروردیہ کے کھینچے ہوئے خطوط سے سرِ مو انحراف نہ کریں۔ عقیدہ وفقہ اور تصوف کے ان دبستانوں میں سے جس دبستان سے بھی وہ وابستہ رہیں گے، سلامت رہیں گے۔

(۳) عوام اہل سنت سے گزارش ہے کہ وہ اہل سنت کے تمام علما و مشائخ کا کلی احترام کریں، جن علما و مشائخ کے باہمی فروعی اختلافات ہوں، وہاں وہ اپنے قریبی علما ومشائخ کا اتباع کریں، جن سے ان کا تعلق ہے، البتہ دیگر علما ومشائخ پر کوئی طعن وتشنیع نہیں کریں۔

(۴) ضروریات دین اور ضروریات اہل سنت پر سختی سے قائم رہیں،

البتہ جو مسائل خود اہل سنت کے بیچ مختلف فیہ ہیں، ان میں اپنے اپنے معتمد علما و مشائخ کے مسلک پر رہیں، البتہ شخصیت پرستی میں ایسے اندھے نہ ہو جائیں کہ اپنے محبوب نظر کی رائے کو مسلک اہل سنت بنا دیں اور اس کی وجہ سے اہل سنت کے بیچ افتراق وانتشار کا سبب بنیں۔

(۵) میں فقیر قادری چشتی خود اپنے خاندان برکاتیہ کے مشائخ کرام کے مسلک پر قائم ہوں۔ میں اپنے محبین سے بھی اسی کی امید رکھتا ہوں اور گزارش کرتا ہوں، اس شرط کے ساتھ کہ وہ فروعی مسائل میں دوسروں کو مشائخ برکاتیہ کے مسلک کا پابند نہ بنائیں۔

(۶) ہمارے مشائخ برکات نور اللہ قبورھم محسن اسلام، عم رسول مقبول، جد حسنین کریمین، سیدنا ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان کے قائل رہے ہیں۔ ہمارے مشائخ مارہرہ کے جد کریم حضرت میر سید عبد الواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی موقف ہے اور ان کے دادا پیر مخدوم شیخ سعد الدین خیر آبادی قدس سرہ بھی اسی کے قائل تھے۔ تفصیل کے لیے سبع سنابل اور مجمع السلوک شریف دیکھی جاسکتی ہیں۔ یہ فقیر قادری چشتی بھی اس مسئلے میں اپنے ان بزرگوں کے مسلک کا پابند ہے۔ البتہ جن مسائل میں ہمارے بزرگوں کا سکوت ہے، ہمارا بھی وہی ہے۔

(۷) حضرت ابوطالب کے کفر پر اہل سنت کا اجماع سمجھنا سخت نادانی ہے۔ یہ ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے جس میں ایمان اور سکوت کے دو معتبر اقوال ہیں، اس مسئلے میں میرا موقف میرے مشائخ واجداد کی طرح ایمان کا ہے۔

(۸) ترتیب خلافت برحق ہے اور عام اہل سنت کے نزدیک ترتیب خلافت ہی ترتیب فضیلت کی بنیاد ہے، فقیر قادری کی تحقیق اور مشرب اپنے جد اعلیٰ امام زید کے مطابق ہے۔ آپ کے نزدیک شیخین کی خلافت برحق ہے، لیکن افضل حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ علیہ السلام ہی ہیں۔

(۹) اہل بیت سے محبت اور صحابہ کا احترام اہل سنت کا شعار ہے، لیکن اس کے باوجود صحابہ معصوم نہ تھے، ان سے مختلف مواقع پر خطائیں ہوئیں، ان پر حدود بھی جاری کی گئیں، لیکن اس کے باوجود ان کا احترام ضروری ہے اور عیب جوئی یا لعن وطعن کی غرض سے ان کی خطاؤں کا ذکر، نا جائز ہے، البتہ بیان واقعہ اور تحقیق کے لیے ان کا ذکر کرنا گستاخی نہیں ہے۔

(۱۰) صحابہ میں بعض دفعہ اختلافات اور مشاجرات بھی ہوئے۔ ان مشاجرات میں زبان کھولنے سے حتی الامکان روکنا چاہیے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے مشاجرات یا خطاؤں کا انکار کر دیا جائے۔ یہ ایک حقیقت ہے اور بوقت ضرورت، ادب واحترام کے ساتھ حقیقت کا اظہار کیا جاسکتا ہے۔

(۱۱) حضرت علی خلیفۂ راشد ہیں، امیر معاویہ صحابی ہیں، مگر انہوں نے حضرت علی سے جنگ کی، حضرت امام حسن کے اوپر جنگ مسلط کی، جس کے بعد امام حسن نے حالات کے پیش نظر صلح کر کے اقتدار امیر معاویہ کے حوالے کر دیا، پھر بعد میں امیر معاویہ نے اپنے نا اہل بیٹے یزید کو اپنا جانشین بنا دیا۔ ان معاملات میں حضرت علی اور امام حسن حق پر تھے اور امیر معاویہ خطا پر تھے، اس پر اہل سنت کا اتفاق ہے، امیر معاویہ کو بے خطا کہنا یا اس کی تائید کرنا ناصبیت ہے، ہاں! اہل سنت کا اس میں اختلاف ہے کہ امیر معاویہ کی خطا اجتہادی تھی یا منکر، فقیر اس سلسلے میں حضرت جامی کے مسلک پر ہے۔ حضرت

جامی فرماتے ہیں:

حق بہ آں جا بدست حیدر بود

جنگ باوے خطاے منکر بود

(۱۲) صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم میں جن کی صحابیت اور ایمان پر خاتمہ ثابت ہے، اپنے ظن وتخمین سے ان میں سے کسی کی تکفیر جائز نہیں۔

(۱۳) اہل سنت وجماعت کی سبھی صحیح العقیدہ خانقاہیں اور درس گاہیں، قابل احترام ہیں۔ اپنی انا کی تسکین کی خاطر کسی کے خلاف فتویٰ بازی، بیان بازی اور بائیکاٹ بازی کی پالیسی اپنانا یا ایسی پالیسیوں کی تائید کرنا، ایک مذموم عمل ہے۔

(۱۴) عقیدۂ اہل سنت پر تصلب ضروری ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اہل سنت کو کسی ایک عالم، شیخ، مدرسہ یا خانقاہ پر موقوف کر دیا جائے، تمام گمراہیوں کے ساتھ اس گمراہی کی تردید بھی ضروری ہے۔

(۱۵) ذات رسالت مآب ایمان کا مرکز ومحور ہے۔ آپ ﷺ کا ادب واحترام ہر فرض سے بڑھ کر فرض ہے۔ اسی طرح محبت کے ساتھ اطاعت رسول بھی ضروری ہے، تاکہ اہل سنت کو حتی الامکان فسق وفجور سے پاک کیا جائے۔

(۱۶) حب رسول اور اطاعت رسول کے ساتھ اہل قبلہ کا احترام بھی از حد ضروری ہے، جہاں تک ممکن ہو ان کے اقوال واعمال کی تاویل کی جائے اور جب خود سے تاویل نہ بن پائے تو مسئلہ کو اکابر مفتیان کرام کے حوالے کیا جائے۔ تکفیر وتضلیل کے باب میں ہر مفتی اظہار رائے سے اجتناب کرے، اس سے اصلاح کے بجائے، افساد ہوگا۔

(۱۷) حق وباطل میں عدم امتیاز اور سب کو صحیح ودرست کہنا صلح کلیت ہے، جو باطل مذہب ہے۔ لیکن دین اور مسلک کو کسی ایک عالم یا ادارے پر منحصر کرنا اور اس سے ہر اختلاف کو صلح کلی کہنا خود امت کا ایک بڑا افساد ہے، جس سے اعراض واجتناب ضروری ہے۔

(۱۸) ہم وطناً ہندوستانی، ملۃً مسلم اور مسلکاً سنی ہیں۔ اس لیے قومی مسائل میں تمام برادران وطن کے ساتھ تعلق واشتراک ضروری ہے، اسی طرح خالص ملی مسائل میں تمام مسالک کے ساتھ اشتراک واتحاد ضروری ہے۔

از: سید شاہ سبطین حیدر زیدی چشتی قادری برکاتی

سجادہ نشین خانقاہ عالیہ چشتیہ، قادریہ، برکاتیہ بڑی سرکار مارہرہ مطہرہ

بتاریخ: 26/فروری 2023، ۵/شعبان المعظم ۱۴۴۴ھ بروز: اتوار

بمقام: باغِ زہرا، مارہرہ شریف، ضلع ایٹہ، اتر پردیش، بھارت''

آیئے اب مارہرہ مقدسہ کے بزرگوں کا اصل موقف ملاحظہ فرمائیں:

خانقاہ برکاتیہ کا موقف ومسلک

حضور رفیق ملت دامت برکاتہم العالیہ، سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف) نے 28/فروری 2023ء کو کانپور کے ایک جلسے کے دوران علمائے اہل سنت کی موجودگی میں ارشاد فرمایا:

''عقیدت میں اتنے نہ بڑھ جاؤ کہ عقیدہ خراب ہو جائے، عقیدت جب حد سے تجاوز کرتی ہے، تو عقیدہ خراب ہو جاتا ہے اور جب عقیدہ خراب ہوتا ہے، تو ایمان کمزور ہو جاتا ہے''۔

پھر فرمایا:

ہم مولائی ہیں، ہم مولیٰ علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) کے ماننے والے ہیں، ہم حضرت علی سے محبت کرنے والے ہیں اور ہم ایسے مولائی

ہیں کہ انبیاء ومرسلین کے بعد سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کاتب وحی ہیں، صحابی رسول ہیں، ہم ایسے مولائی نہیں کہ حضرت ابوبکر کو افضل نہ مانیں، ہم ایسے مولائی نہیں کہ صحابی رسول کی شان میں گستاخی کریں، ہم ایسے مولائی نہیں ہیں۔ یہی مسلک اعلیٰ حضرت ہے، یہی خانقاہ برکاتیہ (مارہرہ شریف) کے بزرگوں کا موقف و مسلک ہے، یہی موقف حضور صاحب البرکات کا ہے، حضور اچھے میاں، حضور ستھرے میاں، حضور حمزہ میاں، حضور آل رسول احمدی، حضور نوری میاں، حضور سید العلماء اور حضور احسن العلما کا ہے''۔

اور فرمایا:

''اگر پیروں سے عقیدت ہو تو کوئی بری بات نہیں ہے، لیکن یہ دیکھنا چاہیے کہ یہ جو پیر صاحب ہیں، ان کا عقیدہ کیا ہے، یہ مذہب اہل سنت پر چلتا ہے کہ نہیں چلتا ہے، اگر مذہب اہل سنت پر چل رہا ہے، مسلک اعلیٰ حضرت کو ماننے والا ہے، تو وہ پیر قبول ہے، accepted ہے''۔

یہ مذکورہ تمام باتیں میرے مرشد کریم اور روحانی ابا حضور، حضور رفیق ملت دامت برکاتہم العالیہ کی ہیں، اب میں چاہتا ہوں کہ چند باتیں سرکار نور مارہروی قدس سرہ کے رسالے "العسل المصفی" (جو''عقائد نوری'' کے نام سے چھپ چکی ہے) سے پیش کردوں تاکہ میری تحریر کو مزید چار چاند لگ جائیں۔

سرکار نور قدس سرہ اپنی اسی کتاب کے صفحہ 23 پر رقم طراز ہیں:

صحابہ تمام امت سے افضل ہیں اور صحابہ میں سب سے افضل اور اللہ کے نزدیک رتبہ اور عزت میں سب سے زیادہ اور خدا سے بہت نزدیک حضرت ابوبکر صدیق ہیں، پھر عمر فاروق پر عثمان غنی، پھر مولیٰ علی اور افضل کے یہی معنی ہیں کہ اوروں سے رتبہ میں بڑا اور خدا کے یہاں عزت و وجاہت و ثواب و کرامت میں زیادہ ہو۔ ہم سنی ان باتوں میں حضرت صدیق اکبر کو انبیا و مرسلین کے بعد تمام جہان سے بڑھ کر مانتے ہیں اور شیعہ حضرت مولی علی کو۔ پھر ہمارا گواہ قرآن و حدیث، ان کے لیے کوئی گواہ نہیں''۔

(عقائد نوری، ص، 23، مکتبہ دار السلام، پاکستان)

سرکار نور نے فیصلہ ہی کر دیا کہ جو سنی ہوگا وہی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو انبیا و مرسلین کے بعد افضل البشر تسلیم کرے گا اور جو رافضی شیعہ ہوگا وہ حضرت علی کو۔

(ہمیں مولی علی سے پیار ہے مگر افضل یار غار ہے)

چند سطروں بعد لکھتے ہیں:

''مولیٰ علی فرماتے ہیں: جو صدیق و فاروق پر مجھے بڑھائے مفتری ہے میں اسے اسی (80) کوڑے ماروں گا''۔

(عقائد نوری، ص، 23)

صحابہ کرام کی شکر رنجیوں کے متعلق فرماتے ہیں:

''ہمارا کیا منہ کہ ان کے معاملہ میں دخل دیں یا خدا کی پناہ ایک کے پیچھے دوسرے کو برا کہنے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: جو میرے اصحاب کو برا کہے گا اس پر خدا اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت، خدا اس کا فرض قبول کرے نہ نفل''۔

(عقائد نوری)

آئینۂ منظر اسلام

وہ منظر اسلام جسے سرکارِ اعلیٰ حضرت نے ایک آل رسول کی فرمائش پر ۱۳۲۲ / ۱۹۰۴ء میں شہرستانِ عشق و محبت بریلی شریف کی سرزمین پر قائم فرمایا۔

وہ منظر اسلام جس کی بے مثال تعمیر و ترقی اور عظمت و رفعت حضور حجۃ الاسلام کی ارفع و اعلیٰ انتظامی صلاحیتوں کا ایک خوبصورت استعارہ ہے۔

وہ منظر اسلام جس کے گلشن علم و حکمت کی لازوال تروتازگی و شادابی میں سرکار مفتی اعظم ہند کا علمی و روحانی تصرف ہمہ وقت کارفرما ہے۔

وہ منظر اسلام جس کی رعنائیاں اور تابانیاں سرکار مفسر اعظم ہند کے بے مثال ایثار و قربانی اور خلوص کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

وہ منظر اسلام جس کی عالمی شہرت اور مرکزی حیثیت حضرت ریحان ملت کی قائدانہ صلاحیتوں کا ایک روشن و منور نمونہ ہے۔

وہ منظر اسلام کہ شاہ راہ ترقی پر جس کی تیز گامی میرے والد محترم حضور صاحب سجادہ کی پرعزم، مستحکم اور مخلصانہ قیادت و نظامت کی درخشاں و دیدہ زیب تصویر ہے۔

وہ منظر اسلام جو ماضی قریب کے اکثر اکابر اہل سنت کا قبلہ علوم و حکمت ہے۔

وہ منظر اسلام جس نے قوم و ملت کو "تحریک تحفظ ناموس رسالت" اور "تحریک تحفظ عظمت اولیا" کے بے شمار جانباز سپاہی عطا فرمائے۔

وہ منظر اسلام جو دینی و عصری علوم و فنون کے ساتھ اسلامی افکار و نظریات کی ترسیل و تبلیغ، عقائد اہل سنت کی ترویج و اشاعت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے عروج و ارتقا کے لئے شب و روز سرگرم عمل ہے۔

وہ منظر اسلام جس کے فارغین کی ایک عظیم جماعت عالم سنیت کے خطہ خطہ میں مذہب و مسلک کی بے لوث خدمت کرنے میں مصروف کار ہے۔

وہ منظر اسلام جو اپنے تابناک ماضی کی ضیا بار کرنوں کی روشنی میں اپنے روشن و منور مستقبل کے خطوط متعین کر کے اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔

ہاں! یہی منظر اسلام آج آپ کے جذبۂ ایثار و تعاون کو آواز دے رہا ہے۔ آئیے! اور اس کے عروج و ارتقا کے لئے دل کھول کر حصہ لیجئے تاکہ اعلیٰ حضرت کے اس عظیم ادارے کا یہ علمی و روحانی قافلہ یوں ہی اپنے سفر کی منزلیں طے کرتا رہے۔

فقیر قادری محمد احسن رضا

سجادہ نشین درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

United PRINTERS

Monthly "Aala Hazrat" Urdu Magazine
84, Saudagran Street, Bareilly 243003-(U.P.)
Ph.: 2555624, 2575683-(Office)
Fax : 2574627 (0091-581)

R.N.P. NO. 6802/60 N.I.C.
POSTEL REGD. NO. U.P BR-175/2021-23
PUBLISHING DATE : 14th
POSTING DATE : 18th] EVRY ADVANCE MONTH
PAGES : 72 PAGE WITH COVER WEIGT :88 GRM

₹ 35/-

Editor : Mohammad Subhan Raza Khan (Subhani Mian)

April-May 2023

دعوت خیر

طالبان علوم نبویہ کے قیام وطعام، منظر اسلام کے تمام شعبوں کے عروج وارتقا، دار الافتا کے عمدہ واحسن انتظام، لائبریریوں کی آرائش وزیبائش، ماہنامہ اعلیٰ حضرت کی مسلسل اشاعت، رضا مسجد کی زیب وزینت، خانقاہ رضویہ کی تب وتاب اور عرس رضوی کے وسیع انتظامات میں دل کھول کر حصہ لیں ۔

Printed Published & Owned by Mohammad Subhan Raza Khan "Subhani Mian" Printed at Raza Barqi Press,
Moh. Saudagran Bareilly & Published at Office of Monthly Aala Hazrat 84, Saudagran Street Bareilly (U.P.)